إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ

تفسیر القرآن العظیم

www.KitaboSunnat.com

قرآناً عجباً

مختصر سوال وجواب کی صورت میں

وَمَن يَقْنُتْ - 22

نگہت ہاشمی

ALNOOR-PUBLICATIONS
النور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیه

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا یَّھۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ

تفسیر القرآن العظیم

قرآناً عجباً

مختصر سوال و جواب کی صورت میں

وَمَنۡ یَّقۡنُتۡ - 22

نگہت ہاشمی

ALNOOR-PUBLICATIONS
النور

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	:	قُرْآنًا عَجَبًا (پارہ:22)
مصنفہ	:	نگہت ہاشمی
طبع اول	:	مئی 2020ء
طبع دوم	:	نومبر 2021
طبع سوم	:	نومبر 2023
تعداد	:	1100
ناشر	:	النور انٹرنیشنل
لاہور	:	59-C2 ،فیروز پور لنک روڈ، لاہور
فون نمبر	:	0336-4033045, 042-37500049, 042-37500048
کراچی	:	گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک III، کراچی
فون نمبر	:	0336-4033034 - 021-35292341-42
فیصل آباد	:	121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد
فون نمبر	:	03364033050, 041-8759191
ای میل	:	sales@alnoorpk.com
ویب سائٹ	:	www.alnoorpk.com
فیس بک	:	Nighat Hashmi, Alnoor International

پرنٹنگ اینڈ ڈیزائننگ

دارالسلام قرآن پرنٹنگ کمپلیکس، کوٹ عبدالمالک انٹرچینج، لاہور

+92-321-8484569 | +92-300-1001345

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على النبي الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور بہترین انجام متقین کے لیے ہے۔ قارئین کرام! ہمیں جو زندگی عطا کی گئی وہ نہایت مختصر ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: ؎ آ کے بیٹھے بھی نہ تھے کہ نکالے بھی گئے

دلی تمنا ہے کہ زندگی گزارنے کی جو مہلت ملی ہے، اس میں ایسا کام کر جاؤں کہ جب اس جہان سے چلی جاؤں، اگلی زندگی کے انتظار میں قبر میں رکھ دی جاؤں تو میری کتابِ زندگی، میرا نامہ اعمال بند نہ ہو، ایسی نیکیوں کے لیے کھلا رہے جو باقی رہنے والی زندگی کے کام آئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ» ''لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ وہ ہے جو لوگوں کے لیے نفع مند ہو۔'' (سلسلہ احادیث صحیحہ:906)

دنیا کا سب سے قیمتی علم ''قرآن مجید'' کا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ» ''تم میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو قرآن مجید کو خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' (صحیح البخاری:5027)

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور سب سے بڑا تعاون ''طالب علم'' کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کو عام فہم انداز میں پیش کرنا نہایت ضروری ہے۔ جہاں آسان الفاظ کا انتخاب ضروری ہے، وہیں اس کے مضامین کو عام فہم اسلوب میں پیش کرنا بھی ضروری ہے۔

تفسیر «قرآنًا عجبًا» میں سوال و جواب کے انداز میں ایسے نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تفسیر میں سوال اٹھا کر اور جواب کو سادگی کے ساتھ مختلف نکات میں بانٹ کر جو آسانی پیدا کر دی گئی ہے اس کی وجہ سے معزز قارئین کے لیے قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے میں سہولت پیدا ہوگی۔ وللہ الحمد!

اللہ تعالیٰ کا پیغام «قرآنًا عجبًا» کی صورت میں ''گھر گھر تک، دنیا بھر تک'' پہنچانا چاہتے ہیں اور اجر کی امید بھی اسی سے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رسی ''قرآن مجید'' کو ہر ہاتھ میں تھمانا چاہتے ہیں جس کا ایک سرا بندے کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا ہمارے ''رب'' کے ہاتھ میں ہے۔ کیا آپ اللہ تعالیٰ کی رسی کو خود تھام کر دوسروں کو نہیں تھمائیں گے؟

قرآن سیکھیں ـــــ دوسروں کو سکھائیں　　　خود پڑھیں ـــــ دوسروں کو پڑھوائیں

ایک آیت روزانہ گھر والوں میں بیٹھ کر، کسی آفس میں، کسی بھی مقام پر پڑھنا مشکل نہیں۔ ذوق ہو تو زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ آیئے! بے مثال زندگی کے لیے آج ہی سے اس کا آغاز کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعاؤں کی طلب گار: فائزہ خان (مینیجنگ ڈائریکٹر النور پبلیکیشنز)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

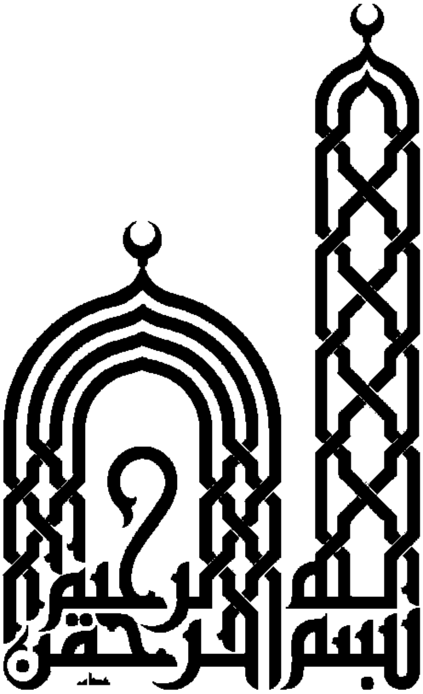

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ

''اورتم میں سے جواللہ تعالیٰ اوراُس کے رسول کی فرماں برداری کرے گی اور نیک عمل کرے گی اُس کو ہم اُس کا دوبارا اجر دیں گے

وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا﴾

اوراُس کے لیے ہم نے باعزت رزق تیار کر رکھا ہے''(31)

سوال:ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن کا درجہ اعلیٰ علیین میں ہے،اس کی وضاحت﴿وَمَنْ... كَرِيْمًا﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1) ﴿وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾''اورتم میں سے جواللہ تعالیٰ اوراُس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کرے گی''یعنی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن میں سے جوکوئی اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی اطاعت شعار ہو گی اوراوامر ونواہی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گی اور کسی کام میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہیں کرے گی۔

(2)﴿وَتَعْمَلْ صَالِحًا﴾''اورنیک عمل کرے گی''فرائض کی پابندی کرے گی اورنوافل اوردیگر بھلائیوں کا اہتمام کرے گی خواہ تھوڑا یا زیادہ۔

(3) نیک اعمال کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر،اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزارنا ہے مثلاً ہر وقت تمام اعضاء،زبان،ہاتھ،پاؤں،تاثرات وغیرہ کو کنٹرول رکھنا،باہمی تعلقات درست رکھنا،پوری سوسائٹی کی کلی ذمہ داریاں ادا کرنا۔

(4)﴿نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ﴾''اُس کو ہم اُس کا دوبارا اجر دیں گے''ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن کے مقام اورمرتبے کے مطابق ان کا اجر دوگنا ہوگا۔

(5) دوہری ذمہ داری کی وجہ سے جیسے گناہوں کا وبال دوگنا ہوگا ایسے ہی نیکیوں کا دوہرا اجر ہوگا۔

(6)﴿وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا﴾''اوراُس کے لیے ہم نے باعزت رزق تیار کر رکھا ہے''ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن کو جنت کی بشارت ہے۔انہوں نے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی اطاعت کی،اعمال صالح کیے۔وہ نبی ﷺ کے ساتھ اعلیٰ علیین میں ہوں گی جو جنت کا سب سے اونچا درجہ ہے۔یا ارحم الراحمین!اعلیٰ علیین والے کام کرنے کی توفیق عطا فرما دے اوراس مقام اورمرتبے تک پہنچا دے،یقیناً تو رحیم ہے،تو کریم ہے،تو رب عرش عظیم ہے۔(آمین)

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ

''اے نبی کی بیویو!تم عام عورتوں میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہو،اگرتم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہو تو بات میں نرمی اختیار نہ کیا کرو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾

''کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ لالچ میں پڑ جائے اور وہ بات کہو جو اچھی ہو'' (32)

سوال 1: ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن کو گفتگو کے جو آداب سکھائے گئے، ان کی وضاحت ﴿يٰنِسَآءَ ... مَّعْرُوْفًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ﴾ ''اے نبی کی بیویو!'' رب العزت نے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

(2) ﴿لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ ''تم عام عورتوں میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہو'' تمہارا مقام عام عورتوں جیسا نہیں، تمہارا مرتبہ عظیم ہے، تمام عورتوں پر تمہیں فوقیت حاصل ہے، تم امہات المومنین ہو، کوئی عورت تمہارے درجے کو نہیں پہنچ سکتی کہ تم خاتم النبیین ﷺ کی ازواج ہو۔ اپنی قدر پہچانو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں دوسری عورتوں سے بڑھ جاؤ۔

(3) ﴿اِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾ ''اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہو'' اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تقویٰ اختیار کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرو اور اس کے عذاب کے خوف سے اس کے نواہی سے رک جاؤ۔

(4) ﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ﴾ ''تو بات میں نرمی اختیار نہ کیا کرو'' مردوں کے ساتھ گفتگو میں، تم ان کے ساتھ براہ راست مخاطب ہو یا وہ تمہاری گفتگو سن رہے ہوں تو تم دھیمے لہجے میں، رغبت دلانے والی نرم کلامی نہ کرو۔

(5) ایسی نرم کلامی ممنوع ہے جس میں مرد کے لیے عورت کی اطاعت اور اس کے انکسار کی جھلک ہو۔ اطاعت مند اور جھکنے والے کے بارے میں کسی قسم کا طمع کیا جا سکتا ہے بخلاف اس شخص کے جو کوئی ایسے نرم لہجے میں بات کرتا ہے جس میں اطاعت اور جھکاؤ کی جھلک نہیں ہوتی بلکہ اس میں ترفع اور مدمقابل کے لیے سختی ہوتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2146،2145/3)

(6) ﴿فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ﴾ ''کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ لالچ میں پڑ جائے'' یعنی جس کے دل میں نفاق ہے، یا جس کا ایمان کمزور ہے وہ لالچ میں پڑ جائے گا۔

(7) یعنی شہوات زنا کا مرض۔ بے شک ایسا شخص تیار رہتا ہے اور کسی ادنیٰ سے محرک کا منتظر رہتا ہے جو اس کو متحرک کر دے کیونکہ اس کا قلب صحت مند نہیں اور صحت مند قلب میں کسی ایسی چیز کی شہوت نہیں ہوتی جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہو۔ اس کے قلب کے صحت مند اور مرض سے سلامت ہونے کی وجہ سے اسباب گناہ اسے حرام شہوت کے لئے متحرک کر سکتے ہیں نہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسے اس کی طرف مائل کر سکتے ہیں، بخلاف اس قلب کے جو مریض ہے۔ وہ اس چیز کا متحمل نہیں ہوسکتا جس کا متحمل ایک صحت مند قلب ہوسکتا ہے، وہ اس چیز پر صبر نہیں کر سکتا جس پر ایک صحت مند صبر کر سکتا ہے، لہٰذا اگر ایک ادنیٰ سا سبب بھی اسے حرام کی طرف دعوت دے تو وہ اس کی دعوت پر لبیک کہے گا اور اس کی نافرمانی نہیں کرے گا۔ (تفسیر سعدی:2144/3)

(8) ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن کا رابطہ بار بار دوسروں سے ہوتا تھا۔ لوگ دینی اُمور میں راہ نمائی کے لیے ان کے پاس آتے تھے اس لیے خصوصی طور پر حکم دیا گیا کہ نرم لہجے میں بات نہ کرو۔

(9) ﴿وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ ''اور وہ بات کہو جو اچھی ہو'' رب العزت نے مردوں سے نرم لہجے سے بات کرنے سے روکا ہے تو اس وہم کو بھی دور کیا گیا ہے کہ شاید درشت کلامی کا حکم ہے۔ رب العزت نے اسی لیے حکم دیا کہ معروف بات کرو جس میں اگر دھیما پن اور نرم کلامی نہیں تو درشت لہجہ اور بد اخلاقی پر مشتمل گفتگو بھی نہیں ہونی چاہیے۔

(10) اسلام عورت کو مرد کے ساتھ ضرورت کے مطابق بات کرنے کی اجازت دیتا ہے مگر معروف بات ہو۔

(11)(i) معروف بات میں لہجہ نرم نہیں ہوتا لہجے میں روکھا پن ہوتا ہے لیکن گفتگو اخلاق کے دائرے کے اندر ہوتی ہے۔

(ii) معروف بات میں کوئی منکر بات نہیں ہوتی۔ (iii) معروف بات میں گپ شپ نہیں ہوتی۔

(iv) معروف بات میں مزاح نہیں ہوتا۔ (v) معروف بات غیر سنجیدہ نہیں ہوتی۔ (vi) معروف بات کا موضوع بے راہ روی کی طرف مائل کرنے والا نہیں ہوتا۔

(12) اللہ تعالیٰ نے نرم لہجے پر پابندی عائد کی ہے جو بُرا خیال پیدا کر سکتا ہے مردوں کو عورتوں کی طرف مائل کر سکتا ہے اس کے لیے بات کرنے پر پابندی عائد نہیں کی۔ ظاہر ہے جب بات ہوگی تو آواز آئے گی جب آواز ظاہر ہوگئی تو اس پر پابندی نہیں۔ تو آواز کا پردہ نہیں بلکہ نرم لہجے پر پابندی ہے۔

سوال 2: جس وقت اسلام آیا اُس دور میں عام عورت کی حالت کیا تھی؟

جواب: (1) جاہلی دور میں عام عورت کو گری ہوئی مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ (2) عورت کو محض شہوت رانی کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔

(3) عورت اور مرد کے درمیان تعلق میں حیوانی پہلو کو زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔

سوال 3: اسلام نے خاندانی تعلقات کی تنظیم کیسے کی؟

جواب: (1) اسلام نے خاندان کو اجتماعی تعلقات کی بنیاد بنایا۔ (2) اسلام نے خاندان کو بنیادی نرسری قرار دیا۔

(3) اسلام نے انسانی شخصیات کی تربیت کے لیے اور انسانوں کو پاک اور صاف رکھنے کے لیے، ان کے خیالات اور شعور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو پاک رکھنے کے لیے انتظامات کیے۔(4) اسلام نے خاندان کی روحانی پاکیزگی کے لیے اس تعلق کو عریانیت اور بے راہ روی سے پاک کیا۔(5) اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے مثالی گھرانے کو منتخب کرکے اپنے ارادے کا اظہار کیا۔

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ

”اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو

الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ

اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے اہلِ بیت! درحقیقت اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کرے

الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

اور تمھیں پاک کردے، پوری طرح پاک کرنا“(33)

سوال 1: گھروں میں قرار پکڑنے کے حکم کی وضاحت ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ ”اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو“ یعنی گھر سلامتی اور حفاظت کا مقام ہے۔ گھر میں قرار پکڑیں اور بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں۔

(2) قرن کا مادہ اگر ’ق ر ر‘ سے مشتق قرار دیا جائے تو اس کا مطلب ہے گھروں میں قرار پکڑیں۔ اور اگر قرن کا مادہ ’و ق ر‘ سے مشتق سمجھا جائے تو اس کا مطلب ہے گھروں میں وقار کے ساتھ رہیں۔ دونوں صورتوں کا مطلب یہ ہے کہ عورت کا دائرہ عمل گھر ہے۔ عورت گھر سے باہر ضرورت کے تحت جاسکتی ہے، بلاضرورت نہیں۔

(3) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: پردہ ہم پر لاگو ہوجانے کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے باہر نکلیں، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا جسامت میں بڑی تھیں، جسمانی طور پر عورتوں سے اونچی (نظر آتی) تھیں۔ جو شخص انھیں جانتا ہو (پردے کے باوجود) اس کے لیے مخفی نہیں رہتی تھی، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھ کر کہا: سودہ رضی اللہ عنہا! اللہ کی قسم! آپ ہم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں اس لیے دیکھ لیجیے آپ کیسے باہر نکلا کریں گی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا (یہ سنتے ہی) الٹے پاؤں لوٹ آئیں اور (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ کے دست مبارک میں گوشت والی ایک ہڈی تھی وہ اندر آئیں اور کہنے لگیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں باہر نکلی تھی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس اس طرح کہا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ سے وحی کی کیفیت زائل ہو گئی، ہڈی اسی طرح آپ کے ہاتھ میں تھی، آپ نے اسے رکھا نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سب (امہات المومنین) کو اجازت دے دی گئی ہے کہ تم ضرورت کے لیے باہر جاسکتی ہو۔'' (مسلم:5668)

سوال 2: عورت کے لیے اللہ تعالیٰ نے گھر کو جائے قرار بنایا عورت کے گھر میں رہنے کے کیا فوائد ہیں؟

جواب: (1) عورت اپنی فطرت کے مطابق گھر میں رہنا پسند کرتی ہے گھر میں رہ کر عورت فطری زندگی گزارتی ہے۔

(2) گھر میں رہنے سے عورت غلط کاموں میں مصروف نہیں ہوتی۔ (3) گھر میں رہنے سے عورت معاش کی مشقتوں سے بچتی ہے کیونکہ اسلام نے اسے عورت کا فرض قرار نہیں دیا۔ یہ عورت پر غیر ضروری بوجھ ہے۔

(4) گھر میں عورت وہ کام کرتی ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اُسے پیدا کیا یعنی بچوں کی پرورش اور تربیت کا کام۔

(5) گھر میں عورت شوہر اور بچوں کی خوشیوں کے لیے کوشش کرتی ہے یوں گھر پرسکون بنتے ہیں۔

سوال 3: کیا رسول اللہ ﷺ کے دور میں خواتین گھروں سے باہر نکلتی تھیں؟

جواب: (1) رسول اللہ ﷺ کے دور میں خواتین نماز کے لیے نکلتی تھیں۔

(2) رسول اللہ ﷺ کے دور میں خواتین ضروریات پوری کرنے کے لیے بھی گھروں سے باہر نکلتی تھیں۔

سوال 4: جاہلی دور کی طرح زینت کا اظہار نہ کرو، اس کی وضاحت ﴿وَلَا ... الْاُوْلٰى﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ﴾ ''اور زینت ظاہر نہ کرو'' تبرُّج باب تفعّل کا مصدر ہے۔ ﴿تَبَرَّجَتِ الْمَرْاَةُ﴾ لغت میں اس وقت کہا جاتا جب عورت اجنبیوں کو اپنی زینت اور اپنے محاسن دکھلائے اور تَبَرَّجَتِ السَّمَاءُ اس وقت کہا جاتا ہے جب ستاروں کے ساتھ آسمان مزین ہو جائے۔ اور برج الشيء کا لغت میں معنی کسی چیز کا ظاہر ہونا اور بلند ہونا ہے اور البرج کا معنی ستون، قلعہ، محل، مینار، گنبد ہے اور البارجۃ بڑی جنگی کشتی کو کہتے ہیں اور مافلان الا بارجۃ کا معنی ہے یعنی فلاں شخص شریر ہے تو خلاصہ کلام یہ نکلا کہ لغت میں تبرج کہتے ہیں عورت زیب وزیبائش کے ساتھ اس طرح غیر محرم اور اجنبی لوگوں کے سامنے ظاہر اور بلند ہو جس طرح ستون محل و مینار و گنبد و قلعہ اور جنگی کشتی دور سے نظر آتے ہیں۔ انسان کا دل للچانے لگتا ہے کہ کاش یہ مجھے مل جائے اور اس کے دل میں شرارت اور ہوس سی پیدا ہوتی ہے اور آخر کار دنیا اس کی طمع نظر بن جاتی ہے اور پھر دیوانوں کی طرح وہ دنیا کا پجاری بن جاتا ہے اور دین کو یکسر ترک کرنے لگتا ہے۔ (المعجم الوسیط 46/2,1)

(2) اصطلاح شریعت میں تبرج کہتے ہیں: عورت اپنی اس زینت اور محاسن کو ظاہر کرے جس کو چھپانا اس پر واجب ہے تا کہ اس زینت ومحاسن کے ظہور کے ساتھ مرد کی شہوت کو طلب اور للکارا جائے اور تا کہ اس ظہور سے مرد کی شہوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ابھرنا لازم قرار پائے۔(فتح القدیر:365/4)

(3)﴿تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلَى﴾ ”پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح“یعنی زینت کر کے، خوشبو لگا کر بہت زیادہ اپنے گھروں سے باہر نہ نکلا کرو جیسا کہ جاہلی دور کی خواتین نکلتی تھیں جن کے پاس نہ علم تھا، نہ دین۔

(4) تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ سے مراد(i) مجاہد کہتے ہیں جاہلیت میں عورتیں گھروں سے باہر نکل کر مردوں کے اندر پھرتی تھیں۔ یہ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ ہے۔(ii) قتادہ کہتے ہیں ناز و انداز سے چلتی تھیں۔(iii) مقاتل کہتے ہیں عورتیں سروں پر دوپٹے ڈالتی تھیں اور اسے اس طرح نہیں لپیٹتی تھیں کہ گردن یا کانوں کے زیورات کو چھپا لے۔ اس اعتبار سے گردن اور کانوں کے زیورات کا اظہار تبرج ہے۔(iv) ابن کثیر فرماتے ہیں عورتیں مردوں میں اس طرح نکلتی تھیں کہ ان کا سینہ کھلا ہوتا تھا اور اس کے اُوپر کچھ نہیں ہوتا تھا اور بعض اوقات اس کی گردن اور بالوں کی مینڈھیاں ننگی ہوتی تھیں اور کانوں کے بندے بھی ظاہر ہوتے تھے۔(5) یہ حکم شر اور اس کے اسباب کو روکنے کے لیے دیا گیا۔

(6) اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جہنم میں دیکھا تو اکثر عورتیں تھیں۔“ علامہ ذہبی رحمہ اللہ اس حدیث پر تعلیق چڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا سبب ایک تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت تھوڑی کرتی ہیں اور کثرت تبرج کی وجہ سے اور تبرج یہ ہے کہ جب گھر سے نکلنا چاہے تو بہتر لباس اور زیب و زینت کے ساتھ نکلے اور لوگوں کو فتنے میں ڈالے۔ اگر وہ خود لوگوں کے فتنے سے محفوظ بھی رہے تو لوگ اس کے فتنے سے محفوظ نہیں رہیں گے۔(الکبائر:44)

(7) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب کوئی خاتون عطر لگائے اور پھر وہ مردوں کے درمیان جائے تاکہ وہ مرد اس کی خوشبو سونگھیں تو وہ خاتون ایسی ہے ایسی ہے یعنی آپ نے ایسی خاتون کو شدید برا کہا۔“(ابوداود:4173)

(8) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو خاتون خوشبو کی دھونی حاصل کرے تو وہ ہمارے ساتھ نماز عشاء میں شامل نہ ہو(بلکہ گھر ہی میں پڑھ لے)۔“(ابوداود:4175)

(9) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو (جسم) نیلا گوندیں اور نیلا گندوائیں“ اور محمد بن عیسیٰ نے اپنی روایت میں یہ بھی کہا اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو بالوں میں جوڑ لگائیں۔ عثمان نے فرمایا: اور اپنے بال اکھاڑیں اور اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو اپنے دانتوں میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حسن و جمال کے لیے کشادگی کریں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت اور شکل بدلنے کے لیے۔ راوی کہتے ہیں کہ قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت جس کا نام ام یعقوب تھا اس کو یہ اطلاع ہوئی وہ عورت قرآن کریم پڑھتی تھی وہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئی اور اس نے کہا کہ مجھے اطلاع ملی کہ تم نے گوندنا لگانے والی عورت پر لعنت کی ہے اور جس کے گوندنا لگایا جائے (یعنی جس کا جسم گوندا جائے)۔ اور محمد بن عیسیٰ نے یہ بھی کہا کہ بالوں میں جوڑ لگانے والی پر اور عثمان نے کہا کہ روئیں اکھاڑنے والی پر (اور لعنت فرمائی) دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والی پر۔ عثمان نے کہا جو کہ حسن و جمال کے لیے اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی شکل تبدیل کرے تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کیوں لعنت نہ بھیجوں اس شخص پر جس پر نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہو اور وہ کتاب اللہ کے اعتبار سے مستحق لعنت ہے۔ اس عورت نے کہا کہ میں نے دونوں گتوں کے درمیان قرآن پڑھا ہے لیکن مجھے یہ بات کہیں نہیں ملی۔ عبداللہ نے کہا: واللہ اگر تم کتاب اللہ کو غور و فکر کے ساتھ تلاوت کرتیں تو لازمی طور پر تمہیں یہ حکم مل جاتا۔ پھر انہوں نے آیت کریمہ: ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ ”اور جو کچھ رسول تمہیں دے تو وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روک دے تم اس سے رک جاؤ“ (الحشر: 7) تلاوت کی۔ اس نے کہا: میں نے تمہاری بیوی کو اس میں سے بعض کام کرتے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا: بہت بہتر تم اندر جاؤ اور دیکھو وہ اندر گئی پھر باہر آئی اور کہا (وہاں) کچھ نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر وہ عورت اس قسم کی باتیں کرتی ہوتی تو ہمارے ساتھ نہ ہوتی۔ (ابوداؤد: 4169)

(10) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان سے ایک عورت ملی جس سے آپ نے خوشبو پھوٹتے محسوس کیا، اور اس کے کپڑے ہوا سے اڑ رہے تھے تو آپ نے کہا: جبار کی بندی! تم مسجد سے آئی ہو؟ وہ بولی: ہاں، انہوں نے کہا: تم نے مسجد جانے کے لیے خوشبو لگا رکھی ہے؟ بولی: ہاں، آپ نے کہا: میں نے اپنے حبیب ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”اس عورت کی نماز قبول نہیں کی جاتی جو اس مسجد میں آنے کے لیے خوشبو لگائے، جب تک واپس لوٹ کر جنابت کا غسل نہ کر لے۔“ (ابوداؤد: 4174)

(11) سیدنا حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حج کے سال منبر پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا اور آپ نے بالوں کا ایک گچھا اپنے ہاتھ میں پکڑا جو ایک پہرے دار کے ہاتھ میں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ (جو تمہیں برائی سے روکتے نہیں) میں نے تو نبی ﷺ کو اس قسم کے کام سے منع کرتے ہوئے سنا اور آپ فرماتے تھے: ”بنی اسرائیل اس وقت ہی ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان کاموں کو اختیار کر لیا۔“ (صحیح بخاری: 5938)

(12) بے پردگی جہاں کبیرہ گناہ ہے وہاں جہنمیوں کی صفت بھی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”دو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جہنمیوں کی ایسی قسمیں ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا ایک قسم ان لوگوں کی ہے جن کے ساتھ گائے کی دم کی طرح کے کوڑے ہیں جس سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور (دوسری قسم) وہ عورتیں ہیں جو پاکیزہ کپڑوں میں ملبوس ننگی ہوں گی خود بھی مائل ہوتی ہیں اور ان کی طرف بھی مائل ہوا جاتا ہے۔ ان کے سر بختی اونٹ (اونٹ کی قسم) کے جھکے ہوئے کوہان کی طرح ہیں وہ جنت میں نہیں جائیں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو لمبی مسافت سے ہی پائی جائے گی۔'' (مسلم:1388)

(13)(i) تبرج عورت کے ایمان کی کمزوری اور حیا کی کمی کی دلیل ہے۔

(ii) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہونے کا سبب ہے۔

(iii) جنت کے حرام ہونے اور دوزخ میں لے جانے والا عمل ہے۔ (iv) جاہلیت کے اعمال میں سے ہے۔

(v) لوگوں کے درمیان فحش کی اشاعت کا سبب ہے۔ (vi) کافر اور فاجر عورتوں سے مشابہت ہے۔

(vii) اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے آداب کو چھوڑ کر عورت اللہ تعالیٰ کی رضا سے محروم ہو جاتی ہے۔

(viii) بے حیائی کو پھیلانے کے بڑے اسباب میں سے ہے۔

(14)﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ''بلاشبہ جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ اہلِ ایمان میں بے حیائی پھیلے بلاشبہ ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' (النور:19)

(15) مسلمان عورت زینت کی نمائش نہیں کرتی۔ زینت عورت کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ عورت کو یہ حق دیتا ہے لیکن اس کے دائرہ کار کا تعین کرتا ہے۔ حق اور ناحق کے فرق کو واضح کرتا ہے اور واضح فرماتا ہے کہ نامحرم مردوں کے سامنے زینت کا اظہار ناحق ہے۔

(16) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان عورتوں کی مدح فرمائی ہے جو زینت کی نمائش نہیں کرتیں فرمایا: ﴿غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ﴾ ''جب کہ وہ زینت ظاہر کرنے والی نہ ہوں۔'' (النور:60)

(17) زینت کا اظہار جس حلقے میں کیا جا سکتا ہے اس کے بارے میں فرمایا: ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَاۗىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَاۗءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ''اور آپ مومن عورتوں سے بھی کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے از خود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنی زینت کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادا کے یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے غلاموں کے یا تابع رہنے والے مردوں کے لیے جو شہوت والے نہ ہوں یا ان بچوں کے لیے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوں اور وہ اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں کہ ان کی وہ زینت جسے وہ چھپاتی ہیں معلوم ہو اور اے مؤمنو! تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔'' (النور:31)

(18) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اسلامی معاشرے کے آداب سکھانا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہر وہ چیز جس کے آثار سے بھی فتنہ پیدا ہو سکتا ہے اس سے معاشرے کو پاک کیا جائے۔ جاہلیت کی سج دھج سے اجتماعی شعور خراب ہوتا ہے، اسلامی ذوق متاثر ہوتا ہے، ذوق انسانی گر جاتا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ جاہلیت کی سج دھج سے معاشرے کو پاک کرنا چاہتے ہیں۔

سوال 5: جاہلیت کے ذوق اور اسلامی ذوق میں کیا فرق ہے؟

جواب: جاہلیت کا ذوق حقیقی حسن کے شعور سے محروم ہوتا ہے۔ جاہلی ذوق کے مطابق حسن صرف گوشت پوست میں ہوتا ہے۔ اس ذوق کی تسکین تب ہوتی ہے جب انسانی جسم کو ننگا دیکھا جائے۔ یہ نہایت مکروہ ذوق ہے جس میں پاکیزگی اور شعور کا ذوق نہیں ہوتا۔ اسلامی ذوق شعوری ذوق ہے جس میں پاکیزگی اور برکت ہے۔ یہ انسانی ذوق کی ترقی یافتہ شکل ہے جس کا احساس پاکیزہ ہے، شعور پاک ہے، اس کے تصورات انسانی ہیں۔ اسلامی ذوق کے مطابق سج دھج دکھانا حیوانی سطح ہے اس لیے اسلام اس ذوق کی تطہیر کرنا چاہتا ہے۔

سوال 6: عورت کے گھر سے باہر نکلنے کے آداب کیا ہیں؟

جواب: (1) دور جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کا اظہار کر کے نہ نکلیں۔ (2) بے حجاب باہر نہ نکلیں۔ (3) خوشبو لگا کر باہر نہ نکلیں۔ (4) سادگی کے ساتھ حجاب میں اس طرح باہر نکلیں کہ نہ زینت کا اظہار ہو نہ خوشبو پیامبر بنے، نہ زیورات کے بجنے کی آواز ہو نہ ناز و انداز والی چال ہو، نظروں کی اور زبان کی حفاظت ہو اور راستے کے آداب کا خیال رکھا جائے۔

سوال 7: نماز، زکوٰۃ اور اطاعت کے احکامات کی وضاحت ﴿وَاَقِمْنَ ... رَسُوْلَهٗ﴾ کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)رب العزت نے سب سے بڑی عبادت اور اعلیٰ ترین نیکیوں نماز اور زکوٰۃ کو قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔

(2)﴿وَاَقِمۡنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيۡنَ الزَّكٰوةَ﴾''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو'' پہلے برائیوں سے روکا، اب بھلائیوں کا حکم دیا۔(3)نماز قائم رکھو جو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جس میں معبود کے لیے اخلاص ہے۔

(4)اقامت صلوٰۃ سے مراد ہے:(i)پابندی کے ساتھ دل کی حاضری کے ساتھ نماز ادا کرنا۔(ii)اجتماعی طور پر نماز کا باقاعدہ نظام قائم کرنا۔(iii)اگر کسی علاقے میں تمام افراد اپنے گھروں میں نماز ادا کر رہے ہوں لیکن جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اہتمام نہ ہو تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہاں نماز قائم کی جارہی ہے۔

(5)مال کی زکوٰۃ نکالو جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک ہوتا ہے۔زکوٰۃ میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ احسان ہے۔

(6)اسلام نے معاشرے کے لیے سوشل سکیورٹی کا جو نظام تجویز کیا زکوٰۃ اس کا حصہ ہے۔(i)زکوٰۃ انسان کے مال میں سے اسلام کا مقرر کردہ حصہ ہے جس کی ادائیگی فرض ہے۔(ii)یہ ایک ایسا ٹیکس ہے جو دولت مندوں سے لیا جاتا ہے اور محتاجوں کو دیا جاتا ہے۔(iii)زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کا انتظام حکومت کا کام ہے بشرطیکہ حکومت اسلامی ہو، شریعت کو نافذ کرنے والی ہو اور زکوٰۃ اسلامی ضوابط کے مطابق وصول اور خرچ کرتی ہو۔

(7)رب العزت نے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن کو اطاعت کا حکم دیا، فرمایا:﴿وَاَطِعۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ﴾''اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو'' اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت تمام بھلائیوں کا سرچشمہ ہے۔

(8)نماز، زکوٰۃ اور اطاعت اللہ تعالیٰ سے رابطے کو مضبوط کرتے ہیں۔

(9)اللہ تعالیٰ سے مضبوط رابطے کی صورت میں ہی انسان کو یہ شعور ملتا ہے کہ یہ رابطہ پورے معاشرے اور خاندان سے اعلیٰ ہے۔اسی رابطے کی وجہ سے انسان دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق کی دعوت دیتا ہے۔اسی کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی روشنی میں زندگی بسر کرتا ہے۔اسی کی وجہ سے انسان پاکیزہ طرز زندگی اختیار کرتا ہے۔

سوال 8:اقامت صلوٰۃ کس چیز کی علامت ہے؟

جواب:(1)اقامت صلوٰۃ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے مسلمانوں کے اُٹھنے کی علامت ہے۔

(2)اقامت صلوٰۃ مسلمانوں کی ولایت کے تعلق کی علامت ہے۔(3)اقامت صلوٰۃ باہمی تعلق کی مضبوطی کی علامت ہے۔(4)اقامت صلوٰۃ مشترکہ مقصد کی علامت ہے۔(5)اقامت صلوٰۃ ایک قیادت کے زیر سایہ ایک ہونے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامت ہے۔

سوال 9: اللہ تعالیٰ اہل بیت کو پاک کرنا چاہتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّمَا ... تَطْهِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ﴾ "درحقیقت اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے" رب العزت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے، اس کی چاہت ہے، اس کا مقصد ہے۔ (2) ﴿لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ﴾ "کہ تم سے گندگی کو دور کرے" کہ تم سے گندگی، ناپاکی اور شر کو دور کردے۔

(3) ﴿اَهْلَ الْبَيْتِ﴾ "اے اہلِ بیت!" اے نبی ﷺ کے گھر والو! اس آیت میں اس بات کی صراحت ہے کہ ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن اہل بیت میں شامل ہیں کیونکہ یہ آیات ان ہی کے بارے میں اتری ہیں۔

(4) ﴿وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ "اور تمہیں پاک کردے، پوری طرح پاک کرنا" یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اچھی طرح سے گناہوں اور نافرمانیوں سے پاک اور صاف کردے اور تمہارے دلوں کی تعمیر ایمان کے نور سے کردے۔

(5) یعنی تمہیں برائی سے پاک کرکے اپنی رحمت سے خاص کرلے۔

(6) اللہ تعالیٰ تمہارے اخلاق کی تطہیر کرنا چاہتا ہے اور تمہارا تزکیہ نفس کرنا چاہتا ہے تاکہ تم سب طاہر اور مطہر بن جاؤ۔

(7) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک دن صبح کے وقت نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ آپ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے، جس پر سیاہ بالوں سے کجاووں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ اتنے میں سیدنا حسن (رضی اللہ عنہ) آئے، تو آپ ﷺ نے ان کو چادر کے اندر کرلیا، پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آئے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ بھی چادر میں داخل ہوگئے۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، تو آپ نے ان کو بھی (چادر کے) اندر کرلیا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے ان کو بھی اندر کرلیا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ "اے اہل بیت! درحقیقت اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پاک کردے، پوری طرح پاک کرنا۔" (الاحزاب:33) (مسلم:6261)

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

"اور تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت میں سے جو کچھ تلاوت کی جاتی ہے اُنہیں یاد کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ

ع 4/7/1

كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا﴾

سے نہایت باریک بین، پوری خبر رکھنے والا ہے" (34)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کو علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَاذۡكُرۡنَ ... خَبِيۡرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کو جب بھلائی کے کام کرنے کا اور نواہی سے رکنے کا حکم دیا تو اس کا طریقہ سکھایا، فرمایا: ﴿وَاذۡكُرۡنَ مَا يُتۡلٰى فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ مِنۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالۡحِكۡمَةِ﴾ ''اور تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت میں سے جو کچھ تلاوت کی جاتی ہے اُنہیں یاد کرو'' یہاں آیات الٰہی سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے اور حکمت سے مراد نبی ﷺ کی سنت ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے بے شمار دلائل سے ثابت کیا کہ حکمت سے مراد سنت ہے۔ حکمت سے مراد قرآن کے اسرار بھی ہیں۔

(2) ﴿وَاذۡكُرۡنَ مَا يُتۡلٰى فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ﴾ ''اور تمہارے گھروں میں جو کچھ تلاوت کی جاتی ہے اُنہیں یاد کرو'' رب العزت نے اپنا ذکر کرنے کا حکم دیا۔ (i) یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے ان آیات سے مدد لو جو تمہارے گھر میں تلاوت کی جاتی ہیں، یعنی پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ (ii) تلاوت قرآن کے ذریعے سے لفظی ذکر کریں۔ (iii) قرآن مجید کے معنی پر غور کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، تو اس کے معنی کو سمجھ کر اس کا ذکر کریں۔ (iv) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سمجھ کر اس کا ذکر کریں۔ (v) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں، تو قرآن مجید پر تدبر کر کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ (vi) قرآن مجید پر عمل کر کے اس کا ذکر کریں۔ (vii) قرآن مجید کی تاویل، اس کی تفسیر کر کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ (viii) نبی ﷺ کی سنت کو سمجھ کر، اس پر عمل کر کے، اللہ تعالیٰ کو راضی کریں۔

(3) اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر جو رحمت کی ہے وہ جہان میں سے کسی پر نہیں کی۔ اس نے اپنے علم کے مطابق آپ لوگوں کو مقام عطا کیا اور ایسے گھروں میں رکھا، اس لیے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو۔

(4) ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيۡفًا خَبِيۡرًا﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے نہایت باریک بین، پوری خبر رکھنے والا ہے'' اللہ رب العزت ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کے ساتھ لطف و کرم کرنے والا ہے کہ اس نے تمہیں ان گھروں کے لیے چنا جس میں اس کی آیات اور حکمت کی تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خبیر ہے۔ اس نے تمہیں اپنے رسول کی ازواج کے لیے چنا ہے۔

(جامع البیان: 12,11/22)

(5) اللہ تعالیٰ تمام معاملات کے اسرار نہاں، سینوں کے بھید، آسمانوں اور زمین میں چھپی ہوئی تمام چیزوں اور تمام کھلے چھپے اعمال کی خبر رکھتا ہے۔ اس کا لطف و کرم اور خبر گیری اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ وہ انہیں اخلاص للہ اور اعمال کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

چھپانے کی ترغیب دے، نیز تقاضا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان اعمال کی جزا دے۔ ﴿اَللَّطِيْفُ﴾ اس ہستی کو کہا جاتا ہے جو اپنے بندے کو ایسے مخفی طریقے سے بھلائی عطا کرتی ہے اور شر سے بچاتی ہے، جس کا اسے شعور تک نہیں ہوتا، وہ اسے اس طرح رزق عطا کرتی ہے کہ اسے اس کا ادراک تک نہیں ہوتا اور وہ اسے ایسے اسباب دکھاتی ہے جسے نفس ناپسند کرتے ہیں، مگر یہ اسباب اس کے لیے بلند درجات اور اعلیٰ مراتب کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ (تفسیر سعدی:2147/3)

سوال 2: ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کی دینی اور علمی خدمات کے بارے میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) اسلام سے پہلے دنیا کی ترقی مرد کی اخلاقی اور دماغی قوتوں کا کرشمہ تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مکہ میں ہم لوگ عورتوں کو بالکل ہیچ سمجھتے تھے۔ مدینہ میں نسبتاً ان کی قدر تھی لیکن جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق آیات نازل کیں تو ہم کو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس:5843)

(2) ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن نے جو علمی اور دینی خدمات انجام دیں وہ سنہرے الفاظ میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔

(3) سید سلیمان منصور پوری نے رحمۃ للعالمین ص 160 پر امہات المؤمنین کے کاموں کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

(i) اُمت کی خواتین کو تعلیم دینا۔ (ii) ان کے معروضات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچانا پھر جواب خواتین کو سمجھانا۔

(iii) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور عبادات کو جو وہ حجرات کے اندر کیا کرتے تھے حفظ اور اتقان کے ساتھ امت تک پہنچانا، مشکلات علمیہ میں فرزندان امت کی رہبری کرنا۔

(4) ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن میں سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اُم سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے پورا قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ (ابن الاثیر:586)

(5) تفسیر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص کمال حاصل تھا چنانچہ صحیح مسلم کے آخر میں ان کی تفسیر کا معتدبہ حصہ منقول ہے۔

(6) حدیث میں ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن عموماً اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا خصوصاً تمام صحابیات سے ممتاز تھیں۔ (طبقات الکبریٰ:126/2)

(7) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات 2210 ہیں اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے 378 حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان کے علاوہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا، سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس بھی کثیر الروایہ گزری ہیں۔

(8) فقہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ اس قدر ہیں کہ متعدد ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ (اعلام الموقعین:12/1)

(9) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے 48 سال بیوگی کی حالت میں بسر کیے۔ اس زمانے میں ان کی زندگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا واحد مقصد قرآن وحدیث کی تعلیم تھا۔

(10) جامع ترمذی میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ہم کو کبھی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جس کو ہم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کوئی معلومات نہ ملی ہوں۔ (زرقانی:267/3)

(11) امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالمہ تھیں، اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے پوچھا کرتے تھے۔ (طبقات:126/2) (12) سیدنا عروۃ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ فقہائے سبعہ کے اندر ایک درخشاں ستارے کی حیثیت رکھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن، فرائض، حلال وحرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ (المستدرک:12/4)

(13) امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک شہادت ہے: اگر تمام مردوں کا اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم وسیع تر ہوگا۔ (المستدرک:12/4)

(14) ادبی حیثیت سے وہ نہایت شیریں کلام اور فصیح اللسان تھیں۔ ترمذی نے موسیٰ ابن طلحہ کا یہ قول نقل کیا ہے: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔ (ترمذی، کتاب المناقب:3884)

(15) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ سے ایک چھوٹا رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔

(16) فرائض میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص مہارت حاصل تھی اور بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے فرائض سے متعلق مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد:126/2)

(17) محمود بن لبید کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج علم کا مخزن تھیں، تاہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ان میں کوئی حریف مقابل نہ تھا۔ (الطبقات:126/2)

(18) مروان بن حکم ان سے مسائل دریافت کرتا اور علانیہ کہتا تھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ہوتے ہوئے ہم دوسروں سے کیوں پوچھیں۔ (مسند احمد:317/6)

﴿اِنَّ الۡمُسۡلِمِيۡنَ وَ الۡمُسۡلِمٰتِ وَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَ الۡقٰنِتِيۡنَ

”یقیناً اطاعت کرنے والے مرد اور اطاعت کرنے والی عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں اور فرماں برداری

وَ الۡقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيۡنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيۡنَ وَ الصّٰبِرٰتِ

کرنے والے مرد اور فرماں برداری کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ

"اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد

وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ

اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً

اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے مغفرت

وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴿

اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے" (35)

سوال 1: آخرت کے ثواب کے اعتبار سے مردوں اور عورتوں میں مساوات کی وضاحت ﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ﴾ "یقیناً اطاعت کرنے والے مرد اور اطاعت کرنے والی عورتیں" آخرت کے اجر و ثواب کے اعتبار سے مرد اور عورت کے درمیان مساوات ہے۔ اس سلسلے میں پہلی خصوصیت بیان فرمائی ہے۔

(2) ابنِ ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص رکھنے والے مرد اور اخلاص رکھنے والی عورتیں۔ (الدر المنثور: 380/5) (3) یعنی مسلمان وہ ہیں جو شریعت کے ظاہری احکام کو قول و عمل سے قائم کریں۔ (تفسیر مراغی)

(4) نسفی رحمہ اللہ نے کہا: مسلمان وہ ہے جو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے، اللہ تعالیٰ پر توکل کرے جیسا کہ فرمایا: ﴿فَمَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ اِلَى اللّٰهِ﴾ "پس جس نے اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے تابع کر دیا" اور جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے۔ اس کے احکامات میں سے کسی حکم کی مخالفت نہ کرے، اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اس پر توکل کرے۔ (الاساس فی التفسیر: 4427/8)

سوال 2: اس آیت میں مردوں کے ساتھ خواتین کا تذکرہ کیا گیا، اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب (1) ان صفات کا تذکرہ ان کی اہمیت کی وجہ سے کیا گیا۔ (2) سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور بعض صحابیات نے کہا کہ کیا وجہ ہے اللہ تعالیٰ ہر جگہ مردوں سے خطاب کرتا ہے عورتوں سے نہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مسند احمد: 301/6) (ترمذی: 2211)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) اس آیت میں مردوں کے ساتھ خواتین کا تذکرہ کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت، اُس کی اطاعت اور اعمال صالح کے اجر کے اعتبار سے مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں کے لیے ایک جیسے مواقع ہیں۔ جنس کی بنیاد پر کمی بیشی نہیں کی جائے گی۔

سوال 3: ایمان میں مرد اور عورت آخرت کے ثواب کے اعتبار سے برابر ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ ''اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں'' ایمان میں مرد اور عورت آخرت کے ثواب کے اعتبار سے برابر ہیں۔

(2) ایمان باطنی امور کے بارے میں ہے اور وہ عقائد اور اعمال القلوب ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2148/3)

(3) ایمان اس چیز کی کامل تصدیق کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت احکام اور آداب آئے ہیں اور یہ دلیل ہے کہ ایمان اور اسلام دونوں ایک نہیں۔ ایمان خاص ہے۔ ایمان اعتقاد اور عملِ صالح کے ساتھ تصدیقِ کامل کو کہتے ہیں اور اسلام قول وعمل کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''دیہاتیوں نے کہا: ''ہم ایمان لائے''۔ کہہ دو: ''تم ایمان نہیں لائے بلکہ کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (الحجرات: 14)

(4) مومن وہ ہے جو اپنی ذات اور کائنات کی حقیقت کو پا جائے۔

(5) مومن وہ ہے جو جان لے کہ (i) میں اور کائنات مخلوق ہیں اور ہمارا کوئی خالق ہے۔ (ii) میں اور کائنات غلام ہیں ہمارا کوئی مالک ہے۔ (iii) میں مرزوق ہوں اور میرا کوئی رازق ہے۔ (iv) میں بے زور ہوں اور مجھ پر کوئی زور آور ہے۔ (v) مجھے راہ نمائی کی ضرورت ہے اور کوئی میرا ھادی ہے۔

(6) مومن وہ ہے جو جان لے کہ میری زندگی کا کوئی مقصد ہے۔ (i) جس نے زندگی دی زندگی اُسی کی مرضی کے مطابق گزارنی ہے۔ (ii) جس نے شعور عطا کیا اُسی کی مرضی کے مطابق شعور کو ڈھالنا ہے۔

(iii) جس نے موت کے بعد زندگی کا حساب کتاب لینا ہے زندگی اسی کی مرضی کے مطابق گزارنی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7) مومن وہ ہے جس کا دل، زبان اور عمل ایمان میں ڈھل جائے۔ (8) مومن وہ ہے جو اللہ والا بن جائے۔

سوال 4: قنوت میں مرد اور عورت کے درمیان ثوابِ آخرت کے اعتبار سے مساوات ہے، اس کی وضاحت ﴿وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ﴾ ''اور فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں'' قنوت میں مرد اور عورت کے درمیان ثوابِ آخرت کے اعتبار سے مساوات ہے۔

(2) قنوت سکون کے ساتھ اطاعت کرنے کو کہتے ہیں۔ قنوت میں مداومت پائی جاتی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ ''(کیا یہ اچھا ہے) یا جو شخص مطیع فرمان ہے، رات کی گھڑیوں میں سجدے کرنے والا اور قیام کرنے والا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے ربّ کی رحمت کی اُمید رکھتا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے، برابر ہوتے ہیں؟ یقیناً نصیحت تو عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔'' (الزمر:9)

(3) یعنی عبادت کرنے والے، اطاعت کرنے والے اور اطاعت پر مداومت کرنے والے مرد اور عورتیں۔ (فتح القدیر:4/353)

(4) رب العزت نے سیدہ مریم علیہا السلام کو صفت قنوت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾ ''اے مریم! اپنے رب کی اطاعت کرو، سجدے کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔'' (آل عمران:43) (4) یعنی خوشی اور تکلیف میں، نشاط اور کراہت میں، بشری طاقت کی حد میں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے مرد اور عورتیں۔ (ایسر التفاسیر:1212، 1213)

سوال 5: سچائی میں مرد اور عورت کے درمیان آخرت کے ثواب کے اعتبار سے مساوات ہے، اس کی وضاحت ﴿وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ﴾ ''اور سچے مرد اور سچی عورتیں'' سچائی میں مرد اور عورت کے درمیان آخرت کے ثواب کے اعتبار سے مساوات ہے۔

(2) یعنی اپنے اقوال اور افعال میں سچے مرد اور سچی عورتیں۔ (ایسر التفاسیر:1212)

(3) نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نیتوں، اقوال و اعمال میں سچے مرد اور سچی عورتیں۔ (الاساس:8/44)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) اقوال واعمال میں سچائی ایمان کی علامت ہے جیسے جھوٹ نفاق کی نشانی ہے تو جس نے سچ بولا وہ نجات پا گیا۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔" (بخاری: 6094)

(4) سچے انسان کی سچائی زندگی کے ہر میدان میں نظر آتی ہے: (i) اپنی ذمہ داری نبھا کر۔ (ii) وعدہ نبھا کر انسان وعدے میں سچا ہو سکتا ہے۔ (iii) امانت پوری طرح ادا کر کے۔ (iv) معاملات میں سچائی کا مظاہرہ کر کے۔

سوال 6: صبر میں مرد اور عورت کے درمیان آخرت کے اجر و ثواب کے اعتبار سے مساوات ہے، اس کی وضاحت ﴿وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ﴾ "اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں" صبر میں مرد اور عورت کے درمیان آخرت کے اجر و ثواب کے اعتبار سے مساوات ہے۔

(2) صبر ثابت قدمی کی دلیل ہے۔ صبر حق پر جم کر راہِ حق کی ہر دشواری برداشت کرنے کا نام ہے۔ مصائب پر صبر رکھنا اور یہ یقین رکھنا کہ پیشانی کی تحریر تو ضرور پیش آنی ہے اس لیے ثابت قدمی اور خندہ پیشانی سے مصیبت سہہ لینا قابلِ تعریف عادت ہے۔ ابتدائی صدمے کے وقت صبر کرنا انتہائی دشوار ہوتا ہے جو اصل صبر ہے پھر تو چار و ناچار صبر کرنا پڑتا ہے مگر جس نے شروع میں صبر کیا وہی صابر ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 2/1584)

(2) اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر جمے رہنا اور اس کے نواہی سے رُکے رہنا اور مصائب کو برداشت کرنا صبر ہے۔

(3) ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ جانے کا یقین انسان کے اندر صبر پیدا کرتا ہے۔

(4) صبر کے فوائد: (i) صبر کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (ii) انسان کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے دلچسپی ہو جاتی ہے۔ (iii) اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کرنے پر اجر کی امید ہوتی ہے یہ امیدِ رحمت ہے۔ (iv) انسان آخرت کی تیاری کرنے لگتا ہے یہ رب کی خاص رحمت ہے۔

(5) صبر کرنے سے تین بنیادی خصوصیات پیدا ہوتی ہیں: (i) ثابت قدمی۔ (ii) مشکلات میں بھی اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہنا۔ (iii) انسان اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جاتا ہے کہ میرے رب نے میرے بارے میں فیصلہ کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 7: خشوع میں مرد اور عورت آخرت کے ثواب کے اعتبار سے برابر ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ﴾ ”اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں“ خشوع میں مرد اور عورت آخرت کے ثواب کے اعتبار سے برابر ہیں۔

(2) خشوع کے معنی سکون، اطمینان، دل جمعی، تواضع، فروتنی اور مسکینی ہیں۔ اس کا باعث اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو دیکھ رہا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ﴿أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ﴾ ”یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔“ (بخاری: 50) (مختصر ابن کثیر: 1584/2) (3) خشوع اللہ تعالیٰ کے لیے دل اور اعضاء سے تواضع اور اس سے ثواب کی امید اور اس کے عذاب کا خوف ہے۔ (تفسیر المراغی: 9,7/8)

(4) اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرنے والے، اس کا خوف رکھنے والے، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں خضوع کرنے والے۔ (فتح القدیر: 353/4)

(5) (i) خشوع سے مراد اپنی بے بسی کے احساس اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے دل پر طاری ہونے والی کیفیت اور دل کا جھکاؤ ہے۔ (ii) خشوع سے مراد دل کی یکسوئی ہے۔ (iii) خشوع سے مراد دل کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو جانا ہے۔

سوال 8: صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں آخرت کے ثواب کے اعتبار سے برابر ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ﴾ ”اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں“ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں آخرت کے ثواب کے اعتبار سے برابر ہیں۔

(2) صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیا جانے والا مال صدقہ ہے۔ صدقہ محتاجوں اور کمزوروں کے ساتھ حسن سلوک ہے جن کی نہ خود اپنی کوئی کمائی ہو اور نہ ان کے لیے کوئی کمانے والا ہو۔ ایسوں کو اپنی ضرورتوں سے بچے ہوئے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اور احسان کے طور پر کچھ دے دیا جائے۔ (مختصر ابن کثیر: 1584/2)

(3) مال سے اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے والے۔ (جامع البیان: 22/12)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سات طرح کے آدمی ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اس دن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔۔۔(ان میں سے ایک) وہ شخص (ہے) جس نے صدقہ کیا، مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔'' (بخاری:660)

(5) صدقہ فرض ہو یا نفل کثیر اجر و ثواب کا حامل ہے۔

(6) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ گناہ کو ایسے بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔'' (ترمذی:2616)

(7) (i) صدقہ دینے سے دل کی تنگی دور ہوتی ہے اور انسان بخل سے بچتا ہے۔ (ii) صدقہ دینے سے مال کی محبت پر چوٹ پڑتی ہے اس طرح انسان کی حرص میں کمی آتی ہے۔ (iii) چھپا کر صدقہ کرنے سے انسان کے نفس کی اصلاح ہوتی ہے، انسان ریا کاری سے بچتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ اس کے توسط سے اسے گناہوں سے دور کر دیتا ہے۔

سوال 9: روزے کے اخروی اجر و ثواب میں مرد اور عورت برابر ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ﴾ ''اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں'' روزے کے اخروی اجر و ثواب میں مرد اور عورت برابر ہیں۔

(2) روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو بھی نکاح کے لیے مالی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی نکاح کی بوجہ غربت طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا۔'' (بخاری:5066)

(3) روزہ بدن کو طبی اور شرعی طور پر اخلاط سے پاک رکھتا ہے۔

سوال 10: حرام کاموں اور گناہوں سے محفوظ رہنے میں مرد اور عورت اخروی ثواب کے اعتبار سے برابر ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ﴾ ''اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں'' حرام کاموں اور گناہوں سے محفوظ رہنے میں مرد اور عورت اخروی ثواب کے اعتبار سے برابر ہیں۔

(2) حفظِ فروج سے مراد پاک دامنی، حرام کاموں اور گناہوں سے محفوظ رہنا ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ (٦) فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ (٧)﴾ ”اور وہی جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں کے یا جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ بنے تو یقیناً وہ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں۔ پھر جو اس کے علاوہ کچھ اور ڈھونڈیں تو وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔“ (المؤمنون:5-7)

سوال 11: کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے اخروی ثواب میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں“ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے اخروی ثواب میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کا دل، زبان اور اعضاء سے کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ (جامع البیان:12/22)

(3) نسفی رحمہ اللہ نے کہا: تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر، قراءت قرآن اور علم میں مشغولیت ذکر ہے۔ (الاساس:4428/8)

(4) مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں میں نہیں لکھا جائے گا یہاں تک کہ وہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرے۔

(5) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے فوائد یہ ہیں: (i) انسان کے دل کو اطمینان ملتا ہے۔ (ii) انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چل سکتا ہے۔ (iii) انسان اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچنے کی کوشش کرسکتا ہے۔ (iv) انسان کی ساری توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جاتی ہے۔ (v) انسان دنیا کی محبت سے نکل آتا ہے۔ (vi) انسان اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے یاد رکھتا ہے۔

سوال 12: وسیع مغفرت اور اجرِ عظیم کی بشارت کی وضاحت ﴿اَعَدَّ اللّٰهُ ... عَظِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ ”اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے مغفرت اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے“ اللہ تعالیٰ نے ان عظیم اعمال کے لیے جزا رکھی ہے کہ ان کے گناہوں کو بخش دیا ہے۔ ان عظیم اعمال کا تعلق اعتقادات، دل کے اعمال، اعضاء کے اعمال اور زبان کے اقوال اور بھلائی کے کام کرنے، شر کو ترک کرنے اور دوسروں کو نفع پہنچانے کے ساتھ ہے۔

(2) ﴿وَاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ ”اور بڑا اجر“ یعنی آخرت میں بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل فرمادے۔ (آمین)

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ

”اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو اُن کے لیے خود اپنے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾

معاملے میں اختیار ہو اور جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو یقیناً وہ گمراہ ہو گیا، واضح گمراہ ہونا'' (36)

سوال 1: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کے بعد کسی مومن کا اختیار باقی نہیں رہتا، اس کی وضاحت ﴿وَمَا كَانَ ۔۔۔ اَمْرِهِمْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ﴾ ''اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے'' کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لائق نہیں ہے، اس کے سوا ان کے لیے کچھ اور مناسب نہیں ہے کہ وہ ایمان کے تقاضوں کی تکمیل کریں۔ ان کے ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں۔

(2) ﴿اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا﴾ ''جب اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں'' جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے کا حتمی فیصلہ کر دیں یعنی وہ اس پر عمل کرنے کو لازم کر دیں۔

(3) ﴿اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾ ''تو اُن کے لیے خود اپنے معاملے میں اختیار ہو'' کہ وہ اس کام کو کریں یا نہ کریں یعنی ان کے لیے اس فیصلے پر عمل کا کوئی اختیار باقی رہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف سبقت کرنی چاہیے۔ ان کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے۔ ان کی ناراضی سے بچنا چاہیے اور جس کام سے وہ روک دیں اس سے رک جانا چاہیے۔

(4) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے کسی فیصلے کے بعد کسی مومن مرد یا عورت کو اختیار باقی نہیں رہتا، کسی رائے یا قول کا کیا کہنا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ ''پس تیرے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ آپ کو اس معاملے میں فیصلہ کرنے والا مان لیں، جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے پھر آپ جو فیصلہ کر دیں اس پر وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور وہ اسے تسلیم کر لیں، پوری طرح تسلیم کرنا'' (النساء: 65) اسی لیے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر سخت وعید آئی ہے۔ ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''سو جو لوگ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ لازماً ڈریں کہ اُن کو کوئی فتنہ پہنچے یا اُن کو دردناک عذاب پہنچے!'' (النور: 63) (مختصر ابن کثیر: 2/1586)

(5) مومن مردوں اور عورتوں کو رسول اللہ ﷺ سے اپنے والدین، اپنی اولاد، دنیا کے کسی انسان حتیٰ کہ خود اپنے نفس سے بڑھ کر محبت کرنی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ﴾ ''تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہوگا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے۔'' (بخاری:15)

(6) سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا پیام لے کر سیدہ زینب بنتِ جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور انہیں سیدنا زید رضی اللہ عنہ کا پیام دیا۔ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: میں تو اس سے نکاح نہیں کرتی۔ فرمایا: کیوں؟ انہی سے نکاح پر راضی ہو جاؤ۔ بولیں: اچھا میں سوچوں گی۔ ابھی دونوں میں گفتگو ہو رہی تھی جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتار دی۔ بولیں: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نکاح پر راضی ہیں؟ فرمایا: بے شک۔ کہنے لگیں تب تو میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ ٹالوں گی۔ میں بھی راضی ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے عار کی اور کہا: میں نسب کے لحاظ سے سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے بہتر ہوں، ان کے مزاج میں تیزی تھی۔ (مختصر ابن کثیر:2/1587)

(7) امام احمد نے ابو برزہ اسلمی سے روایت کیا ہے ایک جُلَیْبِیْب نامی شخص عورتوں کے پاس آتا تھا، ان کے پاس سے گزرتا اور دل لگی کی باتیں کیا کرتا تھا، میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو یہ آئندہ تمہارے پاس نہ آئے، اگر وہ آیا تو میں سخت سزا دوں گا۔ انصار میں یہ دستور تھا کہ ان میں سے کسی کے پاس اگر کوئی بغیر شوہر کے (کنواری، بیوہ اور مطلقہ) عورت ہوتی تو وہ اس وقت تک اس کی شادی نہ کرتا جب تک یہ معلوم نہ کر لیتا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی حاجت ہے یا نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے کہا: ''اپنی بیٹی کا رشتہ مجھے دے دو'' اس نے عرض کی: بسر و چشم اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً میں یہ رشتہ اپنے لیے نہیں چاہتا۔'' آپ کس کے لیے چاہتے ہیں؟ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جُلَیْبِیْب کے لیے۔'' اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں بیٹی کی ماں سے مشورہ کرتا ہوں، وہ اس کی ماں کے پاس آیا اور کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری بیٹی کا رشتہ طلب فرماتے ہیں، اس نے بھی جواب میں یہی کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سر آنکھوں پر! اس آدمی نے کہا: مگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ رشتہ اپنے لیے طلب نہیں فرما رہے تھے بلکہ جُلَیْبِیْب کے لیے طلب فرما رہے ہیں، اس نے کہا: کیا جُلَیْبِیْب؟ اونہوں! کیا جُلَیْبِیْب؟ اونہوں! کیا جُلَیْبِیْب؟ اونہوں! نہیں، اللہ کی قسم! ہم جُلَیْبِیْب کو یہ رشتہ نہیں دیں گے۔ جب اس انصاری نے کھڑے ہو کر جانے کا ارادہ کیا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دے کہ اس کی بیوی نے کیا کہا ہے تو اس کی بیٹی نے کہا: تم سے میرا رشتہ کس نے مانگا ہے؟ اس کی ماں نے اسے بتایا تو اس نے کہا: کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ٹال رہے ہو؟ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ضائع نہیں فرمائیں گے۔ اس بیٹی کا باپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! اس بیٹی کو لے لیں اور جُلَیْبِیْب کے ساتھ اس کی شادی کر دیں۔ اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ ایک غزوے کے لیے تشریف لے گئے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح ونصرت اور غنیمت سے سرفراز فرمایا تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''کیا تم اپنے کسی ساتھی کو گم پاتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: فلاں فلاں گم ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر دیکھو! کیا تم اپنے کسی اور ساتھی کو گم پاتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن میں جُلَیْبِیْب کو گم پاتا ہوں، لہٰذا اسے مقتولوں میں تلاش کرو۔'' انہوں نے تلاش کیا تو اس کی لاش مل گئی اور اس کے ساتھ ان سات کافروں کی لاشیں بھی ملیں جن کو اس نے قتل کر دیا تھا، پھر کافروں نے اسے بھی شہید کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو بتایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کی لاش مل گئی ہے اور اس کے ساتھ ان سات کافروں کی لاشیں بھی پڑی ہیں جن کو اس نے قتل کیا تھا، پھر کفار نے اسے بھی شہید کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی میت کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اس نے سات کافروں کو قتل کیا اور کافروں نے اسے شہید کر دیا، یہ میرا اور میں اس کا ہوں۔'' آپ ﷺ نے یہ کلمات دو یا تین بار فرمائے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے بازوؤں پر اٹھا لیا، پھر اس کی قبر کھودی گئی، اس کی میت کو چارپائی پر نہیں رکھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے مبارک بازو ہی اس کی چارپائی تھے، پھر رسول اللہ ﷺ ہی نے اسے اس کی قبر میں اتارا اور اسے غسل بھی نہیں دیا گیا تھا۔ ثابت بیان کرتے ہیں کہ انصار میں کوئی ایسی عورت نہ تھی جس کو اس سے زیادہ پیغام نکاح دینے والے ہوں۔ اسحاق بن عبداللہ ابوطلحہ نے ثابت سے بیان کیا: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے لیے کیا دعا فرمائی؟ آپ ﷺ نے اس کے لیے یہ دعا فرمائی تھی: ''اے اللہ اس پر خیر و بھلائی کی بارش فرما دے اور اس کی زندگی کو مکدر نہ بنانا۔'' اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور پھر انصار میں ایسی کوئی عورت نہ تھی جس کو اس سے زیادہ پیغام نکاح دینے والے ہوں۔ (مسند احمد: 4/422)

سوال 2: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والا گمراہی میں پڑ گیا، اس کی وضاحت ﴿وَمَنْ يَّعْصِ...مُّبِيْنًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا'' کسی مومن مرد اور مومن عورت سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کریں۔ اس نافرمانی سے روکنے والی دو چیزیں ہیں۔ ایک تو ایمان اور دوسری گمراہی سے ڈرنا کیونکہ گمراہی عذاب اور سزا تک لے جانے والی ہے۔

(2) ﴿فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ ''تو یقیناً وہ گمراہ ہو گیا، واضح گمراہ ہونا'' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر سخت وعید ہے کہ مخالفت کرنے والا سخت گمراہی میں پڑ گیا۔ وہ گمراہ ہو گیا کیونکہ اس نے صراطِ مستقیم کو چھوڑا ہے جو جنت تک لے جاتا ہے اور اس نے دوسرا راستہ اختیار کر لیا جو جہنم تک لے جاتا ہے۔

(3) رب العزت نے گمراہی سے ڈرا کر اطاعت پر مائل کیا ہے کیونکہ گمراہی اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا کروانے والی ہے۔

﴿وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ

''اور جب آپ اُس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا تھا اور آپ نے اس پر احسان کیا تھا کہ اپنی بیوی

وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ

کو اپنے پاس روکے رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے

وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

والا تھا اور آپ لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ آپ اُس سے ڈرو چنانچہ جب زید اُس سے

لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ

غرض پوری کر چکا تو ہم نے اُس کا نکاح آپ سے کر دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی

اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾

تنگی نہ رہے جب کہ وہ اُن سے غرض پوری کر چکیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہمیشہ سے پورا کیا ہوا ہے'' (37)

سوال 1: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اپنی بیوی اپنے پاس روکے رکھو، اس کی وضاحت ﴿وَاِذْ ... وَاتَّقِ اللّٰهَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذْ تَقُوْلُ﴾ ''اور جب آپ کہہ رہے تھے'' یعنی اے نبی ﷺ یاد کرو جب تم کہہ رہے تھے۔

(2) ﴿لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ﴾ ''اُس شخص سے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا تھا'' یعنی جس کو ہم نے اسلام کی نعمت عطا فرمائی۔ (3) ﴿وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ﴾ ''اور آپ نے اس پر احسان کیا تھا'' یعنی جسے تم نے آزاد کیا اور ان کی تعلیم و تربیت کی یعنی سیدنا زید رضی اللہ عنہ۔

(4) سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے متبنیٰ بنا لیا تھا یعنی آزاد کر کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ اس لیے انہیں زید بن محمد کہہ کر پکارا جاتا تھا پھر جب آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ﴿اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآئِهِمۡ هُوَ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ فَاِخۡوَانُكُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَمَوَالِیۡكُمۡ ؕ وَلَیۡسَ عَلَیۡكُمۡ جُنَاحٌ فِیۡمَاۤ اَخۡطَاۡتُمۡ بِهٖ ۙ وَلٰكِنۡ مَّا تَعَمَّدَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا﴾ ”منہ بولے بیٹوں کو اُن کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ انصاف والا (طریقہ) ہے، چنانچہ اگر تم اُن کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے دوست ہیں اور تم پر کوئی گناہ نہیں جس میں تم نے غلطی کی ہے لیکن جس کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے“ (الاحزاب:5) تب انہیں سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہہ کر پکارا جانے لگا۔

(5) ﴿اَمۡسِكۡ عَلَیۡكَ زَوۡجَكَ﴾ ”کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس روکے رکھو“ یعنی بیوی کو طلاق نہ دو۔ اگر تلخی ہے تو صبر کرلو۔ سیدنا زید نبی ﷺ کے پاس مشورے کے لیے آئے تھے اور آپ ﷺ نے حکمت اور خیر خواہی سے انہیں بیوی کے ساتھ اختلافات میں صبر کرنے کا حکم دیا۔

(6) سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے بتایا گیا تھا کہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دینی ہے پھر آپ ﷺ کا نکاح سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے کی اجازت طلب کی۔

(7) ﴿وَاتَّقِ اللّٰهَ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ“ یعنی اپنی بیوی کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اس کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تقویٰ ہی صبر پر آمادہ کرتا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈرا جائے، اس کی وضاحت ﴿وَتُخۡفِیۡ ... تَخۡشٰهُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَتُخۡفِیۡ فِیۡ نَفۡسِكَ﴾ ”اور آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے“ جو چیز آپ ﷺ نے اپنے دل میں چھپائی تھی وہ یہ کہ جب سیدنا زید رضی اللہ عنہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں گے تو آپ ﷺ کا نکاح ان سے کر دیا جائے گا۔

(2) ﴿مَا اللّٰهُ مُبۡدِیۡهِ﴾ ”جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا“ یعنی اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا طلاق کے بعد نبی ﷺ کی زوجہ ہوں گی۔ اس کا مقصد متبنّیٰ کی بیوی سے نکاح کی حرمت کو باطل کرنا تھا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(3) ﴿وَ تَخْشَى النَّاسَ﴾ ”اور آپ لوگوں سے ڈرتے تھے“ رب العزت نے واضح فرمایا کہ آپ ﷺ کے دل میں لوگوں کا ڈر ہے یعنی آپ ﷺ لوگوں کی باتوں سے ڈرتے ہو کہ اگر یہ معاملہ ظاہر ہو گیا تو وہ جو باتیں بنائیں گے اسلام کے راستے کی رکاوٹ بنیں گی۔

(4) نبی ﷺ ڈرتے تھے کہ لوگ کہیں گے محمد ﷺ نے اپنے متبنّیٰ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ (ایسر التفاسیر: 1213)

(5) ﴿وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ﴾ ”حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ آپ اُس سے ڈرو“ رب العزت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خوف کا زیادہ حق رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہر برائی سے روکنے کا سبب ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہی ہے جو ہر بھلائی کے عطا ہونے کا سبب بنتا ہے۔ (6) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اگر آپ ﷺ قرآن سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے۔ (بخاری۔ کتاب التوحید)

سوال 3: متبنّیٰ کی بیوی سے نکاح کی حرمت کو باطل کر دینے کی وضاحت ﴿فَلَمَّا ... مَفْعُوْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا﴾ ”چنانچہ جب زید اُس سے غرض پوری کر چکا“ یعنی جب سیدنا زید رضی اللہ عنہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے سیر ہو گئے اور سمجھانے بجھانے کے باوجود نکاح قائم نہ رکھ سکے اور انہوں نے بے رغبتی کے باعث طلاق دے دی۔ (2) ﴿زَوَّجْنٰكَهَا﴾ ”تو ہم نے اُس کا نکاح تم سے کر دیا“ یعنی متبنّیٰ کے نکاح کی حرمت کو باطل کرنے کے لیے ہم نے یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر نبی ﷺ کا نکاح سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔

(3) سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہو گئی تو آپ ﷺ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے میرا ذکر کرو۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں ان کے پاس آیا تو وہ اپنے آٹے کا خمیر اٹھا رہی تھیں۔ میں ان کی عظمت کی وجہ سے انہیں نظر بھر کر نہ دیکھ سکا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یاد کیا تھا۔ پھر انہوں نے کہا زینب مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے وہ آپ کو یاد کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں اس وقت تک کوئی بات نہیں کرتی جب تک اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں (استخارہ نہ کرلوں) پھر وہ اپنی جائے نماز پر کھڑی ہوئیں تو قرآن اترا اور رسول اللہ ﷺ بغیر اذن کے ان کے پاس چلے گئے۔ (مسلم)

(4) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بی بی زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی دوسری بیویوں پر فخر کیا کرتیں کہ تم کو تو تمہارے اولیاء نے بیاہا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے بیاہ دیا۔ (بخاری: 7420)

(5) یہ نکاح خود حق تعالیٰ نے کرایا تھا اس لیے اس میں ولی کی اور ایجاب و قبول کی اور گواہوں کی ضرورت نہ تھی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(6) اللہ تعالیٰ کا نکاح کرانا یہ ہے کہ اس نے آپ ﷺ پر وحی بھیجی کہ آپ ﷺ ان کے پاس چلے جائیں۔

(7) ﴿لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ﴾ ''تاکہ مومنوں پر کوئی تنگی نہ رہے''یعنی تاکہ مومنوں سے اس رکاوٹ کو ختم کر دیا جائے اور یہ کسی بڑے حادثے کے بغیر ممکن نہیں تھا۔اس لیے رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل سے اسے وجود میں لایا گیا جو اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں لکھ رکھا تھا۔

(8) ﴿فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىِٕهِمْ﴾ ''اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں''یعنی متبنّٰی کی بیوی سے نکاح کرنے کی رکاوٹ کو مومنوں کے لیے دور کر دیا گیا۔

(9) ﴿اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا﴾ ''جب کہ وہ اُن سے غرض پوری کر چکیں''یعنی جب وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر لیں۔

(10) یہ دیکھ کر کہ نبی ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی مطلقہ سے نکاح کر لیا جو اس سے قبل منہ بولا بیٹا تھا،مومنوں کی رکاوٹ دور ہوگئی اور متبنّٰی کی بیوی سے نکاح کی حرمت کو باطل کر دیا گیا۔الحمد للہ۔

(11) ﴿وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہمیشہ سے پورا کیا ہوا ہے''اللہ تعالیٰ جس چیز کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کا حکم نافذ ہو کر رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارادہ لوحِ محفوظ میں ثبت ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے ارادے کے لیے سبب پیدا کر دیتا ہے اور اس کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے۔

﴿مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ

''نبی پر اس میں کوئی تنگی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے فرض کر دیا ہے(یہی) اُن لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی سنت ہے

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۟ۙ﴾

جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہمیشہ سے اندازے کے مطابق طے کیا ہوا ہے''(38)

سوال:متبنّٰی کی طلاق یافتہ بیوی حرام نہیں ہے،اس کی وضاحت ﴿مَا كَانَ ... مَّقْدُوْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1) ﴿مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ﴾ ''نبی پر اس میں کوئی تنگی نہیں''یعنی نبی ﷺ کے لیے جو چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور جن کا انہیں حکم دیا گیا ہے مثلاً متبنّٰی کی بیوی سے نکاح آپ ﷺ کے لیے حلال کیا گیا۔اب اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔آپ ﷺ کے لیے کوئی حرج نہیں ہے۔

(2) ﴿فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ﴾ ''جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے فرض کر دیا ہے''یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے جو بیویاں مقرر کی ہیں۔(تفسیر سعدی:2152/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ﴾ ''اُن لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جو اس سے پہلے گزر چکے'' یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ کار پہلے نبیوں کے بارے میں بھی رہ چکا ہے کہ جن باتوں کا انہیں حکم تھا ان میں وہ اپنے لیے کوئی حرج اور گناہ نہیں سمجھا کرتے تھے۔اس آیت کے لانے سے منافقوں کی اس بات کا رد مقصود ہے کہ لے پالکوں کی بیویوں سے نکاح حرام ہے۔اس سے یہ معلوم ہوا کہ نکاح تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔(مختصر ابن کثیر:1088/2)

(4)﴿وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہمیشہ سے اندازے کے مطابق طے کیا ہوا ہے'' اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے کام وقت پر ہو کر رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے۔اس میں کسی قسم کی مزاحمت نہیں ہوتی۔اس میں رکاوٹ نہیں آتی۔اللہ تعالیٰ کی مشیت پر کاموں کا ہونا اور نہ ہونا موقوف ہوتا ہے۔جو وہ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔جو وہ نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔

﴿اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى

''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے پیغامات کو پہنچاتے ہیں اور اُس سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور

بِاللّٰهِ حَسِيْبًا﴾

حساب لینے والا اللہ تعالیٰ کافی ہے''(39)

سوال:تبلیغ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے،اس کی وضاحت﴿اَلَّذِيْنَ...حَسِيْبًا﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ﴾''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے پیغامات کو پہنچاتے ہیں'' رب العزت نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات بتاتے ہیں اور اس کے احکامات پہنچاتے ہیں اور رب العزت کی امانت کو ادا کرتے ہیں۔(2)جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے سامنے اس کی آیات اور دلائل کی تلاوت کرتے ہیں اور انہیں اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

(3)﴿وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ﴾''اور اُس سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے'' یعنی جو صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ سے ڈرتے ہیں اور اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔جو دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتے۔کسی کا رعب اور کسی کا غلبہ انہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پہنچانے کے لیے رکاوٹ نہیں بنتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا﴾ ''اور حساب لینے والا اللہ تعالیٰ کافی ہے'' یعنی وہ حساب کے دن اپنے بندوں کے اعمال کا حساب لینے کے لیے کافی ہے۔ وہ اپنے بندوں کے اعمال کی نگرانی کرنے والا، اپنے بندوں کا محاسبہ کرنے والا کافی ہے۔ (تفسیر سعدی:2153/3)

(5) اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ جب میں حساب لینے والا ہوں تو لوگوں کا کام نہیں کہ وہ نبی ﷺ کا محاسبہ کریں۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ

''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور

اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾

ع 5/6 2

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے'' (40)

سوال 1: متبنّٰی کو اصلی باپ سے منسوب کرو، اس کی وضاحت ﴿مَا كَانَ ... رِّجَالِكُمْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ ''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں'' یعنی آپ ﷺ کا کوئی حقیقی بیٹا نہیں ہے اور لوگوں کو منع کیا گیا کہ آئندہ زید بن محمد ﷺ نہ کہنا کیونکہ آپ ﷺ زید کے والد نہیں ہیں۔ (2) یعنی آپ ﷺ نہ نسبت کے اعتبار سے کسی کے باپ ہیں، نہ منہ بولے بیٹے کے باپ ہیں۔

(3) نبی ﷺ کے بیٹے تو ہوئے مگر وہ کم سنی میں وفات پا گئے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے تین بیٹے قاسم، طیب، طاہر تھے اور سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ابراہیم پیدا ہوئے۔

سوال 2: نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَلٰكِنْ ... عَلِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ﴾ ''لیکن اللہ کے رسول ہیں'' یعنی نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ ''اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے۔'' (الانعام:124)

(2) یہ آپ ﷺ کا مرتبہ مطاع و متبوع کا مرتبہ ہے۔ آپ ﷺ پر ایمان لانے والا آپ ﷺ کی پیروی کرتا ہے، آپ ﷺ کی محبت کو ہر کسی کی محبت پر مقدم کرتا ہے۔ آپ ﷺ اہل ایمان کے خیر خواہ ہیں، اپنی خیر خواہی اور حسن سلوک کی بناء پر گویا آپ ﷺ ان کے باپ ہیں۔ (تفسیر سعدی:2154/3)

(3) ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ ''اور خاتم النبیین ہیں'' یعنی نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پھر جب آپ ﷺ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو رسول بھی بدرجہ اولیٰ نہیں آئے گا کیونکہ مقام رسالت مقامِ نبوت سے خاص ہے۔ ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ (مختصر ابن کثیر: 1590/2)

(4) آپ ﷺ کے بعد قیامت تک جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، کذّاب، مفتری اور دجال ہے۔ وہ خود بھی گمراہ ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ یمن میں اسود عنسی نے، یمامہ میں مسیلمہ کذّاب نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور جھوٹوں کا یہ سلسلہ مسیح دجال پر ختم ہو جائے گا۔

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خوب صورت قصر ہو اس کی عمارت حسین ہو لیکن ایک اینٹ (لگانے) کی جگہ اس میں چھوڑی گئی ہو، دیکھنے والے آکر اس کے گرداگرد گھومتے ہوں اور اس کے حسن تعمیر پر تعجب کرتے ہوں لیکن (ساتھ ہی) یہ بھی کہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے۔'' (نبی ﷺ نے فرمایا): ''پس اس ایک اینٹ کے مقام کو میں نے درست کر دیا اور مجھ پر پیغمبروں کا خاتمہ ہو گیا۔'' دوسری روایت میں آیا ہے: ''میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔'' (بخاری، مسلم)

(6) سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے خود سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: ''میرے (بہت) نام ہیں میں محمد ہوں، احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹائے گا، میں حاشر ہوں لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا، میں عاقب ہوں (سب سے پیچھے آنے والا) میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (مسلم)

(7) سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مختلف نام (صفات) بیان کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''میں محمد ہوں، احمد ہوں، مقفی ہوں، حاشر ہوں، نبی التوبہ ہوں، نبی الرحمہ ہوں۔'' (مسلم) (تفسیر مظہری: 262/9)

(8) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے سیدنا ہارون علیہ السلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے؟ مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' (بخاری: 4416)

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا، سوائے مبشرات کے۔'' لوگوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیک خواب۔'' (بخاری: 6990)

(10) ﴿وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے'' یعنی اس کے علم نے تمام اشیاء کا احاطہ کر رکھا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اپنی رسالت کی ذمہ داری کسے عطا کرے؟ کون اس کے فضل و کرم کا اہل اور کون اہل نہیں ہے؟ (تفسیر سعدی: 2154/3) (11) اللہ تعالیٰ علیم ہے جو وہ خبر دیتا ہے حق ہے، جو وہ حکم دیتا ہے عدل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، کثرت سے یاد کرنا'' (41)

سوال 1: ذکر اللہ کی کثرت کی فضیلت ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ ... كَثِيْرًا﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!'' یعنی اے وہ لوگو! جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر ایمان لائے ہو اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی اور رسول ہونے پر ایمان لائے ہو۔

(2) اے لوگو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی دل اور زبان سے تصدیق کی ہے۔

(3) ﴿اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾ ''اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، کثرت سے یاد کرنا'' یہ یاد بندے کے دل کو رب سے جوڑ دیتی ہے چاہے وہ زبان سے ذکر نہ بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ کا دل، زبان اور اعضاء سے کثیر ذکر کرو اور جتنی تم میں طاقت ہے اپنے بدنوں کو کسی حال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہ رکھو۔ (جامع البیان: 20/22)

(4) اللہ تبارک وتعالیٰ اہل ایمان کو حکم دیتا ہے کہ وہ تہلیل وتحمید اور تسبیح وتکبیر وغیرہ کے ذریعے سے کہ جن میں سے ہر کلمہ تقرب الٰہی کا وسیلہ ہے نہایت کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کریں۔ قلیل ترین ذکر یہ ہے کہ انسان صبح وشام اور نمازوں کے بعد کے اذکار کا التزام کرے نیز مختلف عوارض اور اسباب کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور مناسب یہی ہے کہ تمام اوقات اور تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر پر دوام کرے، کیونکہ یہ ایک ایسی عبادت ہے جس کے ذریعے سے عمل کرنے والا آرام کرتے ہوئے بھی سبقت لے جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی معرفت کی طرف دعوت دیتا ہے، بھلائی پر مددگار ہے اور زبان کو گندی باتوں سے باز رکھتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2154/3)

(5) اللہ تعالیٰ کو کھڑے بیٹھے، اپنے پہلوؤں پر، رات دن، خشکی تری میں، سفر وحضر میں، مال داری اور فقیری میں، صحت اور بیماری میں، اعلانیہ اور چھپے ہوئے ہر حال میں یاد کرو۔ (فتح القدیر: 361/4، روح المعانی: 60/12)

(6) سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو کبھی نہ بھلاؤ۔ (تفسیر الثعالبی: 350/4)

(7) ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے تھے۔ (مسلم: 826)

(8) سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! اسلام کے احکام وقوانین تو میرے لیے بہت ہیں، کچھ تھوڑی سی چیزیں مجھے بتا دیجئے جن پر میں (مضبوطی) سے جما رہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر سے تر رہے۔'' (ترمذی: 3375)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(9) سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔'' (بخاری:6407)

(10) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ مکہ کی راہ میں جا رہے تھے، آپ ﷺ ایک پہاڑ پر گزرے جس کو 'جمدان' (بضم جیم وسکون میم) کہتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلو یہ 'جمدان' ہے آگے بڑھ گئے مفرد۔'' لوگوں نے عرض کیا: 'مفرد' کون ہیں یا رسول اللہ!؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو مرد اللہ تعالیٰ کو یاد بہت کرتے ہیں اور جو عورتیں اللہ تعالیٰ کو یاد بہت کرتی ہیں۔'' (مسلم:6808)

(11) سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر، تمہارے مالک (یعنی اللہ تعالیٰ) کو سب سے زیادہ پسند، تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا، تمہارے لیے سونا اور چاندی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرنے سے بہتر اور اس بات سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن کا مقابلہ کرو اور تم ان کی گردنیں کاٹو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! وہ عمل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(وہ عمل) اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔'' (ابن ماجہ:3790)

(12) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں تو وہ مجلس قیامت کے دن ان پر حسرت وافسوس کا باعث بنے گی۔'' (مسند احمد:7112)

(13)(i) انسان اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا تو اس کا دل غافل ہو جاتا ہے۔ جو دل خالی ہو جاتا ہے وہ حیران وپریشان ہو جاتا ہے پھر ایسا انسان لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ (ii) جب انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اس کا دل پرسکون ہو جاتا ہے اُس کا خالی دل بھر جاتا ہے اُسے زندگی کا سیدھا راستہ معلوم ہو جاتا ہے۔

سوال 2: قرآن مجید میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے، اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب: قرآن مجید انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے مربوط کرنا چاہتا ہے اسی لیے مصروفیت میں بھی ذکر الٰہی سے غافل رہنے سے بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ انسان اپنے مصروف ترین اوقات وحالات میں بھی رب سے جڑا رہے اس لیے ذکر الٰہی پر اتنا زیادہ زور دیا گیا ہے۔

﴿وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾

''اور صبح وشام اُس کی تسبیح کرو'' (42)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: صبح وشام کی تسبیح کی وضاحت ﴿وَّسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا﴾ ''اور صبح وشام اُس کی تسبیح کرو'' یعنی سبحان اللہ وبحمدہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو۔ (ایسر التفاسیر:1216)

(2) کیونکہ صبح اور شام دونوں فضیلت کے حامل اوقات ہیں اور ان میں عمل کرنا بھی نہایت سہل ہوتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2155/3)

(3) صبح وشام یعنی فجر اور عصر کی نمازوں کے اوقات تسبیح کے ہیں جن میں فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ رات کے فرشتے عصر کے وقت آتے ہیں اور دن کے فرشتے اس وقت جانے کی تیاری میں ہوتے ہیں۔ رات کے فرشتے فجر کے وقت جانے کی تیاری میں ہوتے ہیں اور دن کے فرشتے اس وقت حاضر ہوتے ہیں۔

(4) ذکر میں نمازیں، قرأت قرآن، مجالس علم، تسبیح، تہلیل، تحمید، تکبیر، استغفار، اور نبی ﷺ پر درود، دعا، اطاعت کے سارے کام، عبادات وغیرہ آجاتے ہیں۔ سب سے پہلی چیز فرائض کو قائم کرنا پھر سنت رسول ﷺ پر مداومت اختیار کرنی ہے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ﴾ ''چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ہی تسبیح ہے جب تم شام کرتے ہو اور جب تم صبح کرتے ہو۔'' (الروم:17)

(6) صبح وشام کے اوقات میں انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہوتا ہے اس لیے اس کے دل کی تسلی کے لیے حکم دیا گیا۔

(7) صبح وشام کے اوقات انسان کو یاد دلاتے ہیں کہ ہر چیز زوال پذیر ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے۔ اس موقع پر تسبیح سے انسان کو یقین کی پختگی نصیب ہوتی ہے۔

﴿هُوَ الَّذِىۡ يُصَلِّىۡ عَلَيۡكُمۡ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ‌ؕ وَكَانَ

وہی ہے جو تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی تاکہ وہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی میں نکال لائیں اور وہ

بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَحِيۡمًا﴾

مومنوں پر ہمیشہ سے نہایت رحم والا ہے'' (43)

سوال 1: ذکر اللہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی یاد کرتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿هُوَ الَّذِىۡ ۔۔۔ رَحِيۡمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هُوَ الَّذِىۡ يُصَلِّىۡ عَلَيۡكُمۡ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ﴾ ''وہی ہے جو تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی'' یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر کا شوق اور رغبت پیدا کی جا رہی ہے کہ تم اس کا ذکر کیا کرو وہ تمہیں یاد کیا کرے گا جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا: ﴿فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾ ''لہٰذا تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری مت کرو۔'' (البقرۃ:152) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں۔'' (بخاری:7405) اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ کے معانی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے پاس اپنے بندے کی تعریف فرماتا ہے۔ اسے امام بخاری نے ابو العالیہ سے بیان کیا ہے۔ (بخاری قبل الحدیث:4797) (المصباح المنیر :4/ 752)

(2) ''وہی ہے جو تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی'' یعنی ایمان والو تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اس کے فرشتے تمہارے لئے دعائے رحمت اور استغفار کرتے ہیں۔

(3) ﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿7﴾ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿8﴾ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿9﴾﴾ ''جو (فرشتے) عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ اُس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ دُعائے مغفرت کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! تو نے ہر چیز کو رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے، چنانچہ اُن لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور جنہوں نے تیرے راستے کی پیروی کی اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے رب! اور اُنہیں ہمیشہ کی جنتوں میں داخل فرما جن کا تُو نے اُن سے وعدہ کیا ہے اور اُن کے والدین اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیک ہیں۔ یقیناً تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ اور اُن کو بُرائیوں سے بچالے اور جس کو تُو نے اُس دن بُرائیوں سے بچالیا تو یقیناً اُس پر تُو نے رحم کیا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔'' (المؤمن:7-9)

(4) ﴿لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ ''تاکہ وہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی میں نکال لائیں'' یعنی وہ تمہیں کفر اور نافرمانیوں کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور اطاعت کے نور میں لے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی دعا ہی تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لانے کا سبب بنی ہے۔

(5) دنیا میں اللہ تعالیٰ کا نور اللہ تعالیٰ کا دیا ہو علم ہے جو انسان کو اس کی زندگی کے بارے میں راہ نمائی دیتا ہے۔ اس دنیا میں اللہ کے دیئے ہوئے علم کے ماسوا جتنے افکار و خیالات ہیں سب ظلمات یعنی تاریکیاں ہیں۔

(6) ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾ ''اور وہ مومنوں پر ہمیشہ سے نہایت رحم والا ہے'' اللہ تعالیٰ مومنوں پر مہربان ہے۔ اس کی رحمت کی نشانی ہدایت کی توفیق ہے۔ اس نے تمہیں سیدھا راستہ دکھایا جب کہ لوگ بھٹک گئے۔ آخرت میں بھی وہ مومنوں پر مہربان ہوگا۔ اس دن کی گھبراہٹ سے وہ امن میں رکھے گا۔

(7) فرشتوں کو وہ یہ حکم دے گا کہ جہنم سے نجات اور جنت کی کامیابی کی بشارت لے کر جاؤ اور ان کا استقبال کرو۔ یہ اس کی محبت، شفقت اور عنایت اور مہربانی کی علامت ہی تو ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1592/2)

﴿تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيمًا﴾

''اُن کی دُعا جس دن وہ اُس سے ملیں گے، سلام ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے باعزت اجر تیار کر رکھا ہے'' (44)

سوال 1: اللہ تعالیٰ مومنوں کو سلام کرے گا اور باعزت اجر دے گا، اس کی وضاحت ﴿تَحِيَّتُهُمْ ... كَرِيمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلٰمٌ﴾ ''اُن کی دُعا جس دن وہ اُس سے ملیں گے، سلام ہوگی'' ابن زید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مومنوں کو اللہ جل ثناؤ قیامت کے دن جنت میں سلام کریں گے۔ (جامع البیان: 21,20/22)

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيمٍ﴾ ''رب رحیم کی طرف سے سلام کہا جائے گا'' (یٰس: 58)

(3) اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس دن مومن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے اس دن وہ خود انہیں سلام کرے گا۔

(4) جنت میں مومنوں کی زبان سے سبحان اللہ نکلے گا اور ان کی باہمی دعا السلام علیکم ہوگی اور آخری بات الحمد للہ رب العالمین ہو گی۔ (5) ﴿وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيمًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے باعزت اجر تیار کر رکھا ہے'' رب العزت نے جنت میں ان کے لئے باعزت اجر تیار کر رکھا ہے یعنی جنت کی نعمتیں، کھانے پینے کے خوب صورت انتظامات، حسین لباس، سحر انگیز محلات اور باغات، حور و غلمان اور لذت آفرین نعمتیں اور خوب صورت اور دلکش نظارے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا نہ کسی کے تصور میں آیا، سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾

''اے نبی! یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے'' (45)

سوال 1: نبی ﷺ کی صفات کی وضاحت ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ...وَّنَذِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رسالت کے لئے جن صفات کی ضرورت ہے نبی ﷺ کو رب العزت نے وہ صفات عطا فرمائیں۔ وہ پانچ صفات ہیں شاہد، مبشر، نذیر، داعی الی اللہ، سراج منیر۔

(2) عطاء بن یسار رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ملا اور عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی جو صفات تورات میں آئی ہیں ان کے متعلق مجھے کچھ بتائیے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں! اللہ کی قسم! آپ ﷺ کی تورات میں بالکل بعض وہی صفات آئی ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ جیسے کہ ''اے نبی! ہم نے تمہیں گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، اور ان پڑھ قوم کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو۔ میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔ تم نہ بدخو ہو، نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور غل مچانے والے، (اور تورات میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ) وہ (میرا بندہ اور رسول) برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لے گا بلکہ معاف اور درگزر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی روح قبض نہیں کرے گا جب تک ٹیڑھی شریعت کو اس سے سیدھی نہ کرا لے، یعنی لوگ لا الٰہ الا اللہ نہ کہنے لگیں اور اس کے ذریعہ وہ اندھی آنکھوں کو بینا، بہرے کانوں کو شنوا اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کے پردے کھول دے گا۔'' (بخاری: 2125)

(3) ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ ''اے نبی!'' رب العزت نے نبی ﷺ کی تکریم کے لئے آپ ﷺ کو اے نبی! کہہ کر پکارا ہے۔

(4) ﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا﴾ ''یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا بنا کر بھیجا ہے'' شاہد نبی ﷺ کی صفت ہے۔ ہم نے آپ ﷺ کو شاہد یعنی قیامت کے دن آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور لوگوں کے اعمال پر گواہی دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ یعنی آپ ﷺ اپنی امت کے اچھے اور برے اعمال پر گواہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ ''اور رسول تم پر گواہ ہو جائیں۔'' (البقرۃ: 143)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ ''پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ لائیں گے؟'' (النساء: 41)

(6) شاہد کے لفظ کو غلط معنی بھی پہنائے گئے ہیں ''شاہد'' کا ترجمہ حاضر و ناظر کیا گیا یہ قرآن مجید کی معنوی تحریف ہے۔ یہ عقیدہ قرآن مجید کے بنیادی موضوع اور حق کے خلاف ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(7) ﴿وَّمُبَشِّرًا﴾ ''اور خوش خبری دینے والا (بنا کر)'' مبشر نبی ﷺ کی صفت ہے۔ آپ ﷺ ایمان والوں کو آخرت میں اجر کی، ثواب کی خوش خبری سناتے ہیں۔ آپ ﷺ مومنوں کو بشارت دینے کے لئے مبعوث کیے گئے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے اور وہ تمام امتوں سے بہتر ہیں۔

(8) ﴿اَلْمُبَشَّرُ﴾ ''جس کو خوش خبری دی گئی ہو'' سے مراد اہل ایمان اور اہل تقویٰ ہیں جنھوں نے ایمان اور عمل صالح کو جمع اور معاصی کو ترک کیا ہے۔ ان کے لیے دنیا ہی میں ہر قسم کے دینی اور دنیاوی ثواب کی بشارت ہے جو ایمان اور تقویٰ پر مترتب ہوتا ہے اور آخرت میں ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں۔ یہ سب کچھ اعمال کی تفاصیل تقویٰ کے خصائل اور ثواب کی اقسام کے ذکر کو مستلزم ہے۔ (تفسیر سعدی: 2156/3)

(9) ﴿وَّنَذِيْرًا﴾ اور ڈرانے والا (بنا کر)'' نذیر نبی ﷺ کی صفت ہے۔ آپ ﷺ کو اس لئے بھیجا گیا کہ آپ ﷺ کافروں کو بڑے عذاب کی وعیدیں اور آپ ﷺ ہر اس شخص کو ڈرانے کے لئے، تنبیہ کرنے کے لئے بھیجے گئے جو اعراض کرتا ہے اور ایمان نہیں لاتا اور خیر کا کوئی کام نہیں کرتا۔ آپ ﷺ انہیں ڈراتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو وہ عذاب دے گا۔

(10) ﴿اَلْمُنْذَرُ﴾ سے مراد مجرم، ظالم اور جاہل لوگ ہیں، جن کے لیے اس دنیا میں دینی اور دنیاوی عقوبات کے ذریعے سے ڈرانا ہے جو ظلم اور جہالت پر مترتب ہوتی ہیں اور آخرت میں ہمیشہ رہنے والا دردناک عذاب ہوگا۔ (تفسیر سعدی: 2156/3)

﴿وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾

''اور اللہ تعالیٰ کی طرف اُسی کے حکم سے دعوت دینے والا اور روشنی دینے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے'' (46)

سوال 1: نبی ﷺ پوری دنیا کی مشترک میراث ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَّدَاعِيًا ... مُّنِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کی طرف اُسی کے حکم سے دعوت دینے والا'' نبی ﷺ کی صفت داعی الی اللہ ہے۔ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس لیے مبعوث فرمایا تا کہ آپ مخلوق کو ان کے رب کی طرف دعوت دیں، ان میں اللہ تعالیٰ کے اکرام و تکریم کا شوق پیدا کریں اور ان کو اس کی عبادت کا حکم دیں جس کے لیے ان کو تخلیق کیا گیا ہے۔ یہ چیز ان امور پر استقامت کا تقاضا کرتی ہے جن کی دعوت دی گئی ہے اور یہ چیز ان کے اپنے رب کی، اس کی صفات مقدسہ کے ذریعے سے معرفت اور جو صفات اس کے جلال کے لائق نہیں ان صفات سے اس کی ذات مقدس کی تنزیہ جیسے امور کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفاصیل کا تذکرہ ہے جن کی طرف انہیں دعوت دی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے عبودیت کی مختلف انواع، قریب ترین راستے کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے، ہر حق دار کو اس کا حق عطا کرنے کا ذکر کیا ہے، نیز اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ دعوت الی اللہ اپنے نفس کی تعظیم کے لیے نہ ہو بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جیسا کہ اس مقام پر بہت سے نفوس کو کبھی کبھی یہ عارضہ لاحق ہوتا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔(تفسیر سعدی:2157,2156/3)

(3)(i)داعی الی اللہ کی ذمہ داری رب کی طرف بلانا ہے۔(ii)داعی الی اللہ کی ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام صاف صاف پہنچا دے۔(iii)داعی الی اللہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو رب کا، اُس کی عظمتوں، قوتوں، قدرتوں اور اختیارات کا شعور دے۔(iv)داعی الی اللہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو کتاب اللہ سے جوڑنے کی کوشش کرے تا کہ لوگ اس کتاب کو پڑھیں، سمجھیں، اس کے مطابق عمل کریں اور کتاب کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے قابل ہو جائیں۔(v)داعی الی اللہ کا کام ہے کہ لوگوں کو تعصب سے نکالے۔(vi)داعی الی اللہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ صبر وتحمل سے کام لے اور انسانوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔(vii)داعی الی اللہ کو انسانوں کے لیے خیر خواہ رہنا چاہیے۔(viii)داعی الی اللہ کو آخرت کی فکر دلانی چاہیے تا کہ لوگ آخرت کے لیے عمل کرنے کے قابل ہو سکیں۔

(4)﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ ”اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیں اور اُن سے اس طریقے سے بحث کریں جو زیادہ اچھا ہو یقیناً آپ کا رب اُن کو زیادہ جانتا ہے جو اُس کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے۔(النحل:125) آپ ﷺ نے فرمایا:﴿بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً﴾ ”مجھ سے پہنچا دو اگر چہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو“(بخاری) یہ آپ ﷺ کی طرف سے علم اور تربیت کی اجازت ہے۔یہ وہ ادب ہے جس کی وارث یہ امت ہے۔

(5)﴿وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ ”اور روشنی دینے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے“ نبی ﷺ کی صفت سراج منیر ہے یعنی جو بھی کامیابی کے راستے کی ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ آپ ﷺ سے راہ نمائی حاصل کر سکتا ہے۔جیسے سورج کی روشنی سے سب استفادہ کرتے ہیں ایسے ہی نبی ﷺ کی روشن شخصیت پوری دنیا کی مشترک میراث ہے۔

(6)یہ لفظ دلالت کرتا ہے کہ تمام مخلوق بہت بڑی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی جہاں روشنی کی کوئی کرن نہ تھی جس سے راہ نمائی حاصل کی جا سکتی، نہ کوئی علم تھا کہ اس جہالت میں کوئی دلیل مل سکتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کریم ﷺ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کو مبعوث فرمایا۔آپ ﷺ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے تاریکیوں کا پردہ چاک کر دیا،آپ ﷺ کے ذریعے سے جہالتوں کے اندھیروں میں علم کی روشنی پھیلائی اور آپ ﷺ کے ذریعے سے گمراہوں کو سیدھا راستہ دکھایا۔پس اہل استقامت کے لیے راستہ واضح ہو گیا اور وہ اس راہ نما کے پیچھے چل پڑے۔انہوں نے اس کے ذریعے سے خیر وشر، اہل سعادت اور اہل شقاوت کو پہچان لیا۔انہوں نے اپنے رب کی معرفت کے لیے اس سے روشنی حاصل کی اور انہوں نے اپنے رب کو اس کے اوصاف حمیدہ، افعال سدیدہ اور احکام رشیدہ کے ذریعے سے پہچان لیا۔(تفسیر سعدی:2157/3)

(7) اس مادی دنیا یا کائنات میں اللہ تعالیٰ نے سورج کو سراج (چراغ) کا نام دیا جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ چاند اور ستارے بالواسطہ اسی سورج سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور روحانی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سراج منیر (چمکتا ہوا چراغ) کا لقب عطا فرمایا۔گویا نبوت کے آفتاب آپ ﷺ ہیں آپ ﷺ کے طلوع ہونے کے بعد اب کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہی۔اب ہر انسان کو اپنے شعبہ زندگی کے لئے ہدایت اسی آفتاب نبوت و ہدایت سے حاصل کرنا ہوگی۔(تیسیر القرآن:596/3)

﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا﴾

''اور آپ مومنوں کو خوش خبری دے دیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی جناب سے اُن کے لیے بہت بڑا فضل ہے''(47)

سوال:مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل بہت بڑا ہے،اس کی وضاحت ﴿وَبَشِّرِ... كَبِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور آپ مومنوں کو خوش خبری دے دیں'' یعنی ایمان کی بنیاد پر ایمان والوں کو خوش خبری دی گئی ہے۔ایمان کے ساتھ عمل صالح لازم و ملزوم ہیں۔(2)﴿بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا﴾ ''کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی جناب سے اُن کے لیے بہت بڑا فضل ہے'' یہ کہ وہ تمام امتوں سے بہتر ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان امور کا بھی ذکر کیا جن کی خوش خبری دی گئی ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا اور جلیل القدر فضل،جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا مثلاً اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت، ہدایت قلوب، گناہوں کی بخشش، تکلیفوں کا دور ہونا، رزق کی کثرت اور ارزانی، خوش کن نعمتوں کا حصول، اپنے رب کی رضا اور اس کے ثواب کے حصول میں کامیابی اور اس کی ناراضی اور اس کے عذاب سے نجات۔یہ وہ امور ہیں جن کے ذکر سے عمل کرنے والوں کو نشاط حاصل ہوتا ہے،جن سے وہ صراط مستقیم پر گامزن ہونے میں مدد لیتے ہیں۔یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔جیسا کہ یہ بھی اس کی حکمت ہے کہ ترہیب کے مقام پر عقوبتوں کا ذکر کرتا ہے جو ان افعال پر مترتب ہوتی ہیں جن سے ڈرایا گیا ہے تاکہ یہ ترہیب ان امور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے باز رہنے میں مدد دے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے۔ (تفسیر سعدی:2157/3)

(3) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری اور یہود ونصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے کئی مزدور کام پر لگائے اور کہا کہ میرا کام ایک قیراط پر صبح سے دوپہر تک کون کرے گا؟ اس پر یہودیوں نے صبح سے دوپہر تک کام کیا پھر اس نے کہا کہ آدھے دن سے عصر تک ایک قیراط پر کون میرا کام کرے گا، چنانچہ پھر یہ کام نصاریٰ نے کیا، پھر اس شخص نے کہا کہ عصر سے غروب آفتاب تک میرا کام دو قیراط پر کون کرے گا اور تم امت محمدیہ ہی وہ لوگ ہو جن کو یہ درجہ حاصل ہوا اس پر یہود ونصاریٰ نے برا مانا، اور وہ کہنے لگے کہ کام تو ہم زیادہ کریں اور مزدوری ہمیں کم ملے، پھر اس شخص نے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارا حق تمہیں پورا نہیں ملا؟ سب نے کہا کہ ہمیں تو پورا مل گیا۔ اس شخص نے کہا کہ پھر یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہوں زیادہ دوں۔'' (بخاری:2268)

﴿وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى

''اور آپ کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کریں اور اُن کے ستانے کی پرواہ نہ کریں اور آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں اور

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾

اللہ تعالیٰ ہی کارساز کافی ہے'' (48)

سوال: کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانیں، اس کی وضاحت ﴿وَلَا تُطِعِ ... وَكِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ﴾ ''اور آپ کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کریں'' یعنی کافر اور منافق رب کے حکم کے مخالف جو بات کریں آپ وہ نہ مانیں۔

(2) کافر اور منافق اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلنے والوں کا راستہ روکنے کے لئے ہر دم تیار رہتے ہیں۔ رب العزت نے اپنے رسول ﷺ کو ان کے برے منصوبوں سے آگاہ کیا ہے اور ان کی اطاعت کرنے سے روکا ہے۔

(3) اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلمان انہیں اذیت دینے لگ جائیں حکم صرف یہ ہے کہ اطاعت نہیں کرنی۔

(4) ﴿وَدَعْ اَذٰىهُمْ﴾ ''اور اُن کے ستانے کی پرواہ نہ کریں'' یعنی اُن کی دی گئی اذیت پر صبر کریں یہاں تک کہ آپ ﷺ کا رب آپ کو حکم دے۔

(5) یعنی ان کی اذیتوں کو درگزر کر دیں کیونکہ یہی چیز ان کو قبولِ اسلام کی طرف لے آئے گی۔

(6) ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ ''اور آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں'' اپنے سارے معاملات میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے کام کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں وہ آپ کے لئے کافی ہے۔

(7)﴿وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہی کارساز کافی ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے جو اس پر دنیا و آخرت کے معاملات میں توکل کرتا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر:2/487)

(8) وکیل کسی کام کی نگرانی کرنے والے، کسی کام کے لئے کھڑے ہونے والے کو کہتے ہیں۔

(9) اللہ تعالیٰ توکل کے لیے کافی ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی قابل اعتماد ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنے معاشرے کے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات قبول کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا گہرا شعور دے کر آپ ﷺ کو مشن کی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے تیار کیا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو، پھر انہیں اس سے پہلے ہی طلاق دے دو کہ

تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ

تم اُنہیں ہاتھ لگاؤ تو تمہارے لیے اُن پر کوئی عدت نہیں ہے جس کا تم شمار کرو، چنانچہ اُنہیں کچھ سروسامان دے دو

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾

اور انہیں رخصت کر دو، اچھے انداز سے رخصت کرنا'' (49)

سوال 1: صحبت سے پہلے طلاق پر عدت نہیں، اس کی وضاحت ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ... جَمِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!'' یعنی اے لوگو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ، اس کی کتاب اور اس کی شریعت کی تصدیق کی ہے۔ (ایسر التفاسیر:1217)

(2)﴿اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا﴾ ''جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو، پھر انہیں اس سے پہلے ہی طلاق دے دو کہ تم اُنہیں ہاتھ لگاؤ تو تمہارے لیے اُن پر کوئی عدت نہیں ہے جس کا تم شمار کرو'' اللہ رب العزت نے مومنوں کو آگاہ فرمایا ہے کہ جب وہ مومن عورتوں سے نکاح کریں اور چھوئے بغیر طلاق دے دیں تو اس صورت میں طلاق یافتہ عورتوں پر کوئی عدت نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں کچھ متاع دے دلا کر رخصت کرنے کا حکم دیا ہے تا کہ ان کی دل شکنی کا ازالہ ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ (۲۳۶) وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۲۳۷)﴾ ”تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو کہ تم نے ابھی انہیں ہاتھ نہ لگایا ہو یا اُن کا مہر تک مقرر نہ کیا ہو اور اُن کو کچھ سامان دے دو، خوشحال پر اس کی کشائش کے مطابق اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق معروف طریقے سے ساز و سامان دینا ہے نیکی کرنے والوں پر یہ حق ہے۔ اور اگر تم نے انہیں طلاق دے دی اس سے پہلے کہ تم انہیں ہاتھ لگاؤ اور تم ان کے لیے مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو جو تم نے مقرر کیا اس کا نصف (لازم) ہے مگر یہ کہ وہ خود معاف کر دیں یا وہ مرد معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور تقویٰ کے زیادہ قریب یہی ہے کہ تم معاف کر دو اور آپس میں فضل کو فراموش نہ کرو یقیناً تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب دیکھنے والا ہے۔“ (البقرہ: 237،236)

(4) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحبت سے پہلے طلاق دینا جائز ہے اور یہ کہ طلاق نکاح کے بغیر نہیں ہوتی۔ ﴿لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ﴾ ”نکاح سے پہلے کوئی طلاق نہیں۔“ (صحیح سنن ابن ماجہ البانی)

(5) ﴿فَمَتِّعُوْهُنَّ﴾ ”چنانچہ اُنہیں کچھ سرو سامان دے دو“ اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چھونے سے پہلے طلاق دے دی جائے تو شوہر کا بیوی کو اس کی حیثیت کے مطابق متاع دینا واجب ہے اور یہ اس صورت میں ہے جب مہر مقرر نہ کیا گیا ہو۔ اگر مہر مقرر کیا گیا ہو تو چھونے سے پہلے طلاق دینے کی صورت میں بیوی کو نصف مہر دینا ہوگا۔ ایسی صورت میں مہر ”متاع“ کے لیے بھی کفایت کرتا ہے۔

(6) ﴿وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾ ”اور انہیں رخصت کر دو، اچھے انداز سے رخصت کرنا“ یعنی نہایت اچھے طریقے سے طلاق دیں اور اچھے طریقے سے رخصت کریں۔ (i) اس سے مراد ہے کہ عزت و احترام سے رخصت کرو۔ (ii) کسی قسم کی تکلیف دیئے بغیر الزام اور تراشی کے بغیر رخصت کرو۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ

”اے نبی! یقیناً ہم نے آپ پر آپ کی وہ بیویاں حلال کر دیں جن کے مہر آپ ادا کر چکے ہیں اور وہ عورتیں بھی جن کا مالک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

آپ کا دایاں ہاتھ ہے اُن میں سے جو اللہ تعالیٰ آپ پر لوٹا کر لایا ہے اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی

الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ

بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے اور وہ مومن عورت

يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا

کہ اگر اپنا آپ نبی کے لیے ہبہ کر دے اور اگر نبی اُس سے نکاح کرنے کا ارادہ کر لے۔ دیگر مومنوں کے سوا یہ خالصتاً آپ کے

عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ

لیے ہے، یقیناً ہمیں معلوم ہے ہم نے اُن کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جو اُن پر فرض کیا ہے تاکہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴿

اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (50)

سوال 1: نبی ﷺ کے لیے حلال عورتوں کے بارے میں وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ ... عَلَيْكَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ﴾ ''اے نبی! یقیناً ہم نے آپ پر آپ کی وہ بیویاں حلال کر دیں جن کے مہر آپ ادا کر چکے ہیں'' رب العزت نے اپنے نبی ﷺ پر واضح فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے لیے وہ عورتیں ہم نے حلال کر دیں ہیں جن کے مہر آپ ﷺ ادا کر چکے ہیں۔

(2) اجر سے مراد مہر ہے۔ آپ ﷺ کی تمام عورتوں کے مہر پانچ پانچ سو درہم تھے سوائے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے جن کا مہر 400 دینار تھا جو نجاشی نے ادا کر دیا تھا جو حبشہ کا بادشاہ تھا۔

(3) سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح بغیر مہر کے ہوا تھا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا تھا۔ (4) یہ ان امور میں ہے جو نبی ﷺ اور اہل ایمان میں مشترک ہے اہل ایمان کے لیے بھی وہی بیویاں حلال ہیں جن کے مہر انہوں نے ادا کر دیے ہیں۔

(5) ﴿وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ﴾ ''اور وہ عورتیں بھی جن کا مالک آپ کا دایاں ہاتھ ہے اُن میں سے جو اللہ تعالیٰ آپ پر لوٹا کر لایا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت میں سے جو لونڈیاں آپ کو دیں غلام ہوں یا آزاد،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے شوہر ہوں یا نہ ہوں وہ بھی حلال ہیں۔ دو لونڈیوں سے آپ ﷺ نے آزاد کر کے نکاح کیا تھا۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی کو آپ ﷺ نے خیبر کے قیدیوں میں سے چنا تھا پھر ان کی آزادی کو ان کا مہر بنا دیا تھا۔ اور سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث کی کتابت کی رقم سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو ادا کر کے ان سے نکاح کر لیا تھا۔

(6) آپ ﷺ کے پاس سیدہ ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا اور سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا لونڈیوں میں سے تھیں۔ یہ دونوں لونڈیاں ہی رہیں۔ (7) یہ معاملہ بھی ایمان والوں میں اور نبی ﷺ میں مشترک ہے۔

سوال 2: نبی ﷺ کے لیے مباح عورتوں کے بارے میں وضاحت ﴿وَبَنٰتِ ... مَعَكَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

(1) ﴿وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ﴾ "اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں" اس میں قریب اور دور کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ بھی، سب شامل ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2161/3)

(2) ﴿الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ﴾ "جنھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے" یعنی جن عورتوں نے آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ سو جن عورتوں نے ہجرت نہیں کی وہ آپ ﷺ کے لیے حلال نہیں ہیں۔ (3) یہ قید نبی ﷺ کے لیے ہے اہل ایمان کے لیے نہیں۔

سوال 3: نبی ﷺ کے علاوہ موہوبہ بلا مہر کے حرام ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَامْرَاَةً ... الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ﴾ "اور وہ مومن عورت کہ اگر اپنا آپ نبی کے لیے ہبہ کر دے" یعنی جو مسلمان عورت خود کو آپ ﷺ کے لیے بلا مہر کے ہبہ کر دے۔

(2) ﴿اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا﴾ "اگر نبی اُس سے نکاح کرنے کا ارادہ کر لے" یعنی اگر نبی ﷺ نکاح کرنا چاہیں۔ آپ ﷺ کے ارادے اور رغبت پر منحصر ہے۔

(3) اس میں دو شرائط ہیں ایک تو یہ کہ وہ عورت خود کو ہبہ کرے اور دوسرا یہ کہ آپ ﷺ بھی نکاح کرنا چاہتے ہوں۔

(4) ﴿خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ "دیگر مومنوں کے سوا یہ خالصتاً آپ کے لیے ہے" ہبہ کرنے والی عورت خاص طور پر آپ ﷺ کے لئے جائز ہے۔ کسی اور مسلمان کے لئے نہیں ہے۔

(5) سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ میں اپنا نفس (آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے) ہبہ کرتی ہوں۔ پھر وہ دیر تک کھڑی رہی تو ایک صحابی نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ اس سے نکاح کا ارادہ نہیں رکھتے تو اسے میرے نکاح میں دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس مہر دینے کے لیے کوئی چیز ہے؟'' اس نے جواب دیا کہ میرے پاس میرے تہ بند کے سوا اور کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اگر تم اسے دے دو گے تو خود تہ بند کے بغیر رہ جاؤ گے، سو کچھ اور تلاش کرو۔'' اس نے کہا، میں اور کچھ نہیں پاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تلاش تو کرو، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی مل جائے۔'' انہوں نے ہر چند کوشش کی، لیکن کچھ بھی نہ پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا قرآن کی کچھ سورتیں تمہیں یاد ہیں؟ اس نے کہا ہاں! فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس تو انہی سورتوں پر میں نے اسے تمہارے نکاح میں دیا۔'' (بخاری:5135)

سوال 4: رسول اللہ ﷺ کے لیے وہ خاص احکامات کون سے ہیں جو مومنوں کے لیے نہیں؟

جواب: (1) چار سے زیادہ عورتیں کوئی بھی بیک وقت نکاح میں نہیں رکھ سکتا یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔

(2) نکاح کے لیے ولی، گواہ اور حق مہر ضروری ہیں ان کے بغیر نکاح صرف نبی ﷺ کی خصوصیت تھی۔

(3) خود کو ہبہ کرنے والی عورت خالص آپ ﷺ کے لئے جائز ہے۔

سوال 5: رب العزت نے تمہاری بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں تنگی کو کیسے ختم کیا، اس کی وضاحت ﴿قَدْ عَلِمْنَا ... رَّحِيمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾ ''یقیناً ہمیں معلوم ہے ہم نے اُن کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جو اُن پر فرض کیا ہے'' یعنی ہم خوب جانتے ہیں کہ اہل ایمان پر کیا واجب ہے، ان پر بیویوں اور لونڈیوں میں سے کیا حلال ہے اور کیا حلال نہیں ہے اور اس حلت و حرمت کے بارے میں ہم نے ان کو آگاہ بھی کر دیا ہے اور ان کے فرائض بھی واضح کر دیے ہیں۔ (تفسیر سعدی:2161/3)

(2) ابی بن کعب، مجاہد، حسن، قتادہ اور ابن جریر اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے ان کے لیے چار آزاد عورتوں کو محدود کر دیا ہے۔ (تفسیر طبری:30/22) لیکن لونڈیاں جس قدر چاہیں رکھ سکتے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ امت کے لیے نکاح کے بارے میں ہم نے ولی، مہر اور گواہوں کی شرطوں کو مقرر کیا ہے مگر آپ ﷺ کے لیے رخصت ہے اور ان میں سے کوئی شرط آپ ﷺ کے لیے واجب نہیں ہے۔ (المصباح المنیر:762/4)

(3) ﴿لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ﴾ ''تاکہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو'' آپ ﷺ کو جو وسعت دی گئی، دوسروں کو نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے۔

(4)﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ ”اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے“یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ایمان والوں کی مغفرت کرنے والا اور ہمیشہ سے رحم والا ہے۔

سوال 6: رسول اللہ ﷺ کے ایک سے زائد نکاح میں کیا حکمتیں ہیں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کے ایک سے زائد نکاح میں یہ حکمتیں ہیں: (1) رسول اللہ ﷺ کے ایک سے زائد نکاح شخصی ضروریات سے آگے بڑھ کر ہیں۔ (2) آپ ﷺ کے نکاح تبلیغی اور تعلیمی ضروریات کے لیے تھے۔ (3) آپ ﷺ کے نکاح اصلاح معاشرہ کے لیے تھے۔ (4) آپ ﷺ کے نکاح جاہلانہ رسومات کو ختم کرنے کے لیے بھی تھے۔

(5) آپ ﷺ کے نکاح قبائلی عداوتوں اور تعصبات کو ختم کرنے کے لیے بھی تھے۔

(6) حقیقت یہ ہے کہ ایک جاہل قوم کو مہذب بنانے کے لیے مردوں کے ساتھ عورتوں کی تربیت کی ضرورت تھی اس کے لیے مخلوط تعلیم کا طریقہ اختیار نہیں کیا جا سکتا تھا اس لیے مختلف عمر کی خواتین سے آپ ﷺ کے نکاح کیے گئے۔

﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ

”آپ ان بیویوں میں سے جس کو چاہیں الگ کر دیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس جگہ دے دیں اور جس کو آپ اپنے پاس طلب کریں

عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ

اُن میں سے جنہیں آپ نے الگ کر دیا تھا تو بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے، یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی

وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ

رہیں اور وہ غم نہ کریں اور وہ سب اس پر راضی رہیں جو بھی آپ اُن سب کو دیں اور جو بھی تمہارے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا﴾

اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، بڑے حلم والا ہے“(51)

سوال 1: نبی ﷺ پر اپنی ازواج کے معاملے میں باری مقرر کرنا واجب نہیں، اس کی وضاحت ﴿تُرْجِيْ... حَلِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) نبی ﷺ کو رب العزت نے اس بات کی اجازت دی کہ باریوں کی تقسیم ترک کر سکتے ہیں۔ اگر اس کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

باوجود باریاں مقرر کریں تو آپ ﷺ کی ان ازواج پر نوازش ہے۔اس کے باوجود آپ ﷺ نے ازواج میں ہر چیز تقسیم کر رکھی تھی۔آپ ﷺ فرماتے تھے: ''اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے بس میں ہے اور جو میرے بس میں نہیں اس پر مجھے ملامت نہ کرنا۔'' (ابوداؤد:2134)

(2) یہاں رب العزت نے فرمایا: ﴿تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ﴾ ''آپ ان بیویوں میں سے جس کو چاہیں الگ کردیں'' آپ ﷺ اپنی ازواج میں سے جس کو چاہیں الگ کردیں، نہ اپنے پاس بلائیں اور نہ رات بسر کریں۔

(3) ﴿وَتُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ﴾ ''اور جس کو چاہیں اپنے پاس جگہ دے دیں'' یعنی جس کو چاہیں اپنے پاس بلائیں اور رات بسر کریں۔

(4) ﴿وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ﴾ ''اور جس کو آپ اپنے پاس طلب کریں اُن میں سے جنہیں آپ نے الگ کردیا تھا'' اگرچہ باری مقرر کرنا آپ ﷺ پر واجب نہیں، اس کے باوجود آپ ﷺ جس کو چاہیں اپنے پاس بلالیں ان میں سے جن کو آپ ﷺ نے الگ کیا تھا۔

(5) ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ﴾ ''آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے'' یعنی آپ ﷺ کے لیے کوئی گناہ نہیں، کوئی حرج نہیں۔

(6) ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰۤی﴾ ''یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے'' یعنی جب ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کو معلوم ہوجائے گا کہ تقسیم یا باریاں مقرر کرنا آپ ﷺ پر واجب نہیں ہے، پھر بھی آپ ﷺ مساویانہ سلوک کر رہے ہیں تو اس حسن سلوک سے امید ہے۔

(7) ﴿اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ﴾ ''کہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں'' یعنی وہ خوش اور مطمئن ہوجائیں گی۔

(8) ﴿وَلَا یَحْزَنَّ﴾ ''اور وہ غم نہ کریں'' اور وہ غم نہیں کریں گی۔

(9) ﴿وَیَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ﴾ ''اور وہ سب اس پر راضی رہیں جو بھی آپ اُن سب کو دیں'' یعنی آپ ﷺ کے عدل وانصاف پر آپ ﷺ کا احسان مانیں گی اور جو کچھ آپ ﷺ انہیں دیں گے اس پر وہ خوش ہوجائیں گی۔

(10) ﴿وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ﴾ ''اور جو بھی تمہارے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے'' اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ وہ دلوں کے حالات اور ان کے رجحانات سے خوب واقف ہے۔تمہاری دلی محبت کو وہ خوب جانتا ہے۔

(11) حقوق واجبہ و مستحبہ کی ادائیگی اور حقوق میں مزاحمت کے وقت دلوں میں جو خیال گزرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔اس لیے اے اللہ کے رسول! آپ کے لیے یہ وسعت مشروع کی گئی ہے تاکہ آپ کی ازواج کا دل مطمئن رہے۔ (تفسیر سعدی:2163/3)

(12) ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، بڑے حلم والا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندوں کے اعمال کو خوب جانتا ہے اور وہ اپنے بندوں کے معاملے میں انتہائی بردبار ہے۔

(13) یہ اس کا علم ہے کہ اس نے تمہارے لیے وہ چیز مشروع کی ہے جو تمہارے معاملات کے لیے درست اور تمہارے اجر میں اضافہ کرنے کی باعث ہے اور یہ اس کا علم ہے کہ تم سے جو کوتاہیاں صادر ہوئیں اور تمہارے دلوں نے جس برائی پر اصرار کیا، اس نے اس پر تمہاری گرفت نہیں فرمائی۔ (تفسیر سعدی:2163/3)

سوال 2: رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے باوجود ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن سے کیسا سلوک روا رکھا تھا؟

جواب: (1) رسول اللہ ﷺ نے اختیار ملنے کے باوجود ازواج کی باریاں ختم نہیں کی تھیں۔ سیدہ معاذہ نے خبر دی اور انہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی کہ ”ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا ان میں سے کسی کو طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔“ اگر (ازواج مطہرات) میں سے کسی کی باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس جانا چاہتے تو جن کی باری ہوتی ان سے اجازت لیتے تھے (معاذہ نے بیان کیا کہ) میں نے اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ایسی صورت میں آپ رسول اللہ ﷺ سے کیا کہتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو یہ عرض کر دیتی تھی کہ یا رسول اللہ! اگر یہ اجازت آپ مجھ سے لے رہے ہیں تو میں تو اپنی باری کسی دوسرے پر ایثار نہیں کر سکتی۔ (بخاری:4789) (2) سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی تھی۔ (3) مرض وفات میں آپ ﷺ نے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کی اجازت سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آخری دن گزارے۔ (4) آپ ﷺ نے خصوصی اختیار استعمال کرنے کی بجائے اپنی بیویوں کی آنکھیں ٹھنڈی رکھنے کے لیے اُن سے عدل کیا، حسن سلوک کیا اور اُن کی دل جوئی کا اہتمام کیا۔

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ

”اس کے بعد اور عورتیں آپ پر حلال نہیں اور نہ ہی آپ اُن کی جگہ دوسری بیویاں لا سکتے ہیں اگرچہ اُن کا حسن آپ کو کتنا ہی اچھا لگے

ع 6 12 3

حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا﴾

سوائے اُن کے جن کا مالک آپ کا دایاں ہاتھ بنے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز پر پوری طرح نگران ہے“ (52)

سوال: نبی ﷺ پر ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کو چھوڑ کر کسی اور عورت سے نکاح کرنے کو حلال نہیں رکھا گیا، اس کی وضاحت ﴿لَا يَحِلُّ ... رَّقِيْبًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)رب العزت نے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن کی قدردانی کی ہے۔انہیں دنیاوآخرت میں نبی ﷺ کے لئے منتخب فرمایااب ان پر انحصار کرنے کا حکم دیا۔ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن کو چھوڑ کر کسی اور عورت سے نکاح کرنے کو نبی ﷺ کے لئے حلال نہ رکھا گیا۔

(2)﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ﴾"اس کے بعداورعورتیں آپ پرحلال نہیں"یعنی نبی ﷺ کے لئے ان 9ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن کے بعد کسی اورعورت سے نکاح کوجائز نہ رکھا گیا۔یہ ازواج کا اکرام تھا۔

(3)﴿وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ﴾"اور نہ ہی آپ اُن کی جگہ دوسری بیویاں لا سکتے ہیں"یعنی اب ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن میں سے کسی کوطلاق دے کراس کی جگہ کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتے۔

(4)﴿وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ﴾"اگرچہ اُن کا حسن آپ کوکتنا ہی اچھا لگے"اگرچہ آپ ﷺ کوکتنی بھلی لگیں۔

(5)اس آیت کریمہ کی بناپر وہ طلاق اورسوکنوں سے محفوظ ومامون ہوگئیں،کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فیصلہ فرما دیا کہ وہ دنیاوآخرت میں آپ ﷺ کی بیویاں ہیں۔آپ ﷺ اوران کے درمیان کبھی جدائی نہ ہوگی۔(تفسیرسعدی:2163/3)

(6)﴿اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ﴾"سوائے اُن کے جن کا مالک آپ کا دایاں ہاتھ بنے"یعنی لونڈیاں حلال ہیں،جو بیویوں کے مقام پر نہیں ہیں۔

(7)﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا﴾"اوراللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز پر پوری طرح نگران ہے"یعنی اللہ تعالیٰ کامل علم رکھنے والا،کمال نگرانی کرنے والا ہے،وہ سارے امور کاعلم رکھتا ہے،وہ سب امور کانگہبان ہے۔وہی ہمارا معبود ہے۔اس کے سواکوئی عبادت کے لائق نہیں۔اسی کے لیے جینااوراسی کے لیے مرنا ہے۔اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ

"اے لوگوجوایمان لائے ہو!نبی کے گھروں میں داخل نہ ہواکرومگر جب کہ تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے اس حال میں کہ تم اس

نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا

کے تیار ہونے کاانتظار کرنے والے نہ ہولیکن جب تمہیں بلایا جائے تواندر آجاؤ،پھر جب تم کھانا کھا چکوتو منتشر ہوجاؤاور باتوں

مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا

میں دل لگانے والے نہ بنو،یقیناً یہ بات نبی کواذیت دیتی ہے پھروہ تم سے شرم کرتا ہےاوراللہ تعالیٰ حق بات کہنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ

سے نہیں شرماتا اور جب تم اُن سے کوئی سامان مانگو تو اُن سے پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے اور

اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا

اُن کے دلوں کے لیے پاکیزہ تر ہے اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت دو اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اُس کے

اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾

بعد اُس کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو، یقیناً یہ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے'' (53)

سوال 1: بلا اجازت نبی ﷺ کے گھروں میں داخل نہ ہو جاؤ، اس کی وضاحت ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ۔۔۔ اِنٰىهُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!'' اللہ رب العزت نے اپنے مومن بندوں کو حکم دیا ہے کہ اے لوگو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور وعیدوں کی تصدیق کی اور اس کے نبی ﷺ پر اور جو وہ لے کر آیا ہے اس پر ایمان لائے ہو۔

(2) ﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ﴾ ''نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو مگر جب کہ تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے'' یعنی کھانے کے لیے اجازت کے بغیر نبی ﷺ کے گھروں میں نہ جاؤ جیسے دورِ جہالت میں اور اسلام کے ابتدائی دور میں لوگ اپنے گھروں میں بلا اجازت آنے جانے کے عادی تھے۔

(3) ﴿غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ﴾ ''اس حال میں کہ تم اس کے تیار ہونے کا انتظار کرنے والے نہ ہو'' کھانا تیار ہونے اور اس کے پکنے کا انتظار نہ کیا کرو اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد لوٹنے میں تاخیر نہ کیا کرو۔ اس کا معنی یہ ہے کہ تم دو شرائط کے ساتھ نبی ﷺ کے گھروں میں داخل ہوا کرو: (i) داخل ہونے کی اجازت ملنے کے بعد (ii) تمہارا آپ کے گھر میں بیٹھنا ضرورت کے مطابق ہو۔

(4) یعنی دعوت کے وقت جاؤ، اجازت لے کر جاؤ یہ نہیں کہ پکنے کا انتظار کرتے رہو اور پک جائے تو فوراً چلے جاؤ۔

سوال 2: دعوت قبول کرلو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھو، اس کی وضاحت ﴿وَلٰكِنْ ۔۔۔ الْحَقِّ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا﴾ ''لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو اندر آجاؤ'' یعنی دعوت یا اجازت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغیر نہ جاؤ۔ دعوت میں طفیلی بن کے جانا حرام ہے۔ دعوت قبول کرلو تو جاؤ اور دعوت کھا کر واپس آ جاؤ۔

(2)﴿فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا﴾ ''پھر جب تم کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ'' جب تم کھانا کھا کر فارغ ہو جاؤ تو اپنے گھروں کو اپنے کام کے لئے لوٹ جاؤ۔ تم میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہے۔

(3)﴿وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ﴾ ''اور باتوں میں دل لگانے والے نہ بنو'' یعنی کھانے سے پہلے اور بعد میں باتیں نہ کرنے لگ جاؤ۔ (4)﴿اِنَّ ذٰلِكُمْ﴾ ''یقینا یہ بات'' یعنی تمہارا وہاں زائد از ضرورت بیٹھنا۔

(5)﴿كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ﴾ ''نبی کو اذیت دیتی ہے'' یعنی تمہارا اپنے کام چھوڑ کر بیٹھنا نبی ﷺ پر گراں گزرتا ہے۔ تمہاری یہ حرکت نبی ﷺ کو تکلیف پہنچاتی ہے۔

(6) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو قوم کو آپ نے دعوت ولیمہ دی، کھانا کھانے کے بعد لوگ (گھر کے اندر ہی) بیٹھے (دیر تک) باتیں کرتے رہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسا کیا گویا آپ اٹھنا چاہتے ہیں (تا کہ لوگ سمجھ جائیں اور اٹھ جائیں) لیکن کوئی بھی نہیں اٹھا، جب آپ نے دیکھا کہ کوئی نہیں اٹھتا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو گئے، لیکن تین آدمی اب بھی بیٹھے رہ گئے۔ نبی کریم ﷺ جب باہر سے اندر جانے کے لیے آئے تو دیکھا کہ کچھ اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ بھی اٹھ گئے تو میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی کہ وہ لوگ بھی چلے گئے ہیں تو آپ اندر تشریف لائے۔ میں نے بھی چاہا کہ اندر جاؤں، لیکن نبی کریم ﷺ نے اپنے اور میرے بیچ میں دروازہ کا پردہ گرا لیا، اس کے بعد آیت (مذکورہ بالا) نازل ہوئی ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ﴾ کہ ''اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو۔'' آخر آیت تک۔ (بخاری:4791)

(7)﴿فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ﴾ ''پھر وہ تم سے شرم کرتا ہے'' آپ سے شرم اور لحاظ کی وجہ سے نبی ﷺ کچھ نہیں کہتے یعنی نبی ﷺ کے گھر میں بلا اجازت آؤ گے تو انہیں دکھ ہو گا لیکن وہ مارے شرم کے روک نہیں سکیں گے۔

(8)﴿وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا'' رب العزت نے بلا اجازت داخلے پر پابندی، بن بلائے جانے پر اور دعوت میں دیر تک باتیں کرتے رہنے کی ممانعت نازل کر دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا اسی وجہ سے اس نے تمہیں ان کاموں سے روک دیا۔

سوال 3: ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن سے مخاطب ہونے کے آداب کی وضاحت ﴿وَاِذَا... قُلُوْبِهِنَّ﴾ کی روشنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ ''اور جب تم اُن سے کوئی سامان مانگو تو اُن سے پردے کے پیچھے سے مانگو'' ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہمن سے مخاطب ہونا ہو، ان سے کوئی چیز طلب کرنی ہو تو تمہارے اور ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہمن کے درمیان ایک پردہ حائل ہو جو نظر پڑنے سے بچائے کیونکہ دیکھنے کی ضرورت نہیں۔

(2) پردے کے پیچھے سے مراد ہے کہ دروازے کے پیچھے یا چادر وغیرہ کے پیچھے سے بات کریں۔ دیکھنا ممنوع ہے۔

(3) ان کو دیکھنے کی ممانعت کے ساتھ ان کے پاس جانے کی ممانعت بھی پتہ چل رہی ہے۔

(4) ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہمن سے مخاطب ہونے کی حقیقی ضرورت نہ ہو تو اس کو بھی ترک کر دینا چاہیے۔

(5)﴿ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ ''یہ تمہارے اور اُن کے دلوں کے لیے پاکیزہ تر ہے'' یہ طریقہ ہر قسم کے شبہے سے پاک ہے کیونکہ برائی کی طرف دعوت دینے والے اسباب سے دور رہنے میں قلب کی سلامتی اور پاکیزگی ہے۔

(6) اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ برائی کے تمام وسائل، اسباب اور مقدمات ممنوع ہیں۔ ان سے دور رہنا بھی مشروع ہے۔ (7) یہ آیتِ حجاب ہے۔

سوال 4: اس آیت میں گھریلو معاشرت کے لیے مسلمانوں کو کیا آداب سکھائے گئے؟

جواب (1) دوسروں کے گھروں میں اجازت لے کر داخل ہوں۔ (2) کھانے یا کسی اور ضرورت کے لیے بلایا جائے تو صرف ضرورت کے مطابق بیٹھیں۔ (3) کھانے یا ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد واپس چلے جائیں۔ (4) دوسروں سے ملاقات کے موقع پر غیر ضروری باتوں سے گریز کریں۔ (5) عورتوں سے کوئی کام ہو تو پردے کے پیچھے سے اس کو انجام دیں۔

سوال 5: مسلمانوں پر امہات المؤمنین حرام ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَا كَانَ ... عَظِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ﴾ ''اور تمہارے لیے جائز نہیں'' یعنی تمہارے لئے یہ درست بات نہیں ہے، یہ قبیح ترین بات ہے۔ (2)﴿اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ ''کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت دو'' یعنی اپنے قول یا فعل سے نبی ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچاؤ۔

(3)﴿وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا﴾ ''اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اُس کے بعد اُس کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو'' اور یہ بات آپ کے لائق نہیں ہے کہ امہات المؤمنین میں سے کسی سے آپ ﷺ کے بعد نکاح کرو۔ زوجیت کا رشتہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد بھی باقی ہے کیونکہ ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہمن دنیا اور آخرت میں آپ ﷺ کی بیویاں ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے وہ آپ ﷺ کی امت میں سے کسی کے لیے جائز نہیں ہیں۔

(4)﴿اِنَّ ذٰلِكُمْ﴾ ''یقیناً یہ ہمیشہ سے'' یعنی رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینا اور آپ ﷺ کی ازواج سے آپ ﷺ کے بعد نکاح کرنا۔

(5)﴿كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک'' یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم، اس کی قضا، اس کی شریعت میں۔

(6)﴿عَظِيْمًا﴾ ''بہت بڑی بات ہے'' یعنی عظیم گناہ ہے۔

﴿اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾

''اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا تم اُس کو چھپاؤ، تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے'' (54)

سوال 1: اللہ تعالیٰ سارے راز جانتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنْ تُبْدُوْا...عَلِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ﴾ ''اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا تم اس کو چھپاؤ'' رب العزت نے فرمایا اگر تم کسی چیز کو اپنی زبان سے ظاہر کرو۔ ﴿اَوْ تُخْفُوْهُ﴾ ''یا تم اس کو چھپاؤ'' یا تم دلوں میں چھپا لو۔

(2)﴿فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ ''تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے حال کو جانتا ہے اور تمہارے رازوں سے واقف ہے۔ اس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾ ''اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور اسے جو سینے چھپاتے ہیں۔'' (غافر: 19)

(4) اس آیت میں ان لوگوں کے لئے وعید ہے جن کی طرف آیت ﴿ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ﴾ اور ﴿مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ میں ارشاد فرمایا ہے اگر تم آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کے متعلق دل میں کوئی برا خیال رکھو گے تو اللہ تعالیٰ سے چھپا نہ رہے گا اور تمہیں اس کی ضرور سزا ملے گی۔ (قرطبی) (اشرف الحواشی: 509/1)

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ

''اُن عورتوں پر (سامنے آنے میں) کوئی گناہ نہیں اُن کے باپوں کے بارے میں اور نہ اُن کے بیٹوں کے بارے میں اور نہ اُن کے

وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ

بھائیوں کے بارے میں اور نہ اُن کے بھتیجوں کے بارے میں اور نہ اُن کے بھانجوں کے بارے میں اور نہ اپنی عورتوں کے بارے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیۡءٍ شَهِيۡدًا﴾

اور نہ اپنے غلاموں کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز پر پوری طرح شاہد ہے‘‘(55)

سوال 1: کن رشتہ داروں سے پردہ نہیں، اس کی وضاحت ﴿لَا جُنَاحَ ... شَهِيۡدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے عورتوں کو اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کا حکم دیا کہ ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن سے کوئی چیز طلب کی جائے تو پردے کے پیچھے سے طلب کی جائے۔ ضرورت پڑی کہ ان محرم رشتہ داروں کو مستثنیٰ قرار دیا جائے جن سے پردہ نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس لئے فرمایا: ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيۡهِنَّ فِیۡۤ اٰبَآئِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخۡوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اِخۡوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ﴾ ’’اُن عورتوں پر (سامنے آنے میں) کوئی گناہ نہیں اُن کے باپوں کے بارے میں اور نہ اُن کے بیٹوں کے بارے میں اور نہ اُن کے بھائیوں کے بارے میں اور نہ اُن کے بھتیجوں کے بارے میں اور نہ اُن کے بھانجوں کے بارے میں اور نہ اپنی عورتوں کے بارے میں اور نہ اپنے غلاموں کے بارے میں‘‘ اس آیت میں بھی ان ہی لوگوں کو مستثنیٰ قرار دیا جن کو سورۃ النور: 31 میں مستثنیٰ قرار دیا تھا۔ یعنی والد، بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے، عورتیں اور غلام، جب تک غلام پورے کا پورا ان کی غلامی میں ہو۔

(2) سورۃ النور میں اس آیت سے زیادہ لوگوں کا بیان ہے۔ (3) ان دونوں آیات میں چچا اور ماموں کا ذکر نہیں۔

(4) جب خالاؤں اور پھوپھیوں پر بھتیجوں اور بھانجوں سے پردہ واجب نہیں تو چچا اور ماموں سے پردہ کرنا بدرجہ اولیٰ واجب نہیں۔ (تفسیر سعدی: 2166/3)

(5) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد ابوالقعیس کے بھائی افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی لیکن میں نے کہلوا دیا کہ جب تک اس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت نہ حاصل کرلوں ان سے نہیں مل سکتی، میں نے سوچا کہ ان کے بھائی ابوالقعیس نے مجھے تھوڑا ہی دودھ پلایا تھا، مجھے دودھ پلانے والی تو ابوالقعیس کی بیوی تھی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کی: یارسول اللہ! ابوالقعیس کے بھائی افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی، لیکن میں نے کہلوا دیا کہ جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت نہ لوں ان سے ملاقات نہیں کرسکتی اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اپنے چچا سے ملنے سے تم نے کیوں انکار کر دیا؟‘‘ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوالقعیس نے مجھے تھوڑا دودھ پلایا تھا دودھ پلانے والی تو ان کی بیوی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’انہیں اندر آنے دو وہ تمہارے چچا ہیں۔‘‘ عروہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسی وجہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رضاعت سے بھی وہ چیزیں حرام ہوجاتی ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوجاتی ہیں۔(بخاری:4796)

(6) ﴿وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو'' ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن کو تمام حالات میں تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے۔

(7) ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز پر پوری طرح شاہد ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تمام ظاہری و باطنی اعمال کو دیکھ رہا ہے، ان کے تمام اقوال کو سن رہا ہے اور ان کی تمام حرکات کا مشاہدہ کر رہا ہے، پھر اللہ تعالیٰ ان کو ان کے تمام اعمال کی پوری پوری جزا دے گا۔(تفسیر سعدی:2167/3)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو تقویٰ کا حکم دے کر کیا واضح کیا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے حکم سے یہ واضح کیا ہے کہ تقویٰ کی وجہ سے تمہارے دل اور نظریں محفوظ رہیں گی۔ ورنہ محض پردے کی ظاہری پابندیاں گناہ میں ملوث ہونے سے نہیں بچا سکتیں۔

(2) تقویٰ اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا شعور دیتا ہے اور انسان اس کی وجہ سے برائیوں سے بچتا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں، اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! تم بھی اُن پر صلوٰۃ بھیجو

وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

اور سلام بھیجو، خوب سلام بھیجنا''(56)

سوال 1: نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے حکم کی وضاحت ﴿اِنَّ اللّٰهَ...تَسْلِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں'' رب العزت نے نبی ﷺ کے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے ہاں بلند درجات اور آپ ﷺ کی قدر و منزلت اور آپ ﷺ کے کمال کا ذکر فرمایا ہے۔

(2) اللہ تبارک و تعالیٰ ملاء اعلیٰ اور دیگر فرشتوں کے سامنے نبی ﷺ کی مدح و ثنا بیان فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کی تعریف کرنا، آپ ﷺ کی مدح کرنا اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنا ہے، اور دعا کرنا فرشتوں کا درود بھیجنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ اس لیے فرشتے آپ ﷺ کی مدح و ثنا کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

(3) سیدنا ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لفظ ﴿صلاۃ﴾ کی نسبت اگر اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ نبی کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فرشتوں کے سامنے ثناء وتعریف کرتا ہے اور اگر ملائکہ کی طرف ہو تو دعائے رحمت اس سے مراد لی جاتی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: (آیت میں) ﴿یصلون﴾ بمعنی برکت کی دعا کرنے کے ہے۔ (بخاری: کتاب التفسیر)

(4) ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! تم بھی اُن پر صلوٰۃ بھیجو اور سلام بھیجو، خوب سلام بھیجنا'' رب العزت نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی اقتدا میں، آپ ﷺ کے بعض حقوق کی جزا کے طور پر، اپنے ایمان کی تکمیل کے لیے، آپ ﷺ کی تعظیم کی خاطر، آپ ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کے اکرام وتکریم کے اظہار کے لیے، اپنی نیکیوں میں اضافہ کرنے اور اپنی برائیوں کے کفارہ کے لیے اے مومنو! تم بھی رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجا کرو۔ رسول اللہ ﷺ پر درود کی بہتر شکل وہ ہے جو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا تھا: یارسول اللہ! ہم آپ پر اور آپ کے اہلِ بیت پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں خود ہی سکھا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو: ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ﴾ ''یا اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد پر اسی طرح رحمت فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر رحمت فرمائی۔ تعریف اور بزرگی تیرے ہی لیے ہے۔ یا اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ تو بزرگ ہے اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔'' (بخاری: 3370) درود وسلام کا یہ حکم تمام اوقات میں مشروع ہے اور بہت سے اہل علم نے اسے نماز کے اندر واجب قرار دیا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2168,2167/3)

(5) سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول ﷺ آئے آپ ﷺ کے چہرے پر خوشی تھی۔ ہم نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے چہرے پر خوشی پاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور بولا: اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا تم خوش نہیں ہوتے جو تم پر درود بھیجے گا ایک بار میں اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجوں گا اور جو تم پر سلام کرے گا ایک بار میں اس پر دس بار سلام کروں گا۔'' (نسائی: 1284)

(6) ﴿سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ کے بھی دو معنی ہیں۔ اور یہ درج ذیل حدیث سے واضح ہے کہ اس کے لئے سلامتی کی دعا کیا کریں۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ دل وجان سے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں جیسا کہ سورۃ نساء کی آیت 65 میں ان الفاظ کے یہی معنی مراد ہیں: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ ''پس! تیرے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ آپ کو اس معاملے میں فیصلہ کرنے والا مان لیں، جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے پھر آپ جو فیصلہ کر دیں اس پر وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور وہ اسے تسلیم کر لیں، پوری طرح تسلیم کرنا۔'' (تیسیر القرآن:609/3)

سوال 2: درود کس طرح پڑھنا چاہیے؟

جواب: (1) سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ سے بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ ہم آپ ﷺ پر کیسے درود بھیجیں؟ یہ سننے کے بعد آپ ﷺ بالکل خاموش رہے اور ہم نے تمنا کی کہ کاش ہم آپ ﷺ سے نہ پوچھتے۔ پھر تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح درود پڑھا کرو ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ ''یا اللہ! تمام جہانوں میں محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح آلِ ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی۔ محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے آلِ ابراہیم علیہ السلام پر برکت نازل فرمائی۔ یقیناً تو قابلِ تعریف، بزرگ ہے۔'' (مسلم:907)

(2) ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو: ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ ''اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل کیا ابراہیم پر اور اپنی برکت نازل کیا محمد پر اور ان کی بیویوں اور اولاد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی آلِ ابراہیم پر۔ بے شک تو انتہائی خوبیوں والا اور عظمت والا ہے۔'' (بخاری:3369)

(3) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کو سلام اس طرح کیا جاتا ہے لیکن آپ ﷺ پر درود کس طرح بھیجا جاتا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہو: ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ﴾ ''اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر جو تیرے بندے ہیں اور تیرے رسول ہیں جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت بھیج محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر جس طرح تو نے برکت بھیجی ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر۔'' (بخاری:6358)

(4) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو سلام اس طرح کیا جاتا ہے، لیکن آپ پر درود کس طرح بھیجا جاتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہو: ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ﴾ ''اے اللہ! آلِ محمد ﷺ پر رحمت فرما جیسا کہ تو نے آلِ ابراہیم علیہ السلام پر رحمت فرمائی۔ اے اللہ! آلِ محمد ﷺ پر برکت فرما جیسا کہ تو نے آلِ ابراہیم علیہ السلام پر برکت فرمائی۔'' (بخاری:6358)

(5) سیدنا زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: درود بھیجو اور کوشش کرو۔ پھر کہو: ﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ ''اے اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام پر برکت نازل فرمائی۔ یقیناً تو قابلِ تعریف، بزرگی والا ہے۔'' (مسند احمد:1714)

سوال 3: درود کن مواقع پر پڑھنا چاہیے؟

جواب: (1) دعا کرتے ہوئے۔ (2) اذان کے بعد۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جب مؤذن کی اذان سنو تو تم وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو کیونکہ وسیلہ دراصل جنت میں ایک مقام ہے، جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو دیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا اور جو کوئی میرے لیے وسیلہ (مقام محمود) طلب کرے گا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔'' (مسلم:384) (3) مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اور نکلتے ہوئے۔ (4) مجلس میں۔

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ لوگ مل کر بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں نہ اپنے نبی پر درود بھیجیں تو قیامت کے دن وہ مجلس ان لوگوں کے لیے باعث وبال ہوگی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں سزا دے اور چاہے تو معاف فرمائے۔'' (ترمذی:2691) (6) تشہد کے آخر میں۔ (7) نمازِ جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(8) صفا اور مروہ پر۔ (9) رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہونے پر: سیدنا حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بخیل وہ ہے کہ جس کے آگے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔'' (ترمذی:3546)

(10) رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک پر۔ (11) غم کی حالت میں اور مغفرت مانگتے ہوئے۔

(12) ہر جگہ اور ہر وقت۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اللہ تعالیٰ میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا جب بھی میرا کوئی امتی مجھ پر درود بھیجے گا تو یہ فرشتہ مجھے کہے گا: اے محمد ﷺ! فلاں بن فلاں نے فلاں وقت آپ پر درود بھیجا ہے۔'' (سلسلہ احادیث صحیحہ:1530)

(13) جمعہ کے دن اور رات میں: سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، جو آدمی جمعہ کے روز مجھ پر درود بھیجتا ہے، وہ میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔'' (صحیح الجامع الصغیر:1219)

سوال 4: درود بھیجنے کے کیا فضائل ہیں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں ہوتی ہیں

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ایک بار مجھ پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا۔'' (مسلم:912)

(2) تمام غموں اور گناہوں کی مغفرت کے لیے کافی ہے

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں۔ اپنی دعا میں سے کتنا وقت درود کے لیے وقف کروں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جتنا تو چاہے۔'' میں نے عرض کیا: ''ایک چوتھائی صحیح ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جتنا تو چاہے لیکن اگر اس سے زیادہ کرے تو تیرے لیے اچھا ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''نصف وقت مقرر کردوں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جتنا تو چاہے لیکن اگر اس سے زیادہ کرے تو تیرے لیے اچھا ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''دو تہائی مقرر کردوں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جتنا تو چاہے لیکن اگر زیادہ کرے تو تیرے ہی لیے بہتر ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''میں اپنی ساری دعا کا وقت درود کے لیے وقف کرتا ہوں۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تیرے سارے دکھوں اور غموں کے لیے کافی ہوگا اور تیرے گناہوں کی بخشش کا باعث ہوگا۔'' (ترمذی:1999)

(3) رسول اللہ ﷺ کی شفاعت واجب ہو جائے گی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم مؤذن سے اذان سنو تو جیسے وہ کہتا ہے تم بھی کہو پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جو مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو کیونکہ وہ جنت کا ایک درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں صرف ایک بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ جو اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کی دعا کرے گا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔'' (مسلم:849)

(4) دس درجات بلند ہوتے ہیں، دس برائیاں دور ہوتی ہیں

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔'' (سنن نسائی:1298)

(5) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے درود بھیجنے والے کا نام پیش کیا جاتا ہے

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اللہ تعالیٰ میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا۔ جب بھی میرا کوئی امتی مجھ پر درود بھیجے گا تو یہ فرشتہ مجھے کہے گا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں بن فلاں نے فلاں وقت آپ پر درود بھیجا ہے۔'' (سلسلہ احادیث صحیحہ:1530)

(6) قبولیت دعا کا باعث ہے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے کوئی دعا قبول نہیں کی جاتی۔'' (سلسلہ احادیث صحیحہ:2035)

سوال 5: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے کیا فائدے ہیں؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے فائدے

(1) اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرماں برداری ہوتی ہے۔ (2) درود بھیجنے میں فرشتوں کی موافقت ہوتی ہے۔

(3) درود بھیجنے میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی موافقت ہوتی ہے اگرچہ دونوں طرح کے درود کی نوعیت میں فرق ہے۔

(4) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

(5) یقیناً درود بھیجنے والے کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

(6) یقیناً اس کے دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ (7) یقیناً اس کی دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(8) درود پڑھنا شفاعت کا سبب ہے جب وسیلے کا سوال ملایا جائے یا اس کو اکیلے پڑھا جائے۔

(9) بے شک وہ بندے کے رنج وغم میں اللہ تعالیٰ کے کفایت کرنے کا سبب بنتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے کفایت کرنے کے سبب بندے کے لیے دافع رنج وغم ہوجاتا ہے۔

(10) اس کے سبب سے انسان کو قیامت کے دن نبی ﷺ کا قرب حاصل ہوگا۔ (11) یہ گناہوں کے معاف ہونے کا سبب ہے۔ (12) دعا مانگنے سے پہلے درود پڑھا جائے تو رب العالمین سے دعا کی قبولیت کی امید کی جاتی ہے۔

(13) بے شک یہ بندے کو بھولی ہوئی چیز یاد کرانے کا سبب ہے۔

(14) بے شک یہ بندے کے لیے موت سے قبل جنت کی خوشخبری کا سبب ہے۔

(15) بیشک یہ درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت اور اس کے فرشتوں کی طرف سے رحمت کی دعا کرنے کا سبب ہے۔

(16) بے شک یہ تنگدست کے لیے صدقہ کے قائم مقام ہے۔

(17) درود اپنے پڑھنے والے کے لیے تزکیہ اور طہارت کا ذریعہ ہے۔

(18) بیشک یہ درود وسلام بھیجنے والے پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے درود وسلام کے لوٹائے جانے کا سبب ہے۔ (19) یہ حاجتوں کے پورا ہونے کا سبب ہے۔

(20) بے شک یہ قیامت کے دن کی ہولناکی سے نجات کا سبب ہے۔

(21) بے شک یہ اس مجلس کی نحوست سے نجات کا ذریعہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر نہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا نہ کی جائے اور اس کے رسول ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے۔ (22) بے شک یہ فقر کی نفی کا سبب ہے۔

(23) بے شک یہ اپنے پڑھنے والے کو جنت کے راستے پر چلاتا ہے اور اس کے چھوڑنے والے کو اس سے بھٹکا دیتا ہے۔

(24) بے شک درود بھیجنے کی برکت سے بخیلی کی عادت بندہ سے جاتی رہتی ہے جب وہ آپ ﷺ کا ذکر ہونے پر آپ ﷺ پر درود بھیجے۔ (25) بے شک یہ مجلس کے پاک ہونے کا سبب ہے۔

(26) بے شک یہ درود بھیجنے والے کی ذات، اس کے عمل اور اس کی عمر میں برکت کا سبب ہے اس لیے کہ درود بھیجنے والا اپنے رب سے یہ دعا کرتا ہے کہ وہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر برکت نازل فرمائے اور یہ دعا قبول ہوتی ہے۔

(27) بے شک یہ بندے کو ظلم سے نکالنے کا سبب ہے۔ (28) بے شک یہ پل صراط پر وافر نور کا سبب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(29) بے شک یہ زمین و آسمان کے درمیان شہرت حاصل کرنے کا سبب ہے۔

(30) بے شک یہ سبب ہے رحمت کے حصول کا۔

(31) بے شک یہ اس کلام کے مکمل ہونے کا سبب ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ ﷺ پر درود کے ساتھ شروع ہو۔

(32) یہ رسول اللہ ﷺ سے ہمیشہ کی محبت اور اس کو بڑھانے اور کئی گنا کرنے کا سبب ہے۔

(33) بیشک یہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے درود بھیجنے والے کا نام پیش کیے جانے کا سبب ہے۔

(34) بے شک آپ ﷺ پر درود بھیجنا بندے کے لیے آپ ﷺ کی محبت کا سبب ہے۔

(35) بے شک یہ بندے کی ہدایت اور اس کے دل کے زندہ ہونے کا سبب ہے۔ جو بندہ کثرت سے آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے اور آپ ﷺ کا ذکر کرتا ہے تو اس کے دل میں آپ ﷺ کی محبت غالب آتی ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں آپ ﷺ کے احکامات سے اعراض باقی نہیں رہتا اور نہ اس چیز کے بارے میں کوئی شک رہتا ہے جو آپ ﷺ لے کر آئے بلکہ وہ آپ ﷺ کی لائی گئی تعلیمات کو اپنے دل میں لکھا ہوا پاتا ہے۔ وہ ان کے احوال پڑھتا رہتا ہے اور ان سے ہدایت، فلاح اور کئی طرح کے علوم حاصل کرتا ہے اور جتنا زیادہ وہ آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے اتنا اس کی بصیرت اور معرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(36) بے شک نبی ﷺ پر درود بھیجنا ان کے اس حق میں سے بہت تھوڑی ادائیگی کا باعث بنتا ہے جس کا کوئی علم، طاقت اور ارادہ احاطہ نہیں کر سکتا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اپنے بندوں سے راضی ہوا اور اپنے شکر اور حق کی ادائیگی کو آسان کر دیا۔

(37) بے شک یہ سیدھے راستے پر ثابت قدمی کا سبب ہے اور پل صراط سے گزر کا ذریعہ ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

"یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں، اُن پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے

وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾

اور اُن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے" (57)

سوال: گناہ کر کے، رسول اللہ ﷺ میں عیب نکال کر ایذا دینے والوں کی وضاحت ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ .. مُّهِيْنًا﴾ کی روشنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ ''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں'' رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔

(2) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ یہ اس کے لیے مناسب نہ تھا، اس نے مجھے گالی دی حالانکہ یہ اس کے لئے مناسب نہ تھا اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ کہ وہ کہتا ہے میں اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہوں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ میرے لئے اولاد بتاتا ہے میری ذات اس سے پاک ہے کہ میں اپنے لئے بیوی یا اولاد بناؤں۔'' (بخاری: 4482)

(3) جو لوگ گناہ کر کے، گناہوں پر اصرار کر کے اللہ تعالیٰ کو دکھ پہنچاتے ہیں۔

(4) جو لوگ نبی ﷺ کو قولی اور فعلی اذیت دیتے ہیں آپ ﷺ کے دین پر آپ ﷺ میں عیب نکالتے ہیں۔

(5) ﴿لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ ''اُن پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے''، یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔ دنیا میں لعنت یہ ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل ہے۔

(6) ﴿وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ ''اور اُن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے'' اس اذیت رسانی کی جزا کے طور پر ایذا دینے والے کو دردناک عذاب دیا جائے گا۔ رسول ﷺ کو تکلیف پہنچانا کسی عام آدمی کو تکلیف پہنچانے کی مانند نہیں ہے کیونکہ بندہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لا سکتا جب تک کہ وہ اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہ لائے۔ آپ ﷺ کی تعظیم کرنا لوازم ایمان میں شامل ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ ﷺ کسی اور کی مانند نہیں۔ (تفسیر سعدی: 2168/3)

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت دیتے ہیں اس کے بغیر ہی کہ انہوں نے کوئی گناہ کمایا ہو

فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾

تو بلاشبہ انہوں نے بڑے بہتان اور واضح گناہ کا بوجھ اٹھایا ہے'' (58)

ع 7 6 4

سوال: الزام لگانے پر جو وعید دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْنَ ... مُّبِيْنًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا﴾ ''اور جو لوگ مومن مردوں اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

5

مومن عورتوں کو اذیت دیتے ہیں اس کے بغیر ہی کہ انہوں نے کوئی گناہ کمایا'' یعنی جو لوگ کسی جرم کے بغیر بے گناہوں پر ناحق الزام لگا دیں جن کی انہیں خبر بھی نہ ہو۔

(2) ﴿فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ ''بلا شبہ انہوں نے ایک بڑے بہتان اور واضح گناہ کا بوجھ اٹھایا ہے'' انہوں نے اپنے اوپر بڑا بھاری بہتان اور کھلا گناہ لے لیا۔ انہوں نے ایمان والوں کو بغیر وجہ کے تکلیف پہنچائی۔ ایمان والوں کی ہتک عزت کی جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں احترام کرنے کا حکم دیا۔

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کسی نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! غیبت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا اس انداز سے اپنے بھائی کا ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرے''، اس نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ چیز اس میں موجود ہو جسے میں بیان کر رہا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم بیان کر رہے ہو اگر وہ اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی، اور جو تم بیان کر رہے ہو اگر وہ اس میں موجود نہیں ہے تو تم نے اس پر تہمت باندھی۔'' (ترمذی: 1934)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات تباہ کرنے والے گناہوں سے بچو۔'' لوگوں نے عرض کی کہ وہ گناہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس جان کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھا جانا، لڑائی کے موقع پر (کفار کے مقابلہ سے) بھاگنا اور مومن و پاک دامن غافل عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔'' (بخاری: 6857)

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ

''اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے آپ کہہ دیں کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادر کا کچھ حصہ لٹکا لیا کریں

جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں تو اذیت نہ دی جائیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (59)

سوال 1: پردے کے حکم کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ ... رَّحِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ﴾ ''اے نبی! آپ کہہ دیں'' رب العزت نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ عمومی طور پر حکم دیں۔

(2) ﴿لِّاَزْوَاجِكَ﴾ ''اپنی بیویوں سے'' ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کو۔

(3) ﴿وَبَنٰتِكَ﴾ ''اور اپنی بیٹیوں سے'' یعنی اپنی صاحبزادیوں کو کیونکہ وہ سب سے افضل اور اشرف ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) یعنی دوسروں کو حکم دینے سے پہلے ابتدا گھر سے کریں جیسا کہ فرمایا ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔'' (التحریم:6)

(5) ﴿وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور مومنوں کی عورتوں سے'' یعنی تمام مومن عورتوں کو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت صرف ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن کے لیے خاص نہیں ہے۔

(6) ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ ''کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادر کا کچھ حصہ لٹکا لیا کریں'' 'جلباب مع الادناء' سے مراد تمام بدن کے ساتھ چہرے کو بھی ڈھانپنا ہے۔ واقعہ افک کی تفصیلات بتاتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتی ہیں: ''تو انہوں نے مجھے پہچان لیا جب مجھے دیکھا اور وہ مجھے حجاب کے حکم کے نزول سے پہلے دیکھا کرتے تھے۔ پس میں ان کے ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ کہنے کی وجہ سے بیدار ہو گئی تو میں نے اپنا چہرہ اپنے جلباب (چادر) سے ڈھانپ لیا۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''میں نے اس سے اپنا چہرہ اپنے جلباب (چادر) سے چھپا لیا۔'' (بخاری:2661) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا چہرہ چھپانے کے لیے جلباب کا لفظ استعمال کیا۔

(7) اس آیت کی وضاحت میں علامہ ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب وہ مسلمان عورتیں اپنی ضرورت کے تحت گھروں سے نکلیں تو لونڈیوں کے ساتھ لباس میں مشابہت اختیار کرتے ہوئے اپنے بالوں اور چہروں کو کھلا نہ رکھیں، بلکہ اپنے اوپر اپنی چادروں کو لٹکا لیا کریں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اور فاسقین کی اذیت دہ باتوں سے بچ سکیں۔'' (جامع البیان:50/22)

(8) الفراء لکھتے ہیں ''جلباب'' سے مراد چادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ کے بارے میں کہ انہوں نے (ابن سیرین سے) کہا کہ وہ (عورت) اپنی ایک آنکھ اور اپنی پیشانی کو ڈھانپے گی اور دوسری طرف کو بھی ڈھانپے گی سوائے ایک آنکھ کے۔'' (معانی القرآن:349/2)

(9) امام بغوی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: 'جلابیب' جلباب کی جمع ہے اور یہ وہ چادر ہے جسے عورت اپنی قمیص اور دوپٹے کے اوپر اوڑھتی ہے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے سر اور چہروں کو اپنے جلباب (چادر) سے ڈھانپیں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد ہیں۔'' (معالم التنزیل:60/5)

(10) علامہ زمخشری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اور ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ کا معنی یہ ہے کہ وہ ان جلابیب کو اپنے اوپر لٹکا لیں اور ان کے ذریعہ اپنے چہروں اور پہلوؤں کو ڈھانپ لیں کیونکہ جب عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹ جائے تو کہا جاتا ہے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے کے قریب کر پس اگر تو یہ سوال کرے کہ ﴿مِنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جَلَابِيۡبِهِنَّ﴾ میں ''من'' کا کیا مطلب ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ ''من'' یہاں تبعیض کے لیے ہے اور یہ ذہن میں رہے کہ یہاں تبعیض میں دو احتمالات ہیں ایک تو یہ کہ عورت کے پاس جو بہت سارے جلابیب ہیں ان میں سے ایک جلباب اوڑھ لے یعنی مراد یہ ہے کہ آزاد عورت لونڈی اور پیشہ ور خادمہ کی طرح (چہرہ کھلا رکھتے ہوئے صرف) ایک لمبی قمیص اور اوڑھنی میں باہر نہ نکلے جبکہ اس کے پاس گھر میں دو یا اس سے زائد جلباب موجود ہوں اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ عورت اپنے ایک ہی جلباب کا بعض حصہ اپنے چہرے پر لٹکا لے یعنی گھونگھٹ نکال لے تا کہ اس میں اور لونڈی میں فرق ہو سکے''۔(الکشاف:569/3)

(11) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات کہی جائے کہ ان کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ زانی عورتیں نہیں ہیں، کیونکہ جس نے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا اس کے باوجود کہ وہ ستر میں داخل نہیں ہے، اس سے یہ اُمید کبھی نہ کی جائے گی کہ وہ اپنے ستر کو کسی کے سامنے کھول دے گی' پس ان کو پہچان لیا جائے گا کہ وہ پردہ والی عورتیں ہیں اور ان سے زنا کا مطالبہ بھی ممکن نہ ہو گا''۔(الکبیر:230/25)

(12) بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ''وہ اپنے چہروں اور بدنوں کو اپنی چادروں سے ڈھانپ لیں جبکہ وہ کسی حاجت کے لیے باہر نکلیں اور ''مِنۡ'' یہاں پر تبعیض کے لیے ہے' یعنی عورت اپنی چادر کے بعض حصے کو لٹکا لے اور بعض کو لپیٹ لے۔'' (تفسیر بیضاوی:386/4)

(13) نسفی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''﴿يُدۡنِيۡنَ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِيۡبِهِنَّ﴾ معنی یہ ہے کہ وہ جلابیب (چادروں) کو اپنے اوپر لٹکا لیں اور اُن سے اپنے چہروں اور پہلوؤں کو ڈھانپ لیں۔ اگر عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹ جائے تو کہا جاتا ہے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے کے قریب کرو۔'' (مدارک التنزیل:138/5)

(14) امام علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی الشافعی (المتوفی 725ھ) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ﴿يُدۡنِيۡنَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ لٹکائیں یا ڈھانپیں۔ (آگے چل کر اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اہل ایمان کی عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے سروں اور چہروں کو اپنی چادروں سے ڈھانپیں سوائے ایک آنکھ کے' تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں'' (تفسیر خازن:437,436/3)

(15) امام محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان الاندلسی (متوفی 754ھ) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اور ﴿عَلَيۡهِنَّ﴾ ان عورتوں کے سارے جسم کو شامل ہے یا ''علیھن'' سے مراد صرف چہرہ ہے، کیونکہ جاہلیت میں عورتیں جس چیز کو ظاہر کرتی تھیں وہ چہرہ ہی تھا۔'' (البحر المحیط:504/8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(16) امام قرطبی رحمہ اللہ (المتوفی 671ھ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''چونکہ عرب خواتین میں (دور جاہلیت کا) کچھ چھچھوراپن باقی تھا اور وہ لونڈیوں کی طرح اپنے چہروں کو کھلا رکھتی تھیں اور ان کا یہ فعل مردوں کے ان کی طرف دیکھنے اور ان کے حوالے سے منتشر خیالی کا باعث بن رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو یہ حکم دیا کہ ان کو اپنے اوپر چادروں کو لٹکانے کا حکم دیں جب بھی وہ اپنی ضرورت کے تحت باہر نکلنے کا ارادہ کریں''۔ (قرطبی:7/179)

(17) امام ابن کثیر رحمہ اللہ (المتوفی 747ھ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ''محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سلمانی سے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے (اس آیت کی عملی تفسیر بتاتے ہوئے) اپنا چہرہ اور سر ڈھانپ لیا اور اپنی بائیں آنکھ کو ظاہر کیا۔'' (ابن کثیر:3/ 569)

(18) الشیخ محمد طاہر ابن عاشور رحمہ اللہ (المتوفی 1393ھ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں ''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں لونڈیوں کو نقاب پہننے سے منع کرتے تھے، تاکہ آزاد عورتوں سے ان کی مشابہت نہ ہو اور جو بھی ان میں سے نقاب اوڑھتی اس کو کوڑے سے مارتے تھے' پھر ان کے بعد یہ عمل ختم ہو گیا۔'' (التحریر والتنویر:22/107)

(19) محمد الامین بن محمد المختار الشنقیطی (متوفی 1393ھ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں: ''عورت کے حجاب اور پورے بدن حتیٰ کہ چہرے کو بھی ڈھانپنے کے قرآنی دلائل میں ایک دلیل یہ آیت مبارکہ ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ﴾ بھی ہے اور بہت سارے اہل علم نے کہا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ عورتیں اپنے سارے بدن اور چہرے کو ڈھانپیں گی۔'' (اضواء البیان:6/243)

(20) ڈاکٹر وہبہ الزحیلی (المتوفی 2015ء) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں: ﴿يُدْنِيْنَ﴾ ادناء سے مراد چہرے اور سارے بدن پر لٹکانا ہے اور زینت کو چھپانا ہے۔ اسی وجہ سے اسے 'علیٰ' کے ساتھ متعدی کیا گیا۔ اور 'من' تبعیض کے لیے ہے جس کا مطلب ہے کہ جب عورتیں گھر سے باہر کسی ضرورت کے تحت نکلیں تو اپنے جلباب کے ایک حصے کو اپنے چہروں پر لٹکا لیا کریں سوائے ایک آنکھ کھلی رکھنے کے۔ (تفسیر منیر:22/106)

(21) مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (المتوفی 1976ء) اس آیت کے بارے میں سیر حاصل تفسیر بیان کرنے کے بعد خلاصہ کلام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ عورتوں کو جب کسی ضرورت کی بنا پر گھر سے نکلنا پڑے تو بھی چادر سے تمام بدن چھپا کر نکلیں اور اس چادر کو سر کے اوپر سے لٹکا کر چہرہ بھی چھپا کر چلیں۔ مروّجہ برقعہ بھی اس کے قائم مقام ہے''۔ (معارف القرآن:7/235)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(22) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مولانا ابوالکلام آزاد (المتوفی 1958ء) لکھتے ہیں: "آیت 59 میں حجاب یعنی پردہ کے احکام بیان فرمائے ہیں جو تمام مسلمان عورتوں کے لیے یکساں طور پر واجب ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لیے باہر نکلیں تو اپنی چادروں کے پلو اپنے اوپر ڈال کر اپنا منہ چھپا لیا کریں اور صرف آنکھیں کھلی رکھیں۔ جمہور صحابہ و تابعین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے"۔ (ترجمان القرآن: 215/3)

(23) پیر کرم شاہ الازہری (المتوفی 1998ء) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن، اپنی دخترانِ پاک نہاد اور ساری مسلمان عورتوں کو یہ حکم دے دیں کہ جب وہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو ایک بڑی چادر سے اپنے آپ کو اچھی طرح لپیٹ لیا کریں۔ پھر اس کا ایک پلو اپنے چہرے پر ڈال لیا کریں تاکہ دیکھنے والوں کو پتہ چل جائے کہ یہ مسلمان خاتون ہے۔ اس طرح کسی بدباطن کو تمہیں ستانے کی جرأت نہ ہوگی۔ (ضیاء القرآن: 95/4)

(24) مولانا شبیر احمد عثمانی (المتوفی 1949ء) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں: یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیں۔ (تفسیر عثمانی: 568)

(25) یہ آیت مبارکہ امہات المومنین، بنات نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مسلمان عورتوں کے لیے چہرہ چھپانے کے حکم کا واجب ہونا ثابت کر رہی ہے۔

(26) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نیک اور فاسق ہر قسم کے لوگ آتے رہتے ہیں' کاش کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمہات المؤمنین کو پردے کا حکم دیں' تو اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیت نازل فرما دی۔ (بخاری)

(27) صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن کے ساتھ ساتھ عام اہل ایمان عورتوں نے بھی پردہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ مسلمان عورتوں کا یہ عمل اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس آیۂ مبارکہ کے احکامات ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن کے علاوہ عام مسلمان عورتوں کو بھی شامل ہیں۔ جیسا کہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت پہلے بیان ہو چکی ہے کہ: "ہم اپنے چہروں کو لوگوں سے ڈھانپ لیتی تھیں اور اس سے پہلے احرام کی حالت میں کنگھی بھی کر لیا کرتی تھیں۔" (مستدرک حاکم: 454/1)

(28) اللہ رب العزت نے جب حجاب کا حکم دیا تو قریبی رشتہ داروں کی ایک فہرست بھی بیان کر دی جن سے پردہ کرنا ضروری نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(29) اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالتِ احرام میں ہوتی تھیں پس جب وہ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم اپنے جلباب اپنے سر سے اپنے چہرے پر لٹکا لیتی تھیں اور جب وہ قافلے آگے گزر جاتے تو ہم اپنے چہرے کو کھول دیتی تھیں۔ (ابوداؤد۔ کتاب الحج)

(30) اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اور حالتِ احرام میں کوئی عورت نقاب نہ اوڑھے اور نہ ہی دستانے پہنے۔'' (بخاری۔ کتاب الحج)

(31) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نقاب اور دستانے پہننا ان عورتوں میں معروف تھا جو کہ حالتِ احرام میں نہ ہوتی تھیں اور یہ فعل اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ اپنے چہروں اور ہاتھوں کو ڈھانپیں''۔ (مجموعہ رسائل فی الحجاب:80)

(32) اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے پہل ہجرت کرنے والی مہاجر عورتوں پر رحم کرے! جب یہ آیت ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اُن کے دوپٹے بنا کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔'' (بخاری، کتاب تفسیر القرآن)

(33) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ طائف کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ اور مکہ کے درمیان مقام جعرانہ پر پڑاؤ ڈالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالے میں پانی منگوا کر اس سے دونوں ہاتھ اور منہ دھوئے اور اس میں کلی بھی کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں سے کہا کہ اس پانی کو پی لو اپنے منہ اور سینے پر ڈالو اور خوشخبری حاصل کرو، تو ہم نے ایسے ہی کیا۔'' تو سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے کہا کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ پانی چھوڑ دینا تو انہوں نے اس میں سے کچھ پانی ان کے لیے چھوڑ دیا۔'' (بخاری، کتاب المغازی)

(34) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اپنے ہاتھ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا اس حال میں کہ اس عورت کے ہاتھ میں ایک خط تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا اور فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے'' تو اس عورت نے کہا کہ میں عورت ہوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو عورت ہے تو اپنے ناخنوں کو مہندی لگا کر تبدیل کر (تا کہ مرد اور عورت میں فرق ہو سکے)۔'' (سنن ابی داوٗد)

(35) سیدنا مغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک عورت کا تذکرہ کیا جس سے میں منگنی کرنا چاہتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جا کر پہلے اس کو (ایک نظر) دیکھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لو یہ بات تمہارے مابین محبت کا باعث ہوگی۔''میں انصار کی ایک عورت کے پاس آیا تو میں نے اس کے والدین سے نکاح کی بات کی اور انہیں اللہ کے رسول ﷺ کے قول کے بارے میں بتایا۔ والدین نے لڑکی کے دیکھنے کو ناپسند کیا۔ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس عورت نے میری بات سن لی اور وہ پردے میں کھڑی تھی۔ اس لڑکی نے کہا کہ اگر اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے تو دیکھ لو اور اگر ایسا نہیں ہے تو میں اللہ کی قسم کھاتی ہوں کہ ایسا نہ کرنا۔ گویا اس عورت نے اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کو بڑا جانا۔ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا اور پھر بعد میں اس سے نکاح کر لیا۔'' (سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح)

(36) سیدہ فاطمہ بنت منذر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حالتِ احرام میں اپنے چہروں کو ڈھانپ لیتی تھیں اور سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔ (موطا امام مالک)

(37) اسماعیل بن ابی خالد اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ''ہم (خواتین) ۸ ذی الحجہ کو اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتی تھیں تو میں نے کہا: اے اُم المؤمنین! یہاں ایک عورت ہے جو کہ اس بات سے انکاری ہے کہ حالت احرام میں اپنا چہرہ ڈھانپے' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی چادر اس کے سینے سے اٹھائی اور اس کے ساتھ اس کے چہرے کو ڈھانپ دیا۔'' (التلخیص ابن حجر: 272/2)

(38) پردہ ایمان کی دلیل ہے۔ حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں جانے کا سبب ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں داخلے کا سبب ہے اور بدگوئی ظلم و جفا سے ہے اور ظلم و جفا آگ میں جانے کا سبب ہے۔'' (سلسلہ صحیحہ: 495)

(39) پردہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے۔

(40) پردہ پاک دامنی کی علامت ہے۔

(41) پردہ پاکیزگی اور طہارت ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ ''اور جب تم اُن سے کوئی سامان مانگو تو اُن سے پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے اور اُن کے دلوں کے لیے پاکیزہ تر ہے۔'' (الاحزاب: 53)

(42) پردہ تقویٰ کی علامت ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ ''اے اولادِ آدم! یقیناً ہم نے تم پر لباس اُتارا ہے جو تمہاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرم گاہوں کو چھپاتا ہے اور زینت ہے اور تقویٰ کا لباس ہی بہترین ہے۔" (الاعراف:26)

(43) پردہ شرم وحیا کی دلیل ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے: "ہر دین کا کوئی نہ کوئی اخلاقی پہلو ہے اور اسلام کا اخلاقی پہلو حیا ہے۔" (ابن ماجہ:4182)

(44) حیا اور ایمان دونوں جوڑے گئے ہیں۔ دونوں میں سے ایک اٹھ جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے۔ یعنی حیا اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: "میں اپنے اس حجرے میں، جس میں رسول اللہ ﷺ اور میرے والد (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) مدفون تھے، داخل ہوتی تو (سر کا) کپڑا اتار دیا کرتی تھی اور (دل میں) یہ کہتی کہ یہاں میرے خاوند اور میرے والد ہی تو ہیں۔ لیکن جب ان کے ساتھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی دفن ہو گئے تو اللہ کی قسم! میں اس حجرے میں صرف اسی حالت میں داخل ہوتی کہ میں اپنا (سر کا) کپڑا سختی سے باندھ لیتی تھی۔ میں یہ کام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کرتے ہوئے کرتی تھی۔" (مسند احمد:202/6) حیا اور پردہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اگر حیا نہیں تو پردہ کہاں اور اگر پردہ ہو گا حقیقی معنوں میں تو حیا بھی ضروری ہو گی۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "حیاء صرف خیر ہی لاتی ہے۔" (بخاری:6117) "حیا ساری کی ساری خیر اور بھلائی ہے۔" (مسلم:37) "اللہ تعالیٰ ستیر اور باحیاء ہے اور ستر پوشی اور حیاء کو پسند کرتا ہے۔" (نسائی:404)

(45) سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہیں تو اس سے حیاء کو کھینچ لیتے ہیں اور جب حیاء اس سے چھن جائے تو پھر تو اس کو عذاب میں لت پت اور معذب ہی پائے گا۔"

(46) اللہ رب العزت نے جب حجاب کا حکم دیا تو قریبی رشتہ داروں کی ایک فہرست بھی بیان کر دی جن سے پردہ کرنا ضروری نہیں۔ فرمایا:

(47) حجاب کن سے؟ ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ "اور آپ مومن عورتوں سے بھی کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے از خود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنی زینت کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادا کے یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے غلاموں کے یا تابع رہنے والے مردوں کے لیے جو شہوت والے نہ ہوں یا ان بچوں کے لیے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوں اور وہ اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں کہ ان کی وہ زینت جسے وہ چھپاتی ہیں معلوم ہو اور اے مؤمنو! تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔'' (النور:31)

(48) ﴿ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى اَنۡ يُّعۡرَفۡنَ فَلَا يُؤۡذَيۡنَ﴾ ''یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں تو اذیت نہ دی جائیں'' یعنی یہ پردہ ان کا امتیاز ہے جس کی وجہ سے وہ پہچان لی جائیں کہ وہ پاک دامن عورتیں ہیں لونڈیاں نہیں۔

(49) پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى اَنۡ يُّعۡرَفۡنَ فَلَا يُؤۡذَيۡنَ﴾ آیت کریمہ کا یہ جملہ عدم حجاب کی صورت میں وجود اذیت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اگر وہ پردہ نہیں کریں گی تو بسا اوقات ان کے بارے میں کوئی شخص اس وہم میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ یہ پاک باز عورتیں نہیں ہیں اور کوئی بد کردار شخص، جس کے دل میں مرض ہے، آگے بڑھ کر تعرض کر کے ان کو تکلیف پہنچا سکتا ہے۔ ان کی اہانت بھی ہو سکتی ہے۔ شرارت پسند شخص ان کو لونڈیاں سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ برا سلوک کر سکتا ہے، اس لیے حجاب بد طینت لوگوں کی لالچ بھری نظروں سے بچاتا ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2170)

(50) ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' یعنی دور جاہلیت میں لاعلمی کی وجہ سے جو گزر چکا سو گزر چکا۔ اللہ تعالیٰ غفور ہے وہ ہمیشہ سے بہت بخشنے والا ہے، وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور وہ نہایت رحم والا ہے۔ اس نے اپنی رحمت سے حلال و حرام کو واضح فرمایا ہے۔

سوال 2: حجاب کیا ہے؟

جواب: (1) حجاب آڑ ہے، پردہ ہے، روکنے والی چیز ہے۔ یہ دو چیزوں میں حائل ہونے والی چیز ہے۔ حجاب کن دو چیزوں میں حائل ہونے والا ہے؟ حجاب کس سے روکنے والا ہے؟ حجاب آپ کے اور لوگوں کے درمیان رکاوٹ نہیں حجاب تو آپ کے اور لوگوں کی برائی کے درمیان رکاوٹ ہے۔ (ابن تیمیہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) حجاب جبر نہیں آزادی ہے۔ حجاب آزادی ہے ان نظروں سے جن میں حیا نہیں جو آپ کی طرف بری نیت سے اٹھتی ہیں۔

(3) حجاب ایک لائف سٹائل ہے۔ حجاب محض ایک کپڑا نہیں ہے جس سے عورت خود کو چھپاتی ہے۔ حجاب میں اس کے سوچنے کا انداز، اس کی گفتگو، اس کی نظر، اس کا چلنا پھرنا شامل ہیں۔

(4) حجاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر مومن لڑکی اور عورت پر عائد کردہ فریضہ ہے۔ یہ حکم جب دیا گیا تو صرف ازواج مطہرات کو نہیں دیا گیا، بلکہ تمام مومن خواتین کو بھی دیا گیا۔ حجاب کا حکم انسان کے پیدا کرنے والے کی جانب سے ہے جو تمام انسانوں کی نفسیات اور ان کے حالات و واقعات سے واقف ہے۔ اس نے مردوں اور عورتوں کے بالکل صحیح کام کرنے کے لیے اور صحیح طریقہ زندگی کے لیے حجاب کو ضروری قرار دیا۔

(5) حجاب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس کو ہر مومنہ نے ماننا ہے۔ حجاب سے عورت کی حفاظت ہوتی ہے۔ حجاب سے ہی عورت ترقی کرتی ہے۔ حجاب میں ہی اس کی عزت ہے۔ حجاب سے حیا چھلکتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا پیارا حکم ہے، یہ انسانی زندگی کا سکون ہے، یہ خواتین کے لیے بہت بڑا تحفہ ہے، یہ دنیا میں حیا کے لیے رب کی بہت بڑی رحمت ہے۔ حجاب ہی ایک صحت مند معاشرے کی تعمیر کا ذریعہ بنتا ہے اور عورت کو معاشرتی تعمیر میں بھرپور کردار ادا کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

(6) حجاب حفاظت ہے۔ حجاب ہر پھل، سبزی پر ایک محافظ کی طرح ہوتا ہے جو اسے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر آپ کو بغیر چھلکے کے پھل ملیں اور آپ حفظانِ صحت کے اصولوں کو جانتے ہوں تو کیا آپ ایسے پھل استعمال کر سکتے ہیں؟

(7) حجاب تو حسن کی حفاظت ہے۔ کیا ہر قیمتی چیز کی حفاظت نہیں کی جاتی؟ کون ہے جو اپنا سرمایہ، اپنی رقم اپنی چیک بک، اپنی جیولری کی حفاظت کرنا نہیں جانتا؟ ہر قیمتی چیز کی حفاظت کی جاتی ہے۔ رب العزت نے عورت کو قیمتی بنایا ہے۔ وہ ہیروں اور جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے کیونکہ وہ ماں ہے، بیٹی ہے، بیوی ہے، بہن ہے۔

(8) حجاب عورت کا حق ہے۔ حجاب عورت کی زندگی ہے۔ حجاب عورت کے لئے رب العزت کی پسند ہے۔ اگر آپ کی تہذیب میں کوئی عورت یہ حق رکھتی ہے کہ اپنے بدن کو سب کے سامنے کھول دے تو آپ عورت کو حق کیوں نہیں دیتے کہ وہ اپنے آپ کو ڈھانپ سکے؟

سوال 3: حجاب کس کے لیے کرنا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)مسلمان لڑکی، مسلمان عورت اللہ تعالیٰ کے لیے حجاب کرتی ہے۔

(2)ہر مسلمان لڑکی اور مسلمان عورت کو سوچنا چاہیے کہ اگر میں نے لوگوں کی پرواہ کی، اگر میں نے یہ سوچا کہ لوگ کیا کہیں گے، لوگ کیا سوچیں گے تو میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں لوگوں کو بڑا مقام دوں گی۔ پھر جب میں اللہ تعالیٰ کے پاس جاؤں گی تو کوئی میرا ساتھ نہیں دے گا۔ میں نے اکیلے ہی اپنے رب کا سامنا کرنا ہے جو سب سے بڑا ہے۔ پھر میں دنیا میں لوگوں کی پرواہ کیوں کروں؟ لوگ کیا کہتے ہیں؟ لوگ کیا سوچتے ہیں؟ اس سے ہمارا کیا تعلق؟ وہ حشر کے میدان میں ہمارے بارے میں پرواہ بھی نہیں کریں گے۔ ان لوگوں کی خاطر اسلام پر عمل پیرا ہونے کو چھوڑنا جو کہ اس دنیا میں، ان حالات میں بھی ہمارے لیے کچھ نہیں کر سکتے، نہ آئندہ کریں گے، نہ آخرت میں وہ ہمارے کام آئیں گے، اس سوچ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ یہ جائز نہیں ہے۔ حق اور انصاف پر مبنی طرز عمل نہیں ہے۔ یہ عقل کی بات نہیں ہے۔ اس انداز سے سوچنے کے بعد آپ کو یقین آ جائے گا کہ حجاب میرے اور میرے رب کے درمیان معاملہ ہے۔

سوال 4: حجاب کا مقصد کیا ہے؟

جواب:(1) حجاب کا مقصد ایک پاکیزہ معاشرے کی تعمیر ہے۔

(2)اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق کیا، اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے مزاج کو کوئی جاننے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کا خالق بھی ہے، وہی انسان کا رازق بھی ہے، وہی انسان کا مالک بھی ہے، وہی ہے جو اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں کو جاننے والا ہے، وہی ہے جو اس کے خیالات، رجحانات، میلانات کا جاننے والا بھی ہے۔ وہی ہے جو اس کی پوری خبر رکھنے والا ہے، وہی ہے جو اس کا مددگار بھی ہے۔ وہی ہے جو اس پر رحمتیں نازل کرنے والا بھی ہے، وہی ہے جو اس کا ہادی بھی ہے۔ اسی نے انسانی زندگی کے لیے زمین کو پسند کیا۔ وہی ہے جس نے انسانی زندگی کا مقصد مقرر کیا۔

(3)انسان دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں، مرد اور خواتین۔ اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے ارتقاء کے لیے مردوں اور خواتین کے دل میں ایک دوسرے کے لیے کشش رکھ دی۔ زمین پر زندگی کا سلسلہ ہزاروں برس سے جاری ہے۔ کبھی زمین پر بگاڑ نہیں تھا۔ سیدنا نوح علیہ السلام کے زمانے میں پہلی بار بگاڑ شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر زندگی کو بہتر بنانے کے لیے، انسانوں کی اصلاح کے لیے زندگی گزارنے کا پروگرام دیا۔ یہ پروگرام ایسا ہے جس کی وجہ سے انسان کو امن مل سکتا ہے، جس کی وجہ سے سکون نصیب ہو سکتا ہے، جس کی وجہ سے اس کا شعور اور اس کی زندگی ترقی کر سکتی ہے، جس کی وجہ سے انسانی زندگی کا مقصد پورا ہو سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کی اصلاح کے لیے جو پروگرام دیا اس کی بنیاد ایک اللہ تعالیٰ کی بڑائی پر ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ حاکم ہے اور پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی محکوم ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ خالق ہے اور باقی ساری کائنات اس کی مخلوق ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ راہ نما ہے اور باقی ساری کائنات اسی سے ہدایت حاصل کرتی ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے جو پروگرام دیا اس کا تعلق محض انسان کی انفرادی زندگی سے نہیں ہے کہ انسان چند عبادات کرے اور یوں محسوس کرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کی مکمل پابندی کرلی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا نظام ایسا ہے جو ہماری خاندانی زندگی کی اصلاح کے لیے بھی ناگزیر ہے اور ہماری معیشت، معاشرت، سیاست، ہمارے قانون اور بین الاقوامی نظام کے لیے بھی اس کی ضرورت ہے۔

(6) انسانی زندگی کا مقصد دراصل عقل و شعور کے ساتھ وحی کی راہ نمائی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری میں زندگی بسر کرنا ہے۔ انسان اپنی فطرت کے مطابق زندگی اسی وقت بسر کرسکتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی کے مطابق چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی گزارنے کا جو نقشہ ہمیں بتایا اس میں سب سے بنیادی چیز ہمارا عقیدہ ہے۔ ہمارے نزدیک سب سے بڑی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس کائنات کے فیصلے اسی سے ہوتے ہیں۔ وہ جو چاہے وہ ہوجاتا ہے،، جس کو وہ نہ چاہے وہ کبھی نہیں ہوتا۔ اب جو بندہ یہ سمجھ لے کہ اس دنیا پر حکمرانی رب کی ہے اور اس کی تقدیر پر راضی ہوجائے تو سکون میں رہتا ہے اور اگر وہ راضی نہ رہے تو بے سکون ہوجاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو بڑا ہونے کا حق ہے کیونکہ اس نے ساری کائنات تخلیق کی ہے اور انسان کو بڑا ہونے کا حق نہیں ہے کیونکہ انسان خود مخلوق ہے۔

(7) انسان یہ چاہتا ہے کہ اپنی زندگی کے فیصلے خود کرلے جب کہ فیصلے وہ کرسکتا ہے جو انسان کے ماضی کو، اس کے حال کو اور اس کے مستقبل کو جانتا ہے، جو انسان کی رگ رگ سے واقف ہے، جو انسان کے دل میں اٹھنے والے جذبات کو جانتا ہے، جو انسان کے دل میں اٹھنے والے احساسات تک کو جانتا ہے۔ اسی نے انسان کی زندگی کی تمام ضروریات پوری کرنے کا انتظام فرمایا ہے۔

(8) اس رب نے عقیدے کی بنیاد پر جس زندگی کو سنوارا ہے اسی زندگی کی بہتری کے لیے اس نے غلامی کے لیے مخصوص طریقے سکھائے ہیں جیسے پانچ وقت کی صلوٰۃ، مہینے بھر کے روزے، سال بھر کے بعد زکوٰۃ، زندگی میں ایک دفعہ حج، اسلام کے تحفظ کے لیے جہاد۔ یہ اللہ تعالیٰ کے تعلق کے ذریعے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کے خُلق کے لیے پورا نظام دیا ہے کہ اس کی عادات کیسی ہوں جن کے ساتھ وہ اپنی زندگی کو فطرت کے مطابق گزار سکتا ہے اور کون سی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عادات اس کو نقصان دینے والی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حقوق و فرائض کی بھی تقسیم کی ہے۔اس نے مقرر کیا ہے کہ کس کا حق فائق ہے، کس نے کیا ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں، اس کے نتیجے میں اس کو کیا حقوق ملیں گے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کا رشتہ اپنی ذات کے ساتھ جوڑا ہے کہ تم جو کام اللہ تعالیٰ کی خوشی، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرو گے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بہترین اجر پاؤ گے۔

(9) اسی رب نے انسانی مجبوریوں کو محسوس کیا ہے۔کھانا جو انسان کی ضرورت ہے اس کا انتظام اس رب نے فرما دیا۔اسی طرح لباس انسان کی ضرورت ہے۔اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بے شمار ذرائع پیدا کر دیے۔اسی طرح سے انسان کی جو بائیولوجکل ضروریات ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا بھی انتظام کر رکھا ہے۔انسان کی ضرورت ہے کہ وہ کسی مکان میں رہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بھی ذرائع پیدا کر دیے ہیں۔انسان کی ضروریات میں سے سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ وہ اس دھرتی پر رہے تو پاک زندگی گزارے۔پاک زندگی تب ہی ہو سکتی ہے جب انسان کا شعور پاک ہو۔پاک زندگی وہ تب ہی گزار سکتا ہے جب اس کی عادات پاک ہوں، جب اس کی وجہ سے دوسرے بھی امن میں رہیں، جب اس کا رزق بھی پاک ہو، جب اس کا لباس بھی پاک ہو، جب اس کی نظر پاک ہو، جب اس کی سماعت بھی پاک ہو، جب ایک انسان کی پوری زندگی پاک ہو۔حقیقت یہ ہے کہ پاکیزگی انسان کی زندگی کے ساتھ میل کھاتی ہے اور اس کے مقابلے میں انسان کو چاہے جتنا جی چاہے رزق ملتا رہے، ناپاکی اس کے اوپر بہت غلط اثرات مرتب کرتی ہے۔

(10) اللہ تعالیٰ نے انسان کی پاکیزگی کے لیے زندگی کا پروگرام دیا ہے کیونکہ اس زمین پر مردوں نے بھی رہنا ہے، عورتوں نے بھی رہنا ہے اور اس زمین میں نسل انسانی نے بھی وجود میں آنا ہے۔اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ انسانوں کے رشتے پاک رہیں، اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ انسان کا وجود ہر طرح کی آلائشوں سے پاک رہے۔

(11) اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ پاک رشتے قائم کرے اور وہ سارے اقدامات کرے جن کی وجہ سے رشتہ پاک رہ سکتا ہو اور ان سب چیزوں پر اللہ تعالیٰ نے پابندی عائد کی ہے جن کی وجہ سے یہ رشتہ پاکیزہ نہ رہ سکتا ہو۔

(12) اللہ تعالیٰ نے نکاح کو پاک رشتہ قرار دیا۔یہ انسان کے شعور کی پاکیزگی کا سبب بھی بنتا ہے، عفت اور پاک دامنی کا ذریعہ بھی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس رشتے کے مقابلے میں انسان کی بائیلوجیکل ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دوسرے تمام ذرائع کو ناپاک قرار دیا ہے۔حقیقتاً وہ ناپاک ہیں۔وہ ذرائع کیا ہو سکتے ہیں؟ ہر بدکاری اسی کے زمرے میں آتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے بدکاری سے بچانے کے لیے ایسے انتظامات کیے ہیں جن کی وجہ سے انسان اپنی شعوری آلودگی سے بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچ جائے اور اعمال کی خرابی سے بھی بچ جائے۔اسی کے لیے اللہ تعالیٰ نے سد ذرائع کے قانون کے تحت نظروں پر بھی پہرے بٹھائے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے شرم گاہوں کی حفاظت کا بھی حکم دیا ہے۔اسی مقصد کے لیے خواتین کو زینت کے اظہار سے بھی روکا ہے۔اسی مقصد کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کے باہمی اختلاط کو بھی روکا ہے۔اسی مقصد کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پاکیزگی کے حصار میں رکھیں۔

(13) پردہ پاکیزگی کا ہالہ ہے۔اس کی وجہ سے عورت کا صرف جسم ہی محفوظ نہیں رہتا بلکہ اس کا شعور بھی پاک رہتا ہے، اس کا دل بھی پاک رہتا ہے اور اس کی وجہ سے مردوں کے دل بھی پاک رہتے ہیں اور ان کی نظریں بھی پاک رہتی ہیں۔یوں ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے۔یہاں اس آیت کے اندر دیکھیے رب العزت کا فرمان ہے: ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ ''وہ اپنی چادر کا حصہ لٹکا لیا کریں'' ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ ''یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں پھر نہ ستائی جائیں۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ستائے جانے کے امکانات موجود ہیں۔اسی طرح سے ہم نے آیت حجاب میں دیکھا کہ رب العزت نے حجاب کا بنیادی مقصد یہ بتایا ہے کہ یہ ان سب کے دلوں کے اندر کی پاکیزگی کے لیے بہتر طریقہ کار ہے۔فرمایا: ﴿ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ ''یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے'' اس لحاظ سے ہمیں یہ پتہ لگتا ہے کہ حجاب پاکیزگی کے لیے ہے۔

(14) حجاب شعور کی پاکیزگی کی ضرورت ہے، حجاب نگاہ کی پاکیزگی کی ضرورت ہے، حجاب دل کی پاکیزگی کی ضرورت ہے، حجاب معاشرے کی پاکیزگی کی بھی ضرورت ہے۔حجاب ناپاکی سے آڑ ہے۔

(15) اللہ تعالیٰ نے حجاب کا حکم دے کر ایک مومن عورت ہی کی حفاظت نہیں کی دراصل پورے معاشرے کی حفاظت کی ہے۔مومن عورت تو جلباب میں لپٹی ہوئی ہے اور اس کی وجہ سے نگاہیں بھی محفوظ ہو گئیں اور لوگوں کے دل بھی محفوظ ہو گئے۔یوں ایک پاک معاشرے کو وجود میں لانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حجاب کا حکم دیا۔

(16) اللہ تعالیٰ نے حجاب کا حکم دے کر انسانوں کو جس پاکیزگی کا راستہ دکھایا ہے یہ پاکیزگی بہت گہرے اثرات کی حامل ہے۔مثلاً جب ایک عورت بری نظر سے بچتی ہے اور ایک مرد بھی بری نظر سے بچ جاتا ہے تو اس کی وجہ سے فقط دو افراد ہی پاک نہیں ہوتے بلکہ اس کی وجہ سے آئندہ آنے والی نسلوں کا نسب پاک ہو جاتا ہے کیونکہ وہ بات جو نگاہ سے شروع ہوتی ہے اگرچہ ضروری نہیں کہ ہر بار اس کا ایک ہی نتیجہ نکلے لیکن اس کی وجہ سے نسب پر حرف آنے کے امکانات ہو جاتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ جب نگاہیں محفوظ نہیں رہتیں تو شعور محفوظ نہیں رہتا، دل محفوظ نہیں رہتا پھر نسل بھی محفوظ نہیں رہتی۔

(17) وہ رب بڑا مہربان ہے کہ اس نے پورے معاشرے کی پاکیزگی کے لیے اور نسل کی حفاظت کے لیے کیسا انتظام کر دیا۔ ہمارے لیے یہ لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات کی حکمت کو جانیں۔

(18) حجاب اللہ تعالیٰ کی مہربانی (Blessing) ہے۔ اگر ہم یہ دیکھنا چاہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پردے کے ذریعے عورت پر کیا عنایات کی ہیں تو یہ ایک جزو ہوگا۔ یہ فقط عورت ہی پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہیں ہے۔ یہ مہربانی ایک بچے پر بھی ہے۔ یہ مہربانی ایک مرد پر بھی ہے اور یہ مہربانی آئندہ آنے والی نسلوں پر بھی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی blessing ہے!

سوال 5: کیا حجاب بوجھ ہے؟

جواب: حجاب بوجھ نہیں نعمت ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ”ہوسکتا ہے کہ تم کوئی چیز ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم کوئی چیز پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے لئے بدتر ہو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔“ (البقرۃ:216) یاد رکھیے، اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے اور جو ہم نہیں جانتے۔ وہ ان معاملات کو خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حجاب کو فرض قرار دیا ہے۔ وہ آپ سے محبت رکھتا ہے۔ وہ آپ کی مکمل حفاظت کرنا چاہتا ہے۔ آپ کی سلامتی، عافیت اور خوش بختی چاہتا ہے۔ اس سوچ کے ساتھ آپ کو یقین آئے گا کہ حجاب زندگی سے لطف اندوز ہونے سے نہیں روکتا۔ حجاب تو سکون اور عافیت میں لے آتا ہے۔ حجاب تو بے پرواہ کرتا ہے، حجاب تو مسائل سے بچاتا ہے، حجاب تو اللہ تعالیٰ کی، اسلام کی حدود میں لے آتا ہے، حجاب تو رب کی رضا کے ساتھ آخرت کی کامیابی کی امید دلاتا ہے۔

سوال 6: کیا حجاب عورت کے راستے کی رکاوٹ ہے؟

جواب: (1) حجاب عورت کے راستے کی رکاوٹ نہیں۔

(2) حجاب کے حوالے سے دنیا میں جتنے شبہات پیدا کیے گئے، ان میں سب سے بڑا شبہ یہ ہے کہ حجاب کے ساتھ عورت وہ معاشی ذمہ داریاں ادا نہیں کرسکتی جن کے لیے وہ مجبور ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسے مجبور کس نے کیا؟ وہ کیوں مجبور ہوگئی؟ کیوں زمانے میں اس کا رول، اس کی ذمہ داریاں تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی؟ اللہ پاک نے تو اسے یہ ذمہ داریاں نہیں دی تھیں لیکن عورت کو گھر سے باہر لانے کے لیے، سستے معاشی کارکن حاصل کرنے کے لیے اور سوسائٹی کے اندر ہیجان پیدا کرنے کے لیے، ایک شہوانی ردوڑانے کے لیے یہ ضروری تھا کہ عورت کسی نہ کسی طرح سے گھر سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

باہر آئے۔جب وہ گھر سے باہر آتی ہے تو ابلیس اسے تاکتا ہے اور ابلیس جس کو تاکے تو اس کے ساتھ کبھی حسن معاملہ کرنا نہیں چاہتا۔عورت کے لیے اللہ رب العزت نے حجاب کا اصول رکھا ہے تاکہ جب وہ گھر سے باہر نکلے تو اپنی حفاظت کر سکے۔یہ حجاب اس کے راستے کی رکاوٹ نہیں ہے۔

(3) یہ حجاب رکاوٹ نہیں ہے، یہ تو ترقی اور عزت کی ضمانت ہے کیونکہ عورت کو حجاب کی وجہ سے تحفظ حاصل ہوتا ہے اور حجاب کی وجہ سے اسے اپنے صحیح Potential کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملتا ہے۔آج دنیا کی Intellectual خواتین کہتی ہیں کہ ہمارے چہرے کو نہ دیکھو، ہمارے Potential کو دیکھو کیونکہ ہمارے اندر جو Potential ہے وہ ہمارے چہرے پر آپ کی نظروں کی وجہ سے گم ہو جاتا ہے۔آپ ہمارے وجود کو دیکھنا چاہتے ہو، ہمارے اصل Potential کو دیکھو۔حقیقت یہ ہے کہ ایک عورت اپنے اندر اللہ رب العزت کے دیئے ہوئے Potential کا اظہار نہیں کر پاتی جب نظریں اس کے وجود پر لگ جاتی ہیں۔عورت حجاب کے بغیر اس طرح سے پر اعتماد انداز میں کام نہیں کر پاتی جس طرح سے حجاب کے اندر وہ اعتماد سے کام کر سکتی ہے۔میں یہ سمجھتی ہوں کہ کوئی بہت bold خاتون بھی ہو وہ بھی حجاب پہننے کا تجربہ کر کے دیکھے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلے سے کئی گنا زیادہ اعتماد سے کام کرنے کی پوزیشن میں آسکتی ہے۔

(4) اگر آپ سمجھتی ہیں کہ آپ کا حجاب آپ کو دنیا کو Explore کرنے سے روکتا ہے تو رکیے اور سوچیے۔حجاب تو سب سے زیادہ Powerful بنانے والا لباس ہے۔یہ Most Empowering garment ہے۔

سوال 7: قرآن میں پردے کے احکامات کتنی نوعیت کے ہیں؟

جواب: قرآن مجید میں پردے سے متعلق تین طرح کے احکامات ہیں: (1) ایک وہ احکامات ہیں جو خاص نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو مخاطب کر کے یا ان سے متعلق عام مسلمانوں کو مخاطب کر کے دیئے گئے ہیں، لیکن مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ احکام نبی ﷺ کی بیویوں ہی کے لیے خاص نہیں بلکہ ان کا حکم امت کی تمام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لیے عام ہے۔خطاب میں نبی ﷺ کی بیویوں کو خاص طور پر پیش نظر رکھنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ شروع شروع میں معاشرتی اصلاح کا یہ مشکل قدم رسول اللہ ﷺ کے گھروں سے اٹھایا گیا۔دوسری وجہ یہ ہے کہ تمام امت کی خواتین کے لیے نمونہ ہونے کی وجہ سے نبی ﷺ کی ازواج اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر ان ہدایات و احکام کی ذمہ داری زیادہ قوت اور شدت کے ساتھ عائد ہوتی تھی۔یہ احکام سورۃ احزاب کی آیات 32-33 اور 53-55 میں بیان ہوئے ہیں۔

(2) دوسرے وہ احکام ہیں جن میں پیغمبر ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ دوسری عام خواتین بھی شامل ہیں اور جن میں یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات بتائی گئی ہے کہ کسی مسلمان عورت کو جب کسی ضرورت سے گھر سے باہر نکلنے کی کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس حالت میں اس کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ یہ احکام سورہ الاحزاب کی آیت 59 میں بیان ہوئے ہیں۔

(3) تیسرے وہ احکام ہیں جو عام مردوں اور عورتوں کو مخاطب کر کے گھروں کے اندر آنے جانے سے متعلق دیئے گئے ہیں، جن میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان جب اپنے کسی بھائی کے گھر میں داخل ہو تو اس کو کن آداب و قواعد کی پابندی کرنی چاہیے اور گھر کی عورتوں پر ایسی حالت میں کیا پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ احکام سورہ النور کی آیت 27-31، 58-60 اور 61 میں بیان ہوئے ہیں۔ (قرآن میں پردے کے احکام، مولانا امین احسن اصلاحی، ص:8، 9)

سوال 8: حجاب کے احکامات کس ترتیب سے نازل ہوئے اور اس معاملے میں ذہن سازی کیسے کی گئی؟

جواب: (1) بے حیائی کے انجام کا احساس دلایا گیا۔ جیسے سورہ الاحزاب میں رب العزت فرماتے ہیں: ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنۡ يَّاۡتِ مِنۡكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفۡ لَهَا الۡعَذَابُ ضِعۡفَيۡنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرًا ﴾ ''اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کھلی بے حیائی (کا ارتکاب) کرے گی، اس کا عذاب دوگنا کر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ پر یہ کام ہمیشہ سے بہت ہی آسان ہے۔'' (الاحزاب:30) بے حیائی کا ارتکاب تو وہی عورت کر سکتی ہے جو حیا سے بالکل عاری ہو اور حیا کی ضمانت پردے کے ساتھ ہے، پردے میں حیا کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ بے حیائی کا سبب حجاب نہ کرنا ہے۔ جب ایک عورت پردہ نہیں کرتی تو اس کے لیے حیا کی حفاظت کی ضمانت ختم ہو گئی۔ جب ضمانت نہیں رہی تو ظاہر ہے کہ حیا اس سے دور ہو گئی۔

(2) نبی ﷺ کی ازواج کو گفتگو میں احتیاط کا حکم دیا گیا۔ اس لیے رب العزت نے سورہ الاحزاب میں فرمایا: ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ الَّذِيۡ فِيۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴾ ''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہو تو بات میں نرمی اختیار نہ کیا کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ لالچ میں پڑ جائے اور وہ بات کہو جو اچھی ہو۔'' (الاحزاب:32) یہاں بھی ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے پوری امت کو سمجھایا گیا کہ بات صرف آپ کے ظاہری جسم کی نہیں ہے بات آپ کی آواز کی بھی ہے۔

(3) نبی ﷺ کی ازواج کو گھروں میں رہنے اور زینت کا اظہار نہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ رب العزت نے نبی ﷺ کے گھرانے کی خواتین کے لیے خاص حکم دیا ہے: ﴿وَقَرۡنَ فِيۡ بُيُوۡتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡاُوۡلٰى وَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ ''اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے اہلِ بیت! درحقیقت اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پاک کر دے، پوری طرح پاک کرنا۔'' (الاحزاب:33)

(i) اس آیت سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ عورت کا اصل مقام اس کا گھر ہے جہاں وہ قرار سے رہے گی، وقار سے رہے گی۔ وہ گھر سے باہر اپنی ضروریات کے لیے آ سکتی ہے لیکن جب اپنے گھروں سے نکلیں گی تو اپنی زینت کا اظہار نہیں کریں گی۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت پردے کا نام ہے جب یہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے (فتنہ میں ڈالنے کے لیے) اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب یہ اس وقت ہوتی ہے جب یہ گھر کے اندر ہو۔'' (ترمذی:1173، صحیح الترغیب:3421)

(ii) ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ واجب ہے کہ عورت کو حفاظت کے ساتھ رکھا جائے اسی لیے پردے کو، ترک زینت کو اسی کے ساتھ خاص کیا گیا ہے بخلاف مرد کے اور لباس کے ساتھ مستتر رہنا ان کے حق میں واجب ہے کیونکہ عورتوں کا ظہور فتنے کا سبب ہے۔ (مجموع الفتاویٰ:297/15)

(iii) اس آیت میں زیب و زینت کو ظاہر کرنے پر پابندی لگائی گئی۔ زیب و زینت کا اظہار اس طرح سے ہوتا ہے کہ مثال کے طور پر کوئی گھر سے باہر نکلے، یوں تو وہ پوری طرح سے پردے میں ہے لیکن اس نے پاؤں میں پازیب پہن رکھی ہے۔ یہ پازیب جب بجتی ہے تو صرف عورت کے پاؤں میں نہیں بجتی، مرد کے دل پر بجتی ہے اور دلوں کے اندر فتنہ جگاتی ہے۔ آج ہماری عورت ایسا جوتا پہننا اپنے لیے باعث فخر سمجھتی ہے جس کی آواز دور سے سنی جا سکے، اور وہ یہ سمجھتی ہے کہ اس جوتے کی وجہ سے سوسائٹی میں مجھے مقام ملے گا۔ سوچنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں پھر کیا مقام ہوگا؟ ایک جوتے کی صدا کیا کل قیامت کے دن ہمارے خلاف گواہی نہیں بن جائے گی؟ ایک زیور کی صدا ہمارے خلاف گواہی نہیں بنے گی؟ اونٹ کو دیکھ کر کسی کے جذبات تو نہیں بھڑکتے لیکن کبھی آپ صحراؤں میں اونٹ کے گلے میں بندھی ہوئی گھنٹیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والی آواز کی سحر انگیزی کو دیکھیں۔ خاص طور پر جب شام کو اونٹ واپس اپنے مقام پر آتے ہیں تو ان کی گھنٹیوں کی آواز دلوں کو مسحور کر دیتی ہے۔ ایک اونٹ کے گلے کی گھنٹی اتنا زیادہ اثر انداز ہوتی ہے تو ایک عورت کے جسم کے ساتھ لگے ہوئے زیورات کے بارے میں آپ تصور کر سکتے ہیں کہ وہ زیورات کس طرح کا اثر مرتب کرتے ہوں گے؟ دیکھئے ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی عورت کے دل میں یہ بات آئے کہ ہماری تو ایسی نیت نہیں ہے، ایسا ارادہ نہیں ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم تو مردوں کو متاثر نہیں کرنا چاہتیں۔ ارادہ عمل سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ ہمارے طرز عمل سے پتہ لگتا ہے کہ ہمارے دل میں کیا ہے۔ دیکھیں کوئی زہر کھائے اور کہے کہ میں نے تو بوتل اٹھائی تھی تو اس کے اوپر "شہد" لکھا تھا تو شہد لکھا ہوئے ہونے کی وجہ سے زہر کے اثرات ختم یا کم نہیں ہو جائیں گے۔ زہر کے اندر جو صفت اللہ پاک نے رکھ دی ہے وہ اثر انداز ہو کر رہے گی۔ زہر کی خصوصیت تو وہی ہے، زہر نہیں بدلے گا۔ اسی طرح سے عورت اور مرد کے درمیان جو اللہ پاک نے کشش رکھ دی ہے تو اس میں تبدیلی نہیں آسکتی۔ وہ کشش ہے! کہیں پر کسی کو کشش محسوس ہو سکتی ہے، کہیں پر کسی کو محسوس نہیں بھی ہوتی لیکن خطرہ تو ہے۔ خطرے سے بچاؤ کے لیے رب العزت نے زیب وزینت کے اظہار پر پابندی عائد کی ہے۔ یہ زیب وزینت کا اظہار گندگی ہے۔ یہ گندگی ایک مرد کے دل میں پیدا ہوتی ہے جس سے اللہ پاک نبی ﷺ کی ازواج کو پاک کرنا چاہتے تھے۔

(iv) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب یہ آیت پڑھتی تھیں تو بہت روتی تھیں۔ ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾ حتیٰ کہ ان کا دوپٹہ آنسوؤں سے بھیگ جاتا تھا۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تو اپنی دوسری بہنوں کی طرح حج اور عمرہ کیوں نہیں کرتی؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے حج اور عمرہ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے گھر میں ٹھہری رہوں۔ راوی حدیث کہتے ہیں: اللہ کی قسم! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے کے دروازے سے باہر نہیں نکلتی تھیں حتیٰ کہ ان کے جنازے ہی نے ان کو باہر نکالا۔ (القرطبی:117/14) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں عموماً یہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ بڑی بڑی مجالس میں خطاب کرتی ہوں گی کیونکہ بہت زیادہ افراد تک ان کی بات پہنچتی تھی، رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد 48 سال تک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تعلیم دی، ان کے پاس مرد بھی آتے تھے، خواتین بھی آتی تھیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج بھی کئے اور حج کے دوران لوگوں کو تعلیم بھی دی لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو بہت زیادہ سنبھال کر رکھتی تھیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرتی تھیں۔

(4) نبی ﷺ کے گھروں میں داخلے کے آداب سکھائے گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے پاس نیک اور بد ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ کاش آپ امہات المؤمنین کو پردے کا حکم دے دیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت حجاب نازل کی: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ﴾ سے ﴿اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ تک۔ (الاحزاب:53) (صحیح بخاری:4790) نبی ﷺ کے گھرانے میں بغیر اجازت کے داخلے پر پابندی عائد کر دی گئی کیونکہ ہر کوئی جب ازواج مطہرات کو دیکھتا تھا تو ازواجِ مطہرات کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حوالے سے دلوں میں غلط خیالات بھی پیدا ہو سکتے تھے جس کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے محسوس کیا اور آپ ﷺ کے سامنے رکھا تو رب العزت نے یہ آیات نازل کیں۔

(5) پردے کا حکم دیا گیا۔ جیسا کہ رب العزت کا ارشاد ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور ایمان لانے والی عورتوں سے کہہ دو اپنے اوپر اپنی چادر کا کچھ حصہ لٹکا لیا کریں یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں پھر نہ ستائی جائیں اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (الاحزاب:59) (i) اس حکم کے بعد ازواج مطہرات نے بھی اور مسلمان عورتوں نے بھی اپنے بدن سر سے لے کر پاؤں تک چھپا لیے اور اس زینت کو بھی چھپا لیا جس کو چھپانا ان کے لیے ممکن تھا اور جس زینت کو چھپانا ان کے لیے ممکن نہیں تھا وہ ظاہر ہو گئی۔ جیسے قد، یا کسی کا موٹا پا یا کسی کا دبلا ہونا تو چھپانا کسی کے بس میں نہیں۔

(ii) ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آیت کریمہ ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ ''وہ اپنے اوپر چادر لٹکا لیا کریں'' (سورہ الاحزاب:59) نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں نکلتیں تو سیاہ چادروں کی وجہ سے ایسا لگتا گویا ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوئے ہیں۔ (ابوداود:4101) (iii) آج بڑے پیمانے پر یہ کنفیوژن پھیلائی جا رہی ہے کہ پردے کا حکم صرف ازواج مطہرات کے لیے تھا۔ اس آیت میں جہاں ازواج مطہرات اور بنات نبی ﷺ کو مخاطب کیا گیا ساتھ ہی مسلمان خواتین کو بھی مخاطب کیا گیا۔ اگر نبی ﷺ کے گھرانے کی خواتین کو پردے کی ضرورت ہے تو نبی ﷺ کے گھرانے کے علاوہ باقی عورتوں کو اس کی اور زیادہ ضرورت ہے کیونکہ وہ زیادہ پاک باز خواتین تھیں، انہیں نبی ﷺ کی صحبت میسر تھی اور باقی خواتین کو وہ صحبت میسر نہیں ہے، یوں باقی خواتین کے لیے حجاب اور زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔ حکم واضح ہے۔ کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔

سوال 9: حجاب کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: امام البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لیے آٹھ شرائط پیش کی ہیں

(1) پورے بدن کو چھپانا الا یہ کہ جو مستثنیٰ کیا گیا ہو۔ لباس ایسا ہونا چاہیے جو قدموں سمیت پورے جسم کو چھپا لے۔ جیسا کہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ﴾ ''اور اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں۔'' (النور:31) ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی ام ولد (حمیدہ) سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میں اپنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دامن لمبا رکھتی ہوں (جو زمین پر گھسٹتا ہے) اور میں نجس جگہ میں بھی چلتی ہوں؟ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اس کے بعد کی زمین (جس پر وہ گھسٹتا ہے) اس کو پاک کر دیتی ہے۔'' (ابوداؤد:383) اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں خواتین قدموں سمیت مکمل جسم کو ڈھانپنے کی کوشش کرتی تھیں۔

(2) دوسری شرط جو حجاب کی ہمیں ملتی ہے وہ یہ کہ ایسا حجاب استعمال نہ کیا جائے جو زینت کا باعث ہو۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾ ''وراپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔'' (النور:31) اس کا مطلب ہے کہ عورتیں اپنی زینت، محاسن اور اُن اشیاء کو ظاہر نہ کریں جنہیں چھپانا لازم ہے اور جو مردوں کی شہوت اُبھارنے کی موجب ہیں۔ (فتح البیان:274/7) یعنی حجاب تو زینت کو چھپانے کے لیے ہے لیکن اگر کوئی چادر ایسی ہے جو زینت والی ہے تو وہ حجاب کے مقصد کو پورا نہیں کر سکتی۔ یا کوئی عبایا ایسا ہے جس کی وجہ سے عورت پہلے سے بھی زیادہ خوب صورت نظر آنے لگ گئی تو وہ دراصل جلباب کے زمرے میں نہیں آتا اگر چہ وہ بڑی چادر ہے، اگر چہ وہ پاؤں تک ہے۔ لیکن حجاب کا اصل مقصد زینت کو چھپانا ہے زینت کا اظہار نہیں ہے۔

(3) تیسری شرط یہ ہے کہ ایسا باریک کپڑا نہ ہو جس سے بدن جھلکے۔ جلباب باریک نہ ہو، زینت والی نہ ہو۔ باریک ہوگی تو جسم جھلکے گا، زینت والی ہوگی تو عورت اور زیادہ خوب صورت نظر آئے گی اس لیے کپڑا باریک نہیں ہونا چاہیے۔ (i) اُم علقمہ بنت علقمہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو دیکھا کہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس حال میں آئی کہ اس پر ایک باریک کپڑے کی اوڑھنی تھی جس سے اس کی پیشانی ظاہر ہو رہی تھی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی اوڑھنی پھاڑ ڈالی اور فرمایا: کیا تمہیں ان احکام کا علم نہیں جو اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور میں نازل فرمائے ہیں؟ پھر انہوں نے (ایک موٹے کپڑے کی) اوڑھنی منگوائی اور اسے پہنا دی۔ (جلباب المرأۃ المسلمہ، ص:126، ابن سعد:46/8) (ii) ایسی عورتوں کے لیے سخت وعید ہے جو اتنا باریک لباس پہنتی ہیں جس میں حقیقتاً وہ ننگی ہوتی ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو قسمیں ہیں دوزخیوں کی جن کو میں نے نہیں دیکھا: ایک تو وہ لوگ جن کے پاس کوڑے ہیں بیلوں کی دموں کی طرح کے لوگوں کو اس سے مارتے ہیں۔ دوسرے وہ عورتیں ہیں جو پہنتی ہیں مگر ننگی ہیں (یعنی ستر کے لائق اعضا کھلے ہیں ایسے باریک ہوتے ہیں جن میں سے بدن نظر آتا ہے تو گویا ننگی ہیں) سیدھی راہ سے بہکانے والی، خود بہکنے والی، ان کے سر بختی (ایک قسم ہے اونٹ کی) اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہیں وہ جنت میں نہ جائیں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی ان کو نہ ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دور سے آتی ہے۔'' (مسلم:2128) (iii) حافظ ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ نے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمل کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے کہ عورت اتنا باریک لباس پہنے جس سے جلد ظاہر ہو۔ (الزواجر: 127/1)

(4) حجاب کشادہ ہو، تنگ نہ ہو۔ یعنی اگر حجاب پہننے کے بعد بھی جسم کی ہیئت اسی طرح سے نمایاں رہے تو حجاب کا مقصد پورا نہیں ہوتا یعنی جس مقصد کے لیے کسی عورت نے حجاب پہنا ہے وہ مقصد پورا نہیں ہوتا۔ وہ مقصد تب پورا ہوگا: (i) جب اس کے جسم کی shape نظر نہ آئے، (ii) جب اس کا جسم نہ جھلکے (باریک ہونے کی وجہ سے) (iii) جب وہ حجاب کی چادر جو ہے اس کا پورا بدن ڈھانپے۔

(5) حجاب کرنے کے ساتھ کوئی عورت خوشبو یا ایسی خوشبو میں بسا ہوا حجاب، عبایا، چادر، جلباب استعمال نہیں کرے گی۔ جس کی وجہ سے عورت تو نظر نہیں آتی لیکن خوشبو پیامبر بن گئی ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے تاکہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں (اور اس کی طرف متوجہ ہوں) تو وہ بدکارہ (زانیہ) ہے۔'' (نسائی: 5126) اگر عورت نے اپنے حجاب کو خوشبو میں بسا رکھا ہے تب بھی اس کے حجاب کا مقصد پورا نہیں ہوتا کیونکہ اصل چیز تو اس عورت کو چھپانا ہے جب کہ خوشبو اس کا اظہار کر دیتی ہے۔ ہلکی خوشبو ایسی ہو سکتی ہے جو صرف اپنی ذات تک رہے کسی دوسرے تک نہ پہنچے۔ بعض اوقات آپ ایسی چیزیں استعمال کرتے ہو جاتی ہیں کہ حجاب کے اندر شاید اپنی ناک تک بھی نہیں پہنچ پاتیں کجا کہ دوسروں تک پہنچ پائیں۔ تو ظاہر ہے کہ ایک عورت کو اس کا پورا خیال رکھنا ہوگا، پورا لحاظ رکھنا ہوگا۔

(6) مرد کے مشابہ نہ ہو یعنی حجاب اس نوعیت کا نہ ہو کہ وہ لباس مردوں کے لباس کے مشابہ ہو جائے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنتی ہے لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد: 4098)

(7) کافر عورتوں کے مشابہ بھی نہ ہو۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہیں میں سے ہے۔'' (ابوداؤد: 4031)

(8) شہرت کا لباس نہ ہو یعنی اس کی وجہ سے شہرت حاصل کرنا مقصود نہ ہو کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''جس شخص نے شہرت کا لباس پہنا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔'' (ابن ماجہ: 3606) شہرت کے لباس سے مراد وہ لباس ہے جو عام لوگوں کے لباس سے رنگ میں مختلف ہونے کی وجہ سے شہرت کا باعث بنے۔ لوگوں کی نظریں اس کی طرف اٹھیں اور اسے پہننے والا تعجب و تکبر میں پڑ جائے۔ (النھایہ فی غریب الحدیث: 515/2، نیل الاوطار: 94/2، عون المعبود: 50/11)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ آٹھ بنیادی چیزیں ہیں جس کے ساتھ ایک عورت وہ حجاب کر سکتی ہے جس کا اللہ پاک نے حکم دیا ہے۔ یہ اسلام کے بنیادی اصول ہیں ان کی پاس داری ضرور کی جائے گی۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: "جلباب المرأة المسلمہ" از شیخ البانی)

سوال 10: حجاب کی ناکافی صورتیں کون سی ہیں؟

جواب: (1) صرف سر ڈھانپنا حجاب نہیں ہے۔ اگر سر کو ڈھانپنے کے بعد پورے جسم پر وہی روزہ مرہ کا لباس ہے اور اس کے بارے میں سمجھا جائے کہ بس سر ڈھانپ لیا ہے تو یہی حجاب ہے، یہ حجاب نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ سر ڈھانپنے والے کا معاملہ سر نہ ڈھانپنے والے کی طرح نہیں ہے لیکن صرف سر ڈھانپنا پورے حکم پر عمل کرنا نہیں ہے۔

(2) صرف سینے پر دوپٹہ لینا حجاب نہیں ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کچھ لوگ اپنی اوڑھنیاں یا اپنے دوپٹے اپنے سینے پر ڈال لیتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ "سورہ النور کے حکم سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینوں پر پھیلا لیں۔" اس حکم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سر کھلا چھوڑ دیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کے وہ اعضاء جن میں کشش ہے ان کو چھپانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر دیا ہے۔ صرف اپنے سامنے کپڑا ڈال لینے سے حجاب کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔

(3) کچھ خواتین اور بچیاں یہ سمجھتی ہیں کہ سر پر 3 یا 4 انچ کا کوئی بینڈ رکھ لیا تو یہ حجاب ہے، یہ حجاب نہیں ہے۔ کچھ خواتین یہ محسوس کرتی ہیں کہ باریک دوپٹہ لے لیا اور اس میں سے سر کا اگلا حصہ بھی نظر آ رہا ہے، پیچھے سے بال بھی نظر آ رہے ہیں، گلا بھی کھلا ہوا ہے اور جسم پر پہنے ہوئے کپڑے بھی اتنے باریک ہیں جس کی وجہ سے جسم بھی جھلک رہا ہے اور اگر باریک نہیں بھی ہیں تو بھی جسم پوری طرح سے نمایاں ہے تو یہ وہ حجاب نہیں ہے جس حجاب کا اللہ پاک نے حکم دیا ہے۔

(4) کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا لباس اتنا ڈھیلا ڈھالا ہے جس کی وجہ سے ہمارے جسم کی ساخت نظر نہیں آتی، تو اگر ہم اوپر سے ہیڈ سکارف لے لیں اور نیچے ہماری شلوار قمیض یا جو بھی کسی قوم کا لباس ہے وہی رہے تو اس سے ہمارا حجاب ہو جاتا ہے۔ یہ بھی حجاب نہیں ہے۔

سوال 11: حجاب کی حقیقی صورت کیا ہے؟

جواب: (1) حجاب کی حقیقی صورت "جلباب" ہے۔ جلباب اوپر کی چادر ہے جو نیچے کے شلوار قمیض یا نیچے کے لباس کے اوپر پہنی جاتی ہے۔ رب العزت نے جو حکم دیا ہے: ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ "اپنے اوپر اپنی چادر کے پلو لٹکا لیا کریں" اس کا مطلب ہے کہ اپنی شلوار قمیض کے اوپر عبایا یا چادر اوڑھنی ہے۔ جلابیب جلباب کی جمع ہے۔ جلباب ایسی چادر کو کہتے ہیں جو سر سے لے کر پاؤں تک ہوتی ہے جس میں سے پاؤں نظر نہیں آتے پاؤں بھی چھپ جاتے ہیں۔ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتنی بڑی چادر ہے جو پاؤں تک جاتی ہے، پاؤں سے اٹھی ہوئی نہیں ہوتی۔ اور آیت میں جو پلو لٹکانے کی بات ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اوپر سے چہرہ ڈھانپنا ہے۔

(2) حجاب کا اصل مقصد ہے عورت کا چھپ جانا۔ یہ مقصد جس بھی چادر سے پورا ہو رہا ہو، اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ زینت کو چھپانا مقصد ہے، زینت جس بھی طریقے سے چھپائی جا سکے، وہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اصل مقصد پورا ہونا چاہیے۔ چاہے کوئی برقع پہن لے یا عبایا پہن لے یا چادر لے لے، ان میں سے ہر ایک چیز سے مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ لیکن دوپٹے سے یہ مقصد پورا نہیں ہوتا کیونکہ دوپٹہ عموماً شفون یا لان کا ہوتا ہے اور اس کا سائز بھی چھوٹا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ جلباب کے زمرے میں نہیں آتا۔ دوپٹہ لینے کے باوجود کم از کم آدھا جسم تو ضرور نظر آتا ہے اور باقی آدھا جسم اس میں سے جھلکتا رہتا ہے۔ اس وجہ سے دوپٹہ حجاب کا مقصد پورا نہیں کر سکتا۔

سوال 12: چہرے کا پردہ واجب ہے یا مستحب؟

جواب: (1) دور کے لحاظ سے رائے کسی کی بھی مختلف ہو سکتی ہے لیکن علماء کا اس پر اتفاق ہے: ''اگر چہرے اور ہاتھوں میں زینت ہو تو اس کو چھپانا واجب ہے۔'' مثال کے طور پر اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر عورت نے میک اپ کیا ہو یا ہاتھوں میں سونے کی کوئی چیز پہنی ہو تو پھر اس پر ہاتھ چھپانا بھی واجب ہو جاتا ہے۔

(2) علماء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کا ڈھانپنا فتنے کی صورت میں واجب ہوگا جہاں فتنہ پھیلنے کا ڈر ہے تو وہاں پر اس کا ہاتھوں کا اور چہرے کا ڈھانپنا بھی واجب ہو جائے گا۔

(3) علمائے اہل سنت میں سے کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ عورت کے لیے اپنا چہرہ کھلا رکھنا واجب یا افضل ہے۔

(4) تمام علماء اس بات کے قائل ہیں کہ کم از کم چہرے کا پردہ مستحب ضرور ہے۔ سوائے عصرِ حاضر کے بعض متجددین کے، جو چہرے کے پردے کو اپنی کم علمی کی وجہ سے بدعت قرار دیتے ہیں۔ یہ بدعت نہیں ہے۔

(5) چہرے کا پردہ قرآنی آیات کی روشنی میں دیکھیں تو پہلی آیت سورہ الاحزاب کی آیت نمبر 59 جس میں رب العزت نے فرمایا: ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ ''اپنے چادروں کے پلو اپنے اوپر سے لٹکا لیا کریں۔'' مسلمان عورتوں اور ازواج مطہرات کے حجاب میں فرق نہیں ہے۔ اس آیت کریمہ میں مسلمان عورتوں اور ازواج مطہرات سب کو ایک ہی حکم دیا گیا۔

(6) تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ازواج مطہرات کے حجاب میں چہرے کا پردہ واجب ہے۔ قاضی عیاض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ازواج مطہرات کے حجاب میں چہرے کا پردہ واجب تھا۔“ (فتح الباری:530/8)

(7) ازواج مطہرات کو اسی آیت (الاحزاب:59) میں حجاب کا حکم دیا گیا تھا، ان کے لیے چہرے کا پردہ واجب تھا۔ اس آیت میں ”نساء المؤمنین“ کو بھی یہی حکم دیا گیا ہے اور اس میں ساری مومن عورتیں شامل ہیں۔

(8) اگر ازواج مطہرات کے لیے چہرے کا پردہ واجب ہے تو عام عورتوں کے لیے بدرجہا زیادہ واجب ہے۔

(9) چہرے کا پردہ واجب ہونے کے دلائل: (i) ”جلباب مع الادناء“ سے مراد تمام بدن کے ساتھ چہرے کو ڈھانپنا بھی ہے۔ (ii) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے کہ وہ آیت حجاب نازل ہونے کے بعد چہرے کا پردہ کرتی تھیں۔ واقعہ افک والی روایت میں ہے کہ جب ان کا ہار گم گیا تھا اور وہ ہار تلاش کرنے کے لیے گئیں تو پیچھے سے قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ جب وہ واپس آئیں تو کوئی موجود نہیں تھا پھر وہ سو گئیں۔ اور ان کی آنکھ صفوان بن معطل الاسلمی کی آواز سے کھلی جنہوں نے کہا تھا ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی یہیں رہ گئیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے بارے میں فرماتی ہیں: ”وہ میرے قریب آئے“ اور مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے اور وہ مجھے حجاب کے حکم کے نزول سے پہلے دیکھا کرتے تھے۔ پس میں ان کے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہنے کی وجہ سے بیدار ہو گئی تو میں نے اپنا چہرہ اپنے جلباب (چادر) سے ڈھانپ لیا“۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ”میں نے اس سے اپنا چہرہ اپنے جلباب (چادر) سے چھپا لیا۔“ (بخاری:4750) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا چہرہ چھپانے کے لیے جلباب استعمال کیا۔ وہی جلباب ہے جس کا تذکرہ سورہ الاحزاب کی آیت نمبر 59 میں ملتا ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ ”اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے آپ کہہ دیں کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادر کا کچھ حصہ لٹکا لیا کریں۔“

(10) تمام مفسرین نے اس آیت سے چہرے کا پردہ مراد لیا ہے۔

(11) ان دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ عورت پر پردہ اور چہرے کو چھپانا واجب ہے۔ جن علماء نے کہا کہ چہرہ کھولا جا سکتا ہے انہوں نے بھی اسے افضل قرار نہیں دیا، کم از کم سب نے چہرے کو چھپانا مستحب ضرور سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا فہم نصیب کریں اور ہمیں حجاب کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

سوال 13: کیا حجاب پر اعتراض ایک مذہبی مسئلہ ہے؟

جواب: (1) حجاب پر اعتراض مذہبی نہیں معاشی مسئلہ ہے۔ آج کی بچی، آج کی خاتون، آج کی مسلمان لڑکی حجاب کرنے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے کیوں گریزاں ہے اور پوری دنیا میں حجاب کے لیے اتنی زیادہ resistance کیوں پائی جاتی ہے؟ کیا کوئی مسلمان ایسا ہے جو عیسائیت کے اصول، ضوابط، قواعد کو جانتا ہو اور پھر اُن قواعد کے حوالے سے پوری کرسچن دنیا کو اُس نے پریشان کرر کھا ہو؟ کیا کوئی مسلمان ایسا ہے جس نے یہودیوں کی آئیڈیالوجی کو پڑھ کر پھر یہودیوں کے بارے میں پوری دنیا میں ایک ہنگامہ برپا کرر کھا ہو؟ کیا کوئی مسلمان ایسا ہے جس نے ہندوازم کو پڑھ کر یا بدھ ازم کو پڑھ کر اُن کے اصول، ضوابط، قواعد کے حوالے سے مخالفانہ بات چیت شروع کرر کھی ہو؟ پھر ایسا کیوں ہے کہ سب مذاہب کے لوگ صرف اسلام ہی کے اصول وضوابط کے پیچھے لگے ہوئے ہیں؟ کسی نے حجاب کی مخالفت کا بیڑا اٹھار کھا ہے، کوئی خواتین کے حقوق کے پیچھے لگا ہے۔ کیا یہ بنیادی طور پر محض مذاہب کا اختلاف ہے جس کی بنا پر اسلام اور اسلام کے اصولوں کو نشانہ بنایا جار ہا ہے؟

(2) حقیقت یہ ہے کہ یہ کوئی مذہبی مسئلہ نہیں ہے جس کی وجہ سے حجاب کی مخالفت کی جائے۔ اصل معاملہ معاش کا ہے۔

(3) اوریا مقبول جان نے کہا کہ جب عورت بال کھولتی ہے تو ستر بلین کی انڈسٹری وجود میں آتی ہے۔ حجاب سے کسی مذہب کا نقصان نہیں، یہ سرمایہ دار کا نقصان ہے۔ اس وجہ سے سرمایہ دار چاہتا ہے کہ بال بھی کھولے جائیں۔ آپ اگر نوٹ کرنا چاہیں کہ تو دیکھ سکتے ہیں کہ آج بالوں کے ساتھ کتنے ہی کاروبار منسلک ہیں۔ کبھی آپ بال سٹریٹ کروالیں، کبھی Rebonding کروالیں، اس کے بعد بھی ایک کے بعد ایک نسخہ موجود ہے، اس کے علاوہ کتنے ہی شیمپوز ہیں، پھر بالوں کی کٹنگ کے سٹائل بدلتے رہتے ہیں۔ یہ سب بالوں کا معاملہ ہے۔ بال جس کے کھلے ہوں گے اُس کا چہرہ بھی کھلا ہوگا، جب چہرہ کھلا ہوگا تو ہاتھ بھی، پاؤں بھی اور بہت سارے مقامات پر ٹانگیں بھی کھلی ہوں گی یا بازو کھلے ہوئے ہوں گے۔ پھر ظاہر ہے کہ بالوں بھرے بازو، بالوں بھری ٹانگیں کھولنے کا وہ فائدہ نصیب نہیں ہوگا۔ اصل میں کسی کی ٹانگوں کے ساتھ، کسی کی بازوؤں کے ساتھ کسی کی دلچسپی کو بڑھانا، ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ مذہبی مسئلہ نہیں ہے۔ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ لوگوں کے حجاب کو ختم کر کے دراصل کسی مذہب کو زیادہ بڑا بنانے کی کوشش ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ حجاب کو اتروا کر، ستر کی حدود کو ختم کر کے سرمایہ دار نے اپنا مال بیچنا ہے۔ سارے لوگ سرمایہ دار کے فائدے کے لیے ایک کیوں ہو گئے؟ کیا عورت اتنی سستی ہو گئی؟ عورت اپنے آپ کو سستا نہیں سمجھتی لیکن عورت کو سستا بنا دیا گیا ہے۔ بظاہر تو ہر ایک عورت کو یہ نظر آتا ہے کہ میں دوسروں کو خوبصورت لگ رہی ہوں لیکن پیچھے کتنی بھیانک سوچ ہے۔ سرمایہ دار انسانوں کی شہوت کو بھڑکا کر اپنا مال کمانا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اُن کے اندر شہوت بھڑکے۔

(4) دنیا میں یہ جو بے حیائی پھیلانے کی کوشش ہے یہ تو ابلیسی ایجنڈا ہے۔ ابلیس تو یہ چاہتا ہے لیکن سرمایہ دار کی بھی یہی تمنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ لوگ ایک دوسرے کی طرف مائل ہوں گے تو اس سے معاشرے میں بے حیائی پھیلے گی،اس سے گھروں کی روشنیاں ختم ہو جائیں گی،طلاقیں زیادہ ہو جائیں گی،اس کی وجہ سے گھرانے ٹوٹ جائیں گے، بچے بگڑ جائیں گے اور دنیا تباہ ہو جائے گی۔سرمایہ دار کو ان میں سے کسی بات سے کوئی غرض نہیں ہے۔سرمایہ دار کو اس سے غرض ہے کہ اس کا مال بڑھ جائے۔اسے اپنے مال سے غرض ہے۔یہ تو سٹر بلین کی انڈسٹری کا سوال ہے۔عورت حجاب کرے گی تو انڈسٹری بند ہو جائے گی۔

(5) ہمیں جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم کسی کے لیے معاشی اوزار کے طور پر کام کر رہی ہیں کہ ہمارے حسن سے کوئی اپنی نظریں سینکے ہماری بیٹیوں کی وجہ سے کوئی اپنی ہوس کو پورا کرنا چاہے؟ سوسائٹی میں بے حیائی عام ہو، ہمارے معاشرے کے اندر طلاقوں کی ریشو بڑھ جائے اس کی کسی کو پرواہ نہیں۔

(6) بے حجابی کی وجہ سے پھیلنے والے مسائل صرف مسلمان ممالک نہیں بلکہ پوری دنیا کے مسائل ہیں۔حجاب تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو ہر عورت کے لیے ہے۔چاہے وہ ایمان والوں (Believers) میں سے ہو یا ایمان نہ لانے والوں میں سے ہو (Non- Believers)۔اب جو ایمان لاتا ہے وہ تو مان لیتا ہے اور جو ایمان نہیں لاتا وہ اس لیے اس حکم کو جھٹلا دیتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ حکم شاید ہمارے لیے نہیں ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام تو پوری دنیا کے لیے ہے۔محمد رسول اللہ ﷺ نے جو تعلیمات دی ہیں وہ ہر عورت کے لیے ہیں۔اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم تعصب کے پردے کو ہٹا دیں کہ ہم مسلمان ہیں اور غیر مسلموں کے لیے بے حیائی اور بے حجابی ایشو نہیں ہے۔اس معاملے میں یہ مذہب کا ایشو ختم کر دیں۔کسی عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔اسلام کے نزدیک ہر عورت مقدس ہے۔ہر عورت اپنی عزت کی حفاظت کی ذمہ دار ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر مرد کو جو اس عورت کے ساتھ رشتہ رکھتا ہے اس کی حفاظت پر لگا دیا ہے کیونکہ عورت قیمتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین۔

﴿لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي

”یقیناً اگر منافقین اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور مدینہ میں افواہیں پھیلانے والے باز نہ آئے تو

الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا﴾

ہم آپ کو لازماً ان پر مسلط کر دیں گے، پھر وہ اس شہر میں آپ کی ہمسائیگی میں بہت ہی کم رہیں گے“ (60)

سوال: بیمار دلوں کو تنبیہ کی وضاحت ﴿لَئِنْ لَّمْ ... قَلِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1) رب العزت نے منافقوں کو تنبیہ کی ہے جو ظاہری طور پر مسلمان ہیں لیکن دل ان کے کافروں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں جن کے دلوں میں کھوٹ ہے۔ ان کو وعید سناتے ہوئے فرمایا: ﴿لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ "یقیناً اگر باز نہ آئے منافقین اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے" اگر منافق اور دل کے بیمار یعنی جنہیں شبہات اور شہوات کا مرض لاحق ہے۔ (2) ﴿وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ﴾ "اور مدینہ میں افواہیں پھیلانے والے" یعنی جھوٹی افواہوں کا بازار گرم کرنے والے باز نہ آئے۔

(3) اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عمل کا ذکر نہیں فرمایا جس کے بارے میں ان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ اس سے باز آجائیں تاکہ یہ اپنے عموم کے ساتھ ان تمام برائیوں سے رک جائیں جن پر انہیں ان کے نفس اکساتے، وسوسہ پیدا کرتے اور شر کی طرف انہیں دعوت دیتے رہتے ہیں، مثلاً: اسلام اور اہل اسلام پر سب وشتم کرنا، مسلمانوں کے بارے میں بری افواہیں پھیلانا، ان کی قوتوں کو کمزور کرنے کی کوشش کرنا، مومن خواتین کے ساتھ برائی اور فحش رویے سے پیش آنا اور دیگر گناہ جو ان جیسے بدکردار لوگوں سے صادر ہوتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2170/3)

(4) ﴿لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ﴾ "ہم آپ کو لازماً ان پر مسلط کر دیں گے" ہم انہیں سزا دینے کے لیے آپ ﷺ کو ان پر مسلط کر دیں گے اور آپ ﷺ سے انہیں تباہ کروا دیں گے، آپ ﷺ کو ان پر غلبہ اور تسلط عطا فرمائیں گے۔ ان میں آپ ﷺ کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ ہوگی۔ (5) ﴿ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ "پھر وہ اس شہر میں آپ کی ہمسائیگی میں بہت ہی کم رہیں گے" وہ آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ میں کم ہی رہ سکیں گے یا تو آپ انہیں جلاوطن کر دیں گے یا قتل کر دیں گے۔

﴿مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا

"لعنت کیے ہوئے ہوں گے، جہاں کہیں وہ پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں گے،

تَقْتِيْلًا﴾

بری طرح ٹکڑے ٹکڑے کیے جانا" (61)

سوال: وہ لعنت میں گرفتار رہیں گے، اس کی وضاحت ﴿مَّلْعُوْنِيْنَ... تَقْتِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَّلْعُوْنِيْنَ﴾ "لعنت کیے ہوئے ہوں گے" یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور رہیں گے۔

(2) ﴿اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا﴾ "جہاں کہیں وہ پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور ٹکڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹکڑے کیے جائیں گے بری طرح ٹکڑے ٹکڑے کیے جانا" یعنی جہاں بھی ملیں گے ذلت کی وجہ سے پکڑے جائیں گے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں گے۔ انہیں کبھی امن نہیں ملے گا۔ قتل، قید، جلا وطنی یہی سزائیں ان کا مقدر بنیں گی۔

﴿سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾

"اللہ تعالیٰ کی سنت ہے ان لوگوں میں جو اس سے پہلے گزرے اور آپ اللہ تعالیٰ کی سنت میں کبھی کوئی تبدیلی نہ پائیں گے" (62)

سوال: اللہ تعالیٰ کا دستور نہیں بدلتا، اس کی وضاحت ﴿سُنَّةَ اللّٰهِ... تَبْدِيْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ﴾ "اللہ تعالیٰ کی سنت ہے ان لوگوں میں جو اس سے پہلے گزرے" ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ اسلامی معاشرے میں اوباش قسم کے لوگوں کو پنپنے کا موقع نہیں دیا جاتا بلکہ پہلے تو انہیں سنبھلنے اور اپنی روش بدلنے کے لئے تنبیہ کی جاتی ہے اور اگر وہ باز نہیں آتے تو ان کا طاقت کے ذریعہ علاج کیا جاتا ہے۔ (ابن کثیر) (اشرف الحواشی: 511/1)

(2) ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ "اور آپ اللہ تعالیٰ کی سنت میں کبھی کوئی تبدیلی نہ پائیں گے" پہلے لوگوں میں بھی ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہی دستور رہا ہے۔ ایمان والوں کو ایسے لوگوں پر مسلط کر دیا گیا۔ اب بھی کبھی اللہ تعالیٰ کے دستور میں تبدیلی نہیں آئے گی۔

﴿يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا﴾

"لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں بلاشبہ اُس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور آپ کو کیا چیز خبر دیتی ہے، شاید کہ قیامت قریب ہی ہو؟" (63)

سوال: قیامت کی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خبر نہیں، اس کی وضاحت ﴿يَسْـَٔلُكَ... قَرِيْبًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ﴾ "لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں" قیامت کو جھٹلانے والے آپ ﷺ کو عاجز سمجھتے ہوئے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔

(2) ﴿قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ "آپ کہہ دیں بلاشبہ اُس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے" آپ ﷺ کہہ دیں اللہ تعالیٰ کے سوا مقرب فرشتے اور انبیاء علیہم السلام بھی اس کا علم نہیں رکھتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا﴾ ''اور آپ کو کیا چیز خبر دیتی ہے، شاید کہ قیامت قریب ہی ہو؟'' اللہ رب العزت نے قیامت کے بارے میں جو خبر دی ہے وہ یہ کہ وہ قریب ہی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ ''بہت قریب آ گئی قیامت اور چاند پھٹ گیا۔'' (القمر:1) ﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ﴾ ''لوگوں کے لیے اُن کا حساب قریب آ گیا اور وہ غفلت میں منہ موڑنے والے ہیں۔'' (الانبیاء:1)

(4)﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا (۴۲) فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا (۴۳) اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا (۴۴)﴾ ''وہ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اُس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ کو اس کے بتانے سے کیا تعلق؟ تیرے رب کے پاس اُس (کے علم) کی انتہا ہے۔'' (النازعات:42-44)

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَ اَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے'' (64)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کافروں کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ اللّٰهَ ... سَعِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے'' اللہ رب العزت نے خبر دی ہے کہ اس نے کافروں کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔ (2)﴿وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا﴾ ''اور اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے'' یعنی کافروں کے لیے آخرت میں بھڑکتے ہوئے شعلوں والی آگ تیار ہے۔

(3) اور اسی لعنت کا اثر ہے کہ بس فضول سے سوالات کئے جاتے ہیں جس سے ان کا مقصد محض شغل اور استہزاء ہوتا ہے اور اس دوزخ کی آگ سے نہیں ڈرتے جو ان کے لیے تیاری جا چکی ہے۔ (تیسیر القرآن: 614/3)

﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا﴾

''وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، ہمیشہ ہمیشہ، نہ وہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ ہی کوئی مددگار'' (65)

سوال: کافر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آگ میں رہیں گے، اس کی وضاحت ﴿خٰلِدِيْنَ ... نَصِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا﴾ ''وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، ہمیشہ ہمیشہ'' کافر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آگ میں رہیں گے، نہ وہ اس سے نکل سکیں گے نہ وہ انہیں چھوڑے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا﴾ ''نہ وہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ ہی کوئی مددگار'' وہ اپنے لیے عذاب دور کرنے والا کوئی فریادرس، کوئی حمایتی، کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ

''جس دن اُن کے چہرے آگ میں اُلٹائے پلٹائے جائیں گے وہ کہیں گے: ''اے کاش ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی

وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا﴾

اور رسول کی اطاعت کی ہوتی!'' (66)

سوال: میدان حشر کی تمنا کاش ہم نے رسولوں کا کہا مانا ہوتا، اس کی وضاحت ﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ...الرَّسُوْلَا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ﴾ ''جس دن اُن کے چہرے آگ میں اُلٹائے پلٹائے جائیں گے'' جس دن وہ منہ کے بل جہنم میں گھسیٹے جائیں گے۔ (i) اللہ تعالیٰ نے چہروں کو آگ پر اُلٹنے پلٹنے کا ذکر انسانوں کے شعور کو بیدار کرنے کے لیے کیا ہے کہ جو چہرے انہیں عزیز ہیں وہ پہچان ہی ختم کر دی جائے گی پھر اُن چہروں کی خاطر رب کے احکامات سے کیوں منہ موڑتے ہو؟ (ii) چہرے کے پردے کے احکامات کو قبول کرنے سے بھی خواتین گریز پا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آگ پر اُلٹنے پلٹنے کے منظر سے اپنے حکم کی اتباع کے لیے تیار کیا ہے۔

(2) آگ کا عذاب ان پر بھڑک اٹھے گا۔ آگ ان کے دل تک جا پہنچے گی وہ حسرت سے کہیں گے۔

(3)﴿يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا﴾ ''وہ کہیں گے: ''اے کاش ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی!'' ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے تو ثواب کے مستحق ٹھہرتے اور اس عذاب سے بچ جاتے لیکن اس دن تمناؤں اور حسرتوں کا فائدہ نہیں ہوگا۔

(4)﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ ''جن لوگوں نے کفر کیا بسا اوقات وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے!'' (الحجر:2)

﴿وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا

''اور کہیں گے: ''اے ہمارے رب! یقیناً ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں سیدھے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿السَّبِيْلَا﴾

راستے سے گمراہ کردیا“(67)

سوال: امراء اور علماء نے گمراہ کیا، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوْا... السَّبِيْلَا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا﴾ ”اور کہیں گے: ”اے ہمارے رب! یقیناً ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی“ اس دن ظالم لوگ کہیں گے ہم نے اپنے بڑوں کی، امراء، علماء اور سرداروں کی اطاعت کی۔ ہم نے گمراہی میں، رسولوں کی مخالفت میں ان کی پیروی کی۔

(2)﴿فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا﴾ ”تو انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے گمراہ کردیا“ انہوں نے ہمیں ہدایت کے راستے سے، اللہ تعالیٰ کی رضا سے بھٹکا دیا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا (٢٧) يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا (٢٨) لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا (٢٩)﴾ ”اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو چبائے گا، وہ کہے گا: اے کاش کہ میں رسول کے ساتھ (ہدایت) کا کچھ راستہ اختیار کرتا! ہائے میری بربادی! کاش میں فلاں شخص کو دلی دوست نہ بناتا۔ بلاشبہ یقیناً اس نے مجھے اس کے بعد نصیحت سے بہکا دیا جب کہ وہ میرے پاس آچکی تھی اور انسان کو شیطان ہمیشہ چھوڑ جانے والا ہے۔“ (الفرقان:27-29)

﴿رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا﴾ 8 ع 10 5

”اے ہمارے رب! اُنہیں دوہرا عذاب دے اور اُن پر لعنت کر، بہت بڑی لعنت“(68)

سوال 1: دوگنا عذاب اور سخت لعنت کی وضاحت ﴿رَبَّنَآ... كَبِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ ”اے ہمارے رب! اُنہیں دوہرا عذاب دے“ جب وہ جان لیں گے کہ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا وہ خود بھی عذاب کے مستحق ٹھہرے ہیں تو وہ کہیں گے اے ہمارے رب! انہیں ہم سے دوگنا عذاب دے۔

(2)﴿وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا﴾ ”اور اُن پر لعنت کر، بہت بڑی لعنت“ اور ان پر سخت لعنت فرما کیونکہ ان کے دلوں میں بھی کفر اور شرک تھا۔ انہوں نے ہمیں بھی گمراہ کیا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾﴾ ’’اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ’’آگ میں داخل ہوجاؤ جنوں اور انسانوں کے گروہوں کے ساتھ جوتم سے پہلے گزر چکے۔‘‘ جب بھی کوئی جماعت داخل ہوگی وہ اپنی ساتھی جماعت پرلعنت کرے گی یہاں تک کہ جب وہ سب اُس میں آملیں گی تو اُن کی پچھلی اپنے سے پہلی جماعت کے بارے میں کہے گی: ’’اے ہمارے رب! یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا چنانچہ آپ اُنہیں آگ کا دوگنا عذاب دیں‘‘ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ’’ہر ایک کے لئے دوگنا ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔‘‘ اور ان کی پہلی جماعت اپنی پچھلی کے لئے کہے گی: ’’پھر تمہیں بھی ہم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں تھی تو تم عذاب کا مزہ چکھو، اس کے بدلے میں جو تم کماتے تھے۔‘‘ (الاعراف:39,38) (4) انہیں کہا جائے گا ہر ایک کو دوہرا عذاب ہے کیونکہ تم جرم میں برابر کے شریک تھے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑوں کی اطاعت کر کے گمراہ ہونے کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانی شعور کو حشر کے میدان میں پہنچا کر یہ احساس دلایا ہے کہ دیکھو جب کل تمہیں یہ حقیقت سمجھ آئے گی کہ گمراہ کیسے ہوتے ہیں اُس وقت تمہارے ہاتھ میں کچھ نہیں ہوگا۔ آج سمجھ جاؤ۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اُن لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جنہوں نے موسیٰ کو اذیت دی تھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں پاک ثابت کردیا

مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾

اُن باتوں سے جو انہوں نے کیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت مرتبے والا تھا‘‘ (69)

سوال: یہودیوں کا سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر جو الزام تھا، اس کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ... وَجِيْهًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو!‘‘ رب العزت نے اپنے مومن بندوں کو خبردار کیا ہے (2)﴿لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا﴾ ’’اُن لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جنہوں نے موسیٰ کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اذیت دی تھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں پاک ثابت کر دیا اُن باتوں سے جو انہوں نے کہیں‘‘ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مومن بندوں کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے رسول محمد ﷺ کو جو معزز، نہایت نرم دل اور رحیم ہیں، اذیت نہ پہنچائیں۔ ان پر جو آپ ﷺ کے لیے اکرام و احترام واجب ہے وہ اس کے برعکس رویہ سے پیش نہ آئیں اور ان لوگوں کی مشابہت اختیار نہ کر لیں جنہوں نے کلیم الرحمٰن سیدنا موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو اذیت پہنچائی مگر اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان کی تکلیف دہ باتوں سے براءت دی۔ (تفسیر سعدی: 2173/3)

(3) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سیدنا موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے تھے۔ ان کی حیا کی وجہ سے ان کے بدن کا کوئی حصہ بھی نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کے جو لوگ انہیں اذیت پہنچانے کے درپے تھے، وہ کیوں باز رہ سکتے تھے، ان لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اس درجہ بدن چھپانے کا اہتمام صرف اس لیے ہے کہ ان کے جسم میں عیب ہے یا کوڑھ ہے یا ان کے خصیے بڑھے ہوئے ہیں یا پھر کوئی اور بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان باتوں سے بے عیب قرار دیں۔ ایک دن موسیٰ علیہ السلام اکیلے غسل کرنے کے لیے آئے ایک پتھر پر اپنے کپڑے (اتار کر) رکھ دیئے۔ پھر غسل شروع کیا۔ جب فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کے لیے بڑھے لیکن پتھر ان کے کپڑوں سمیت بھاگنے لگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اٹھایا اور پتھر کے پیچھے دوڑے۔ یہ کہتے ہوئے کہ پتھر! میرا کپڑا دیدے۔ آخر بنی اسرائیل کی ایک جماعت تک پہنچ گئے اور ان سب نے آپ کو ننگا دیکھ لیا، اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بہتر حالت میں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی تہمت سے ان کی براءت کر دی۔ اب پتھر بھی رک گیا اور آپ نے کپڑا اٹھا کر پہنا۔ پھر پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے۔ اللہ کی قسم اس پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ جگہ نشان پڑ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾ ’’تم ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ کو اذیت دی تھی‘‘ پھر ان کی تہمت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی شان والے اور عزت والے تھے۔‘‘ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ (بخاری: 3404)

(4) ﴿وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت مرتبے والا تھا‘‘ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت عزت والے تھے، مستجاب الدعوات تھے، جو اللہ تعالیٰ سے مانگتے تھے ضرور مل جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اتنی عزت والے تھے کہ ان کے بھائی سیدنا ہارون علیہ السلام کے حق میں ان کی سفارش کو قبول کر لیا گیا۔ ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هٰرُوْنَ نَبِيًّا﴾ ”اور ہم نے اسے اپنی رحمت سے اس کا بھائی ہارون نبی بنا کر اسے عطا کیا۔“ (مریم:53) (مختصر ابن کثیر:1607/2)

(5) ایک دفعہ مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر ایک شخص نے کہا: اس میں عدل و انصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ الفاظ پہنچے تو آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر انہیں اس سے زیادہ ایذا پہنچائی گئی اور انہوں نے صبر کیا۔“ (بخاری کتاب الانبیاء)

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور سیدھی بات کہو“ (70)

سوال: تقویٰ اور قول حق کے حکم کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ... سَدِيْدًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ“ رب العزت نے ایمان والوں کو ہر حال میں کھلے چھپے تقویٰ اور قول حق یعنی درست بات کہنے کا حکم دیا ہے۔

(2) یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر اس کے فرائض کو ادا کرو اور محارم سے اجتناب کرو۔ (ایسر التفاسیر:1228)

(3) ﴿وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ ”اور سیدھی بات کہو“ (القول سدید) اس قول کو کہتے ہیں جو صحیح اور حق کے موافق یا اس کے قریب تر ہو مثلاً قرأت قرآن، ذکر الٰہی، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، علم کا سیکھنا پھر اس کی تعلیم دینا، علمی مسائل میں حق و صواب کے حصول کی حرص، ہر اس راستے پر گامزن ہونے کی کوشش کرنا جو حق تک پہنچتا ہو اور وہ وسیلہ اختیار کرنا جو حق کے حصول میں مددگار ہو۔ لوگوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں نرم اور لطیف کلام بھی قول سدید کے زمرے میں آتا ہے، کوئی ایسی بات کہنا جو خیر خواہی کو متضمن ہو، یا کسی درست تر امر کا مشورہ دینا یہ سب قول سدید میں شامل ہیں۔ (تفسیر سعدی:2174/3)

(4) سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قول سدید لا الہ الا اللہ ہے۔ (جامع البیان:57/22)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندہ کبھی ایسی بات منہ سے نکالتا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہوتی ہے، وہ اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتا (اسے معمولی سمجھتا ہے) لیکن اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کر دیتا ہے اور کبھی بندہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی بات منہ سے نکال دیتا ہے اور وہ اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا، لیکن اس کی وجہ سے وہ دوزخ میں جا گرتا ہے۔“ (بخاری:6478)

(6) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو تمام معاملات کے لیے استحکام کا سبب ہے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیوں نہیں (ضرور خبر دیجیے)؟ آپ ﷺ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی زبان کو پکڑا اور پھر فرمایا: ''اس کو روکو۔'' میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا جو باتیں ہم کرتے ہیں، ان کا بھی ہم سے مؤاخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے (یعنی تجھ پر افسوس)! کیا لوگوں کو ان کے چہروں یا ان کے نتھنوں کے بل دوزخ میں الٹا ڈالنے والی سوائے زبان کی کھیتیوں کے کوئی اور چیز بھی ہے؟'' (ترمذی:2616)

﴿يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ

''وہ تمہارے لیے تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو یقیناً اس نے کامیابی حاصل کر لی، بہت بڑی کامیابی'' (71)

سوال: تقویٰ اور قول سدید پر مرتب ہونے والے امور کی وضاحت ﴿يُّصْلِحْ ... عَظِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ﴾ ''وہ تمہارے لیے تمہارے اعمال درست کردے گا'' رب العزت نے تقویٰ اور قول سدید پر مرتب ہونے والے امور کا ذکر فرمایا ہے کہ تمہارا رب تمہیں نیک اعمال کی توفیق دے گا۔

(2) تقویٰ اعمال کی اصلاح کا سبب اور ان کی قبولیت کا ذریعہ ہے کیونکہ تقویٰ کے استعمال ہی سے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا شرف پاتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2174/3)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾ ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا، وہ اس کے کام میں اس کے لیے آسانی پیدا کردے گا۔'' (الطلاق:4)

(4) ﴿وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ ''اور تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا'' یعنی تمہارے ماضی کے گناہ بخش دے گا جو تمہاری ہلاکت کا سبب ہیں اور مستقبل کے گناہوں پر دل میں توبہ ڈال دے گا۔

(5) ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ ''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو یقیناً اس نے کامیابی حاصل کر لی، بہت بڑی کامیابی'' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والوں کو جہنم سے بچا لیا جائے گا اور جنتوں تک پہنچا دیا جائے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (الحجرات:14)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا

''یقیناً ہم نے امانت کو آسمانوں کے اور زمین کے اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کیا

وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا﴾

اور وہ اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھا لیا، یقیناً وہ ہمیشہ سے بڑا ہی ظالم، بہت جاہل ہے'' (72)

سوال: انسان نے بارِ امانت اٹھا لیا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا عَرَضْنَا ... جَهُوْلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ﴾ ''یقیناً ہم نے امانت کو آسمانوں کے اور زمین کے اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا'' اللہ تعالیٰ نے اس امانت کو بڑی بڑی مخلوقات آسمان، زمین اور پہاڑوں وغیرہ کے سامنے پیش کر کے اسے قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا کہ اگر تم اسے قائم کرو گے اور اس کا جو حق ہے وہ ادا کرو گے تو تمہارے لیے ثواب ہے اور اگر تم اس کو قائم کر سکے نہ اسے ادا کر سکے تو تمہیں عذاب ملے گا۔ (تفسیر سعدی: 2175/3)

(2) امانت سے مراد: (i) شرعی احکامات، فرائض اور واجبات ہیں جن کو ادا کرنے سے ثواب اور ادا نہ کرنے سے عذاب ہو گا۔ (ii) ارادے سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور اطاعت کی ذمہ داریاں اُٹھانا، اپنے میلانات اور خواہشات پر قابو پانا۔

(3) ﴿فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا﴾ ''تو انہوں نے اُسے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اُس سے ڈر گئے'' ربّ العزت کی بڑی بڑی مخلوقات آسمان، زمین، پہاڑ، جن نہ اٹھا سکے۔ انہوں نے معذوری کا اظہار کیا کہ ہم میں اس کو اٹھانے کی طاقت نہیں۔ ہماری طاقت سے باہر ہے، ویسے ہم تیرے مطیع فرماں ہیں۔ وہ سب ڈر گئے۔ ان کا انکار نافرمانی کے طور پر نہیں تھا ثواب میں بے رغبتی کی وجہ سے تھا۔

(4) ﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کر دیتے تو یقیناً آپ اسے اللہ تعالیٰ کے خوف سے پست ہونے والا ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا دیکھتے اور یہ مثالیں ہیں ہم انہیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور و فکر کریں۔'' (الحشر: 21)

(5) ﴿وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ﴾ ''اور انسان نے اسے اٹھا لیا'' یعنی سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کے سامنے جب امانت اسی شرط کے ساتھ پیش کی گئی تو انہوں نے اسے قبول کر کے اس کا بار اٹھا لیا۔ اب لوگ امانت کو اٹھانے، اس کو قائم رکھنے نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

رکھنے کے بارے میں تین قسموں میں منقسم ہیں: منافق جو ظاہری طور پر امانت کو قائم رکھتے ہیں لیکن اندر سے ضائع کرتے ہیں۔ مشرک جنہوں نے مکمل طور پر امانت ضائع کردی اور مومن جنہوں نے ہر لحاظ سے امانت کو قائم رکھا ہے۔

(6)﴿اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا﴾ ''یقیناوہ ہمیشہ سے بڑا ہی ظالم، بہت جاہل ہے'' انسان بڑا ظالم اور نادان ہے۔ وہ انجام کو نہیں دیکھتا۔ انسان نے بھولے پن سے امانت کو اٹھالیا۔

﴿لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى

''تاکہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور مومن مردوں

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

اور مومن عورتوں کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (73)

ع 9 5 6

سوال: بار امانت اٹھانے کی وجہ کی وضاحت ﴿لِّيُعَذِّبَ ... غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب (1)﴿لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ﴾ ''تاکہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے'' انسان نے یہ بار امانت اس لیے اٹھایا کہ اللہ تعالیٰ منافق اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے۔

(2) منافق وہ ہے جس کے اندر شر ہو لیکن وہ مسلمانوں کے ڈر سے مومن ہو۔

(3) مشرک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالف ہیں اور شرک میں مبتلا ہیں۔

(4)﴿وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ ''اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے'' انسان نے یہ بار امانت اس لے اٹھایا تاکہ اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور عورتوں پر رحم فرما کر ان کی توبہ قبول فرمائے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اور امانت کو ادا کرتے ہیں۔

(5)﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' اللہ تعالیٰ مومنوں کے گناہوں کو ڈھانپنے والا اور ان کی توبہ کو قبول فرمانے والا ہے۔ ان کے گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے اور ایمان والوں پر وہ بہت رحم فرمانے والا ہے۔

(6) ہر قسم کی ستائش اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے اس آیت مبارکہ کو ان دو اسمائے حسنیٰ پر ختم کیا جو اللہ تعالیٰ کی کامل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مغفرت، بے پایاں رحمت اور لامحدود جودوکرم پر دلالت کرتے ہیں بایں ہمہ ان میں سے بہت سے لوگوں کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ اپنے نفاق اور شرک کے باعث اس مغفرت اور رحمت کے مستحق نہیں۔ (تفسیر سعدی:2175/3)

اٰیَاتُھَا 54 — 34 - سُوْرَۃُ سَبَا مَکِّیَّۃٌ - 58 — رُکُوْعَاتُھَا 6

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مکی سورت ہے۔ اس میں 6 رکوع اور 54 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 34 ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 58 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ

”سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ سب اُسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور آخرت میں بھی سب تعریف

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ﴾

اُسی کے لیے ہے اور وہی کمال حکمت والا پوری طرح خبر رکھنے والا ہے“(1)

سوال 1: حمد اللہ تعالیٰ کی ہے جس کی ملکیت میں ساری کائنات ہے، اس کی وضاحت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ... الْخَبِيْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ ”سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے“ حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لیے واجب ہے اور وہی اپنے اوصاف کی بنا پر حمد کا مستحق ہے۔ وہ اپنے افعال کی بنا پر حمد کا مستحق ہے۔ اس کے تمام افعال کامل ہیں اس کے تمام افعال عدل پر مبنی ہیں جس کے لیے اس کی حمد ہے۔ اس کے افعال اس کے فضل پر مبنی ہیں، جس کے لیے اس کی حمد ہے۔ اس کی حمد سے آسمان اور زمین گونجتے ہیں۔ الحمد للہ

(2) ﴿الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ ”کہ سب اُسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے“ ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اسی کی تخلیق ہے، اسی کی ملکیت ہے، اس کا تصرف اور اسی کی تدبیر سے ہر چیز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے اور اپنے افعال انجام دے رہی ہے۔اس نے فرمایا: ﴿وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''اور وہی اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اُسی کے لیے تمام تعریف ہے دنیا میں اور آخرت میں اور اُسی کی حکومت ہے اور اُسی کی جانب تم لوٹائے جاؤ گے۔'' (القصص:70) وہ مالک ہے سب اس کے غلام ہیں۔اس کے غلام اس کے احسان مند ہیں۔اس کے احسانات پر اس کی حمد ہے۔فرمان ہے: ﴿وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى﴾ ''اور یقیناً آخرت اور دنیا ہمارے اختیار میں ہے۔'' (اللیل:13)

(3) ﴿وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ﴾ ''اور آخرت میں بھی سب تعریف اُسی کے لیے ہے'' آخرت میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس کے کامل فیصلے اور کامل عدل میں اس کی حکمت کو دیکھ کر اس کی حمد بیان کرے گی۔جیسا کہ فرمایا: ﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾ ''اور وہ کہیں گے: ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں زمین کا وارث بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں گے جگہ بنالیں'' سو کیا ہی بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے!'' (الزمر:74)

(4) اہل جنت اس کے لامحدود کمال کو دیکھیں گے تو سانس کی طرح اللہ تعالیٰ کی حمد جاری ہو جائے گی۔

(5) اہل جنت کہیں گے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا﴾ ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ہمیں اللہ تعالیٰ ہی نے اس کے لئے ہدایت دی۔'' (الاعراف:43)

(6) ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ﴾ ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا۔'' (فاطر:34)

(7) ﴿وَهُوَ الْحَكِيْمُ﴾ ''اور وہی کمال حکمت والا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے اقتدار اپنے احکام میں حکمت والا ہے۔

(8) ﴿الْخَبِيْرُ﴾ ''پوری طرح خبر رکھنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ خبیر ہے وہ تمام امور کی خبر رکھتا ہے، انہوں نے کیا عمل کیے اور کیا عمل کر رہے ہیں وہ ہر ایک چیز کی خبر رکھتا ہے۔(جامع البیان:64/22)

(9) (i) اللہ تعالیٰ نے اپنی ملکیت سے اپنی حکمت اور اپنی خبر کا شعور دلایا ہے۔(ii) اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات اور اپنے ارادوں سے اپنی حکمت اور اپنی خبر کا شعور دلایا ہے۔

سوال 2: زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کا کیا سبب بتایا گیا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنی ملکیت کی وجہ سے اپنے ارادے اور اختیار کی وجہ سے یہ واضح کیا ہے کہ زمین و آسمان میں تعریف اسی کے لیے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) انسان کو جو کچھ ملا ہے مالک نے عطا کیا ہے۔وہ احسان کرنے والا ہے۔اسی لیے تعریف اسی ذات کی ہے۔

(3) زمین وآسمان کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہر چیز پر چلتا ہے،اسی کا اختیار ہے،اسی کا احسان ہے۔اسی لیے تعریف اسی ذات کی ہے۔

(4) زمین وآسمان کی کسی چیز کی تعریف بھی اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے، کیونکہ ہر چیز اسی نے پیدا کی ہے۔ہر چیز کے اندر جو وصف اور خوبی ہے اسی کی پیدا کردہ ہے اسی لیے ہر چیز کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے۔

﴿يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا

''وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اُس میں سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اُترتا ہے اور جو کچھ اُس

يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ﴾

میں چڑھتا ہے اور وہی نہایت رحم والا، بے حد بخشنے والا ہے''(2)

سوال: اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، اس کی وضاحت ﴿يَعْلَمُ ... الْغَفُورُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ﴾ ''وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے'' یعنی بارش، زمین میں جو کچھ بویا جاتا ہے، حیوانات وغیرہ۔

(2) ﴿وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا﴾ ''اور جو کچھ اُس میں سے نکلتا ہے'' یعنی مختلف قسم کے نباتات اور حیوانات وغیرہ۔

(3) ﴿وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ﴾ ''اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے'' یعنی آسمان سے جو فرشتے، رزق اور تقدیر اترتی ہے۔

(4) ﴿وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا﴾ ''اور جو کچھ اُس میں چڑھتا ہے'' یعنی آسمان کی طرف جو فرشتے اور روحیں وغیرہ چڑھتی ہیں۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ ''اُسی کی طرف پاکیزہ بات چڑھتی ہے اور نیک عمل اُس کو بلند کرتا ہے۔'' (فاطر:10)

(6) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس رات اور دن کو باری باری فرشتے آتے جاتے ہیں اور وہ صبح اور عصر کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں، پھر وہ فرشتے جو تمہارے پاس رات گزارتے ہیں وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے، تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ تو وہ کہتے ہیں: ہم انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے، تب بھی وہ نماز میں مصروف تھے۔'' (بخاری:555)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(7)﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾ ''فرشتے اور روح اُس کی طرف چڑھیں گے ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔'' (المعارج:4)

(8)﴿وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ﴾ ''اور وہی نہایت رحم والا، بے حد بخشنے والا ہے'' یعنی رحمت اور مغفرت جس کا وصف ہے اس کے بندے رحمت اور مغفرت کے تقاضوں کو جس قدر پورا کرتے ہیں، اس کے مطابق ہر وقت اس کی رحمت اور مغفرت کے آثار نازل ہوتے رہتے ہیں۔'' (تفسیر سعدی:2177/3)

(9) وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا الرحیم ہے اور توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا الغفور ہے۔

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ

''اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ قیامت ہم پر نہیں آئے گی، آپ کہہ دیں کہ کیوں نہیں! قسم ہے میرے عالم الغیب رب

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ

کی! وہ تم پر ضرور آئے گی اُس سے ذرہ برابر کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے نہ ہی آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں اور نہ ذرے سے چھوٹی

وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾

اور نہ ہی اس سے بڑی مگر ایک واضح کتاب میں ہے'' (3)

سوال: قیامت ضرور آئے گی، اس کی وضاحت ﴿وَقَالَ ... مُّبِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ قیامت ہم پر نہیں آئے گی'' جن لوگوں نے کفر کیا، رسولوں کی دعوت کو نہیں مانا انہوں نے کہا قیامت نہیں آئے گی، زندگی بس یہی دنیا کی زندگی ہے۔ انہوں نے مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت اور قیامت کا انکار کیا۔

(2)﴿قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ کیوں نہیں! قسم ہے میرے عالم الغیب رب کی'' رب العزت نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ اپنے رب عظیم کی قسم کھا کر فرمائیں کہ قیامت ضرور آئے گی خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔

(3) جیسا کہ فرمایا: ﴿وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ۭ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ڤ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ﴾ ''وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ واقعی حق ہے؟ آپ فرما دیں کہ ہاں میرے ربّ کی قسم! یقیناً وہ حق ہے اور تم ہرگز عاجز کرنے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔'' (یونس:53)

(4)﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾ ''جن لوگوں نے کفر کیا اُنہوں نے گمان کیا کہ وہ ہرگز نہیں اُٹھائے جائیں گے آپ کہہ دیجیے کیوں نہیں؟ میرے رب کی قسم! تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم نے کیا تمہیں ضرور بتایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ پر یہ بہت آسان ہے۔'' (التغابن:7)

(5) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کیسے چین سے رہ سکتا ہوں جب کہ صور پھونکنے والا صور کو منہ سے لگائے ہوئے اپنا رخ اسی کی طرف کئے ہوئے ہے، اسی کی طرف کان لگائے ہوئے ہے، انتظار میں ہے کہ اسے صور پھونکنے کا حکم دیا جائے تو وہ فوراً صور پھونک دے۔'' مسلمانوں نے کہا: ہم (ایسے موقعوں پر) کیا کہیں اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو: ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا﴾ ''ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے، ہم نے اپنے رب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر رکھا ہے'' اور کبھی آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا﴾ ''ہم نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے۔'' (ترمذی:3243)

(6) یعنی قیامت ضرور آئے گی مجھے عالم الغیب رب کی قسم ہے۔

(7)﴿لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ﴾ ''اُس سے ذرہ برابر کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے نہ ہی آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں'' اس کی نگاہوں سے، اس کے علم سے زمین و آسمان کی کوئی چیز اوجھل نہیں ہوتی۔

(8)﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۵۹) وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۶۰)﴾ ''اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، اس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا، اور وہ خشکی اور سمندر کی ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں گرتا اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز مگر سب کھلی کتاب میں ہے۔ اور وہی ہے جو تمہیں رات کو وفات دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو وہ جانتا ہے پھر وہ اس (دن) میں تمہیں اٹھا دیتا ہے تاکہ مقررہ مدت پوری کی جائے پھر اس کی طرف تمہاری واپسی ہے پھر وہ تمہیں اس کی خبر کردے گا جو تم عمل کیا کرتے تھے۔'' (الانعام:60,59)

(9)﴿وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''اور نہ ذرے سے چھوٹی اور نہ ہی اس سے بڑی مگر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ایک واضح کتاب میں ہے" رب العزت کی روشن کتاب میں ذرے سے چھوٹی اور ذرے سے بڑی ہر چیز لکھی ہوئی ہے۔ وہ جانتا ہے کون زندہ ہیں اور کون جہان فانی سے جا چکے ہیں۔ وہ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا تا کہ انہیں ان کے اعمال کی جزا سزا دے۔

(10) ﴿وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ "اور یقینا قیامت آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ اُنہیں اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔" (الحج:7)

﴿لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾

"تا کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے مغفرت اور باوقار رزق ہے" (4)

سوال: زندگی بعد موت جزا سزا کے لیے ہے، اس کی وضاحت ﴿لِيَجْزِيَ... كَرِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ "تا کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے" رب العزت نے قیامت اور زندگی بعد موت کے بارے میں واضح فرمایا کہ وہ جزا سزا کے لیے ہے۔ تو جو لوگ دل سے اپنے رب کی، اس کے رسولوں کی اور آخرت کی ملاقات کی تصدیق کرتے ہیں ان کو جزا دے۔

(2) ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ "اور جنہوں نے نیکیاں کیں" اور اپنے ایمان کا ثبوت نیک اعمال کے ذریعے پیش کرتے ہیں۔

(3) ﴿اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ﴾ "یہی لوگ ہیں جن کے لیے مغفرت ہے" ان کے لیے ایمان اور نیک اعمال کے سبب گناہوں کی بخشش ہے۔ ان سے ہر برائی اور عذاب دور کر دیا جائے گا۔

(4) ﴿وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾ "اور باوقار رزق ہے" ان کو جنت میں رزق کریم دیا جائے گا۔ ان کی ہر آرزو پوری ہوگی۔

(5) یہ قیامت یا اخروی زندگی پر عقلی دلیل ہے۔ اس دنیا میں بے شمار ایسے افراد موجود ہیں جنہوں نے ایمان لا کر راہ حق میں بے شمار جانی اور مالی قربانیاں دیں اور تمام عمر فقر و فاقہ، پریشانیوں اور کفار کے ہاتھوں ظلم و ستم سہنے میں گزارے۔ کیا یہ انصاف کا تقاضا نہیں کہ انہیں ان کے اعمال کی جزا دی جائے؟ (تیسیر القرآن:3/621,620)

(6) ﴿لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ﴾ "دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے، جنت میں جانے والے ہی کامیاب ہیں۔" (الحشر:20)

﴿وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ

"اور جن لوگوں نے ہماری آیات میں کوشش کی اس حال میں کہ نیچا دکھانے والے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ﴾

بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے''(5)

سوال:﴿وَالَّذِيْنَ...اَلِيْمٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ﴾ ''اور جن لوگوں نے ہماری آیات میں کوشش کی اس حال میں کہ نیچا دکھانے والے ہیں'' جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جادوگری، کہانت یا شاعری قرار دیا اور آیات لانے والے رسولوں کو نیچا دکھانے کے لیے زور لگایا۔انہوں نے زندگی بعد موت کو باطل ثابت کرنے کی کوشش کی۔

(2)اللہ تعالیٰ کا کلام حق پر مبنی ہے،حق کی دعوت دیتا ہے،حق پر مبنی نظام قائم کرنا چاہتا ہے۔اس کلام کو نیچا دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی حق کی آواز کو دبانا چاہتا ہے،حق کے نظام کی مخالفت کرتا ہے،اور حق کو نیچا دکھانا چاہتا ہے۔حق کے مقابلے میں باطل کو،اس کے نظام کو قائم کرنا چاہتا ہے۔

(3)﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ﴾ ''یہی لوگ ہیں جن کے لیے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے'' ان کے لیے سخت تکلیف دینے والا عذاب ہوگا۔ان کے دلوں کو سخت اذیت سے دوچار کیا جائے گا اور اجسام بھی کوئلہ ہو رہے ہوں گے۔کہیں ان کی جلدیں بدل کر عذاب بڑھانے کی تیاری ہوگی،کہیں انہیں زقوم کھلایا اور پیپ پلائی جائے گی۔اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ النَّارِ۔

﴿وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى

''اور جن کو علم دیا گیا ہے وہ دیکھتے ہیں کہ جو آپ کے رب کی جناب سے آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے اور وہ اس کے

صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ﴾

راستے کی طرف راہ نمائی کرتا ہے جو سب پر غالب،تمام خوبیوں والا ہے''(6)

سوال1:علم والے جانتے ہیں رسول حق لے کر آئے،اس کی وضاحت﴿وَيَرَى...الْحَمِيْدِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)منکرین قیامت کو حق نہیں سمجھتے تھے اس کے مقابلے میں علم والوں کا حال بیان فرمایا ہے۔﴿وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ﴾ ''اور جن کو علم دیا گیا ہے وہ دیکھتے ہیں کہ جو آپ کے رب کی جناب سے آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے'' علم والوں سے مراد اصحاب رسول ﷺ ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے رسول پر جو کتاب نازل کی ہے وہ حق ہے۔یعنی کہ حق اسی کتاب میں ہے۔اس کے احکامات حق،اس کی خبریں حق، اس کے واقعات حق ہیں۔انہیں اپنے علم کی وجہ سے خبر دینے والے کی سچائی کا یقین ہے۔

(2) یہ اہل علم کی فضیلت ہے، جتنا کسی کے پاس علم زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی وہ رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے احکامات اور کتاب وسنت کی خبروں کی تصدیق کرتا ہے۔

(3)﴿وَيَهْدِيٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ﴾ ''اور وہ اس کے راستے کی طرف راہ نمائی کرتا ہے جو سب پر غالب، تمام خوبیوں والا ہے'' یہ قرآن اسلام کا راستہ دکھاتا ہے جو اونچی عزت والے رب کا دین ہے۔وہ رب بے حد خوبیوں والا ہے وہ کسی سے دبتا نہیں اس کے کام میں کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا، اس کے ایک ایک فعل اور ایک ایک بات کی دنیا اور آخرت میں تعریف کی جاتی ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ حق کے راستے کی طرف کیسے راہ نمائی کرتا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی جو اچھائی اور برائی کی تمیز کرتی ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر انسان کو برائی اور بھلائی کی تمیز دی ہے۔اسی سے انسان حق کو پہچان سکتا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ انبیاء کے ذریعے حق کے راستے کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کتابیں بھیج کر حق کے راستے کی طرف مستقل طور پر راہ نمائی کی ہے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات العزیز اور الحمید کا کیسے شعور دلایا ہے؟

(1) اللہ تعالیٰ العزیز ہے۔اس نے اہل علم کے حق کو شناخت کرنے سے اپنے غلبے کا شعور دلایا ہے۔وہ علم کی صلاحیت اور قوت دے کر اپنی پہچان کروانے پر، حق کی شناخت کروانے پر قدرت رکھتا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ العزیز ہے۔وہ حق پر چلاتا ہے۔اس کے لیے جتنا شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔وہ اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔اس کا کوئی شکر ادا نہ بھی کرے تو وہ خود ہی قابل تعریف کاموں والا ہے۔

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ

''اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ کیا ہم تمہیں ایسا آدمی نہ بتائیں جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم ریزہ ریزہ کر دیے

كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ﴾

جاؤ گے پوری طرح ریزہ ریزہ کیا جانا تو بلاشبہ تم یقیناً نئی تخلیق میں ہو گے'' (7)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: زندگی بعد موت کے انکار کی وضاحت ﴿وَقَالَ۔۔۔جَدِيْدٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا'' جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ کا اور زندگی بعد موت کا انکار کیا انہوں نے کہا۔

(2) ﴿هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ﴾ ''انہوں نے کہا کہ کیا ہم تمہیں ایسا آدمی نہ بتائیں'' یعنی محمد ﷺ کے بارے میں بتائیں وہ کیا کہتا ہے؟

(3) ﴿يُنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ﴾ ''جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم ریزہ ریزہ کر دیئے جاؤ گے پوری طرح ریزہ ریزہ کیا جانا'' یعنی زندگی بعد موت کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کہتا ہے جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے۔ تمہارے جسم کا کوئی ذرہ باقی نہیں رہے گا۔

(4) ﴿اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ﴾ ''تو بلاشبہ تم یقیناً نئی تخلیق میں ہو گے'' تب تم نئی پیدائش میں آؤ گے اور کھاؤ پیو گے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ﴾ ''اور اُس نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کہ اُن ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟'' (یٰس:78)

سوال 2: کافروں نے موت کے بعد کی زندگی کو خبر کیوں قرار دیا؟

جواب: کافروں کے نزدیک موت کے بعد کی زندگی کا معاملہ عجیب وغریب تھا انہیں یہ بات سمجھ نہیں آتی تھی۔ انہیں یہ ناقابل فہم خبر لگتی تھی۔

سوال 3: کافروں نے موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں جو تعجب کیا، اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) کافروں نے اس بات پر تعجب کیا کہ جب تم مٹی میں مل جاؤ گے، ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے، یعنی جب تمہارا وجود مٹی میں کھو جائے گا، تو کیا تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟

(2) کافروں نے اس پر حیرت کا اظہار کیا کہ کیا تمہیں وجود گم کرنے کے بعد دوبارہ شکل وصورت عطا کی جائے گی۔

(3) کافروں نے موت کے بعد زندگی کا مذاق اُڑایا۔

﴿اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ

''کیا اُس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے یا اُس کو جنون ہے؟ بلکہ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہی عذاب میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ﴾

اور دور کی گمراہی میں ہیں'' (8)

سوال: وہ آخرت کے بارے میں دور کی گمراہی میں ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَفْتَرٰى ... الْبَعِيْدِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ ''کیا اُس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے'' اس شخص نے جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹی بات منسوب کی ہے۔

(2) ﴿اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ﴾ ''یا اُس کو جنون ہے؟'' وہ دیوانہ ہے کہتا ہے مجھ پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی ہے۔

(3) ﴿بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ﴾ ''بلکہ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہی عذاب میں اور دور کی گمراہی میں ہیں'' جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے، اس کے بارے میں دور کی گمراہی میں ہیں وہ ظلم اور عناد کی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں بے بنیاد باتیں کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کی صداقت اور امانت کی گواہی انہوں نے عمر بھر دی ہے۔ نبوت سے پہلے کی 40 سالہ زندگی میں یہ ایک جھوٹ ثابت نہیں کر سکتے۔ نیک اور صالح شخص کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ دیوانوں کی سی باتیں نہیں کرتا۔ وہ تو سچا دین لے کر آئے ہیں تم دور کی گمراہی میں ہو۔

﴿اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ

''تو کیا انہوں نے اپنے آگے اور اپنے پیچھے سے آسمان اور زمین کو نہیں دیکھا؟ اگر ہم چاہیں

نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

تو ہم انہیں زمین میں دھنسا دیں یا آسمان سے ٹکڑے اُن پر گرا دیں، یقیناً اس میں ضرور ہر

لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ﴾

اُس بندے کے لیے ایک نشانی ہے جو رجوع کرنے والا ہے'' (9)

ع 1/9 7

سوال 1: اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ہمہ گیری کی وضاحت ﴿اَفَلَمْ يَرَوْا ... مُّنِيْبٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ ''تو کیا انہوں نے اپنے آگے اور اپنے پیچھے سے آسمان اور زمین کو نہیں دیکھا؟'' رب العزت نے اپنی کامل قدرت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اپنے اوپر آسمان اور زمین پر غور تو کرو، آگے، پیچھے، دائیں، بائیں جہاں بھی جاؤ گے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مناظر نظر آئیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گے اوپر نیلا آسمان نیچے دریاؤں، صحراؤں، پہاڑوں، سمندروں سے مزین زمین جن کے بارے میں فرمایا: ﴿وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ (۴۷) وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ (۴۸)﴾ ''اور ہم نے آسمان کو اپنی قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم ہی بلاشبہ وسعت والے ہیں۔ اور زمین کو ہم نے بچھایا، سو کیا ہی اچھا بچھانے والے ہیں۔'' (الذاریات: 48,47)

(2) کیا زمین و آسمان اور اس میں موجود مخلوقات کی تخلیق مردوں کو زندہ کرنے سے زیادہ عظیم نہیں ہے پھر کیا چیز ہے جو جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے؟

(3) ﴿اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ﴾ ''اگر ہم چاہیں تو ہم انہیں زمین میں دھنسا دیں'' اس کفر کی پاداش میں ہم چاہیں تو تمہیں زمین میں دھنسا دیں۔

(4) ﴿اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾ ''یا آسمان سے ٹکڑے اُن پر گرا دیں'' یا آسمان سے عذاب کا کوئی ٹکڑا گرا دیں۔ دونوں حکم عدولی نہیں کر سکتے۔ ہم ہر کام پر قادر ہیں۔ اس لیے باز آ جاؤ ورنہ سخت سزا دیں گے۔

(5) ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾ ''یقیناً اس میں'' یقیناً زمین و آسمان کی تخلیقات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار ہیں۔

(6) ﴿لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ﴾ ''ضرور ہر اُس بندے کے لیے ایک نشانی ہے جو رجوع کرنے والا ہے'' ہر اس بندے کے لیے نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین رکھتا ہے، اس کی اطاعت کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ رب العزت موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ جتنا کوئی رجوع کرنے والا ہوتا ہے اتنا ہی اس کی سمت اور ارادہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہتے ہیں۔ ہر معاملے میں رجوع کرنے والا رب کے قریب ہو جاتا ہے وہ اپنے رب کی رضا کے لیے ہر اس کام میں مشغول ہو جاتا ہے جس کا اس نے حکم دیا ہے۔

سوال 2: آسمان و زمین پر غور و فکر کر کے انسان آخرت کی زندگی کا یقین کیسے حاصل کر سکتا ہے؟

جواب: آسمان و زمین کی وسعتیں خالق کی قدرت کا پتہ دیتی ہیں۔ جو ربّ اتنا وسیع آسمان پہلی بار پیدا کر سکتا ہے، کیا اپنی ہی پیدا کردہ چیز کو دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے ممکن نہیں؟

سوال 3: عبدِ منیب کسے کہتے ہیں؟

(1) عبدِ منیب اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے کو کہتے ہیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہو، خوشی میں بھی غم میں بھی، سفر میں بھی، حالت قیام میں بھی، اقتدار پا کر بھی اور بے اختیار ہو کر بھی۔

(2) جو اپنے ربّ پر کامل بھروسہ رکھنے والا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ﴾

''اور یقیناً ہم نے داؤد کو اپنی جانب سے فضل عطا کیا اے پہاڑو اور پرندو! اُس کے ساتھ تسبیح دہراؤ اور ہم نے اُس کے لیے لوہا نرم کر دیا'' (10)

سوال: سیدنا داؤد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے فضل کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ ... الْحَدِيْدَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا﴾ ''اور یقیناً ہم نے داؤد کو اپنی جانب سے فضل عطا کیا'' رب العزت نے اپنے بندے سیدنا داؤد علیہ السلام پر اپنے فضل کا ذکر فرمایا ہے کہ انہیں نفع مند علم اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائی۔

(2) ﴿يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ﴾ ''اے پہاڑو اور پرندو! اُس کے ساتھ تسبیح دہراؤ'' اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں، پرندوں اور حیوانات کو ان کے ساتھ تسبیح کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ خوش الحانی سے زبور پڑھتے تھے تو سر بفلک پہاڑ بھی تسبیح کرنے لگتے تھے، اڑتے پرندے ٹھہر جاتے اور آنے جانے والے کھڑے ہو کر سننے لگتے اور وجد میں آ کر پرندے اپنی اپنی آواز ساتھ ملانے لگتے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''داؤد علیہ السلام کے لیے قرآن (یعنی زبور) کی قرآت بہت آسان کر دی گئی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسی جانے سے پہلے ہی پوری زبور پڑھ لیتے تھے اور آپ صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔'' (بخاری:3417)

(3) سیدنا داؤد علیہ السلام کو نبوت عطا کی گئی۔ وہ بے حد عبادت گزار تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزے کا سب سے پسندیدہ طریقہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا طریقہ تھا۔ ایک دن آپ روزہ رکھتے اور ایک دن بغیر روزے کے رہتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ طریقہ سیدنا داؤد علیہ السلام کی نماز کا طریقہ تھا آپ علیہ السلام آدھی رات تک سوتے اور ایک تہائی حصے میں عبادت کیا کرتے تھے پھر بقیہ چھٹے حصے میں بھی سوتے تھے۔'' (بخاری:3420) انہیں طاقتور حکومت اور جنگی طاقت بھی دی گئی۔ ان کے پاس بڑی فوج اور اکثر اسلحہ تھا۔ وہ ہاتھ سے روزی کما کر کھاتے تھے۔

(4) یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت تھی کہ اس نے پہاڑوں، حیوانات اور پرندوں کو حکم دیا کہ سیدنا داؤد علیہ السلام کی حمد و تسبیح کی آواز کے ساتھ اپنی آواز ملائیں۔ یہ ایسی نعمت ہے جو آپ کے خصائص میں شمار ہوتی ہے اور یہ خصوصیت آپ سے پہلے کسی کو عطا کی گئی نہ آپ کے بعد۔ یہ آواز آپ کو اور دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پر آمادہ کرتی تھی۔ جب وہ دیکھتے کہ یہ جمادات، پہاڑ اور حیوانات سیدنا داؤد علیہ السلام کی آواز کا جواب دیتے ہوئے اپنے رب کی تسبیح و تکبیر اور تجید و تحمید کرتے ہیں تو یہ چیز ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر پر آمادہ کرتی۔ بہت سے علماء کہتے ہیں کہ نعمت سیدنا داؤد علیہ السلام کی آواز کی طرب خیزی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ان کو نہایت خوبصورت آواز سے سرفراز فرمایا تھا اور انہیں اس میدان میں سب پر فوقیت حاصل تھی۔ جب آپ تسبیح وتہلیل اور تمجید وتحمید میں اپنی طرب انگیز آواز بلند کرتے تو جن وانس، پرندے اور پہاڑ آپ کی آواز پر جھوم اٹھتے اور اپنے رب کی تحمید وتسبیح بیان کرنے لگتے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت تھی کہ آپ کی آواز پر طرب میں آکر تسبیح وتحمید بیان کرنے والے جمادات وحیوانات کی تسبیح کا اجر بھی آپ کو حاصل ہوتا تھا کیونکہ آپ ان کی تسبیح وتحمید کا سبب تھے۔ (تفسیر سعدی: 2183،2182/3)

(5) ﴿وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ﴾ ''اور ہم نے اُس کے لیے لوہا نرم کر دیا'' سیدنا داوٗد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا تا کہ وہ زرہیں تیار کریں۔

(6) آپ کے نیک اعمال میں سے ایک قابل ذکر نیک عمل یہ بھی تھا کہ آپ بادشاہ اور نبی ہونے کے باوجود بھی اپنے ذاتی اخراجات کا بار بھی بیت المال پر ڈالنا گوارا نہ کرتے تھے۔ بلکہ زرہیں بنا کر ان کی آمدنی سے بسر اوقات کرتے تھے جیسا کہ حدیث سے واضح ہے۔ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی انسان نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھائی، جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے، اللہ کے نبی سیدنا داوٗد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھایا کرتے تھے۔'' (بخاری: 2072)

﴿اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا

''یہ کہ تم کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیاں جوڑنے میں اندازہ رکھو اور نیک کام کیا کرو، یقیناً جو بھی تم عمل کرتے ہو میں

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾

اُس کو خوب دیکھنے والا ہوں'' (11)

سوال: زرہوں میں زنجیریں ڈالنا سیدنا داوٗد علیہ السلام کی ایجاد ہے، اس کی وضاحت ﴿اَنِ اعْمَلْ...بَصِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ﴾ ''یہ کہ تم کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیاں جوڑنے میں اندازہ رکھو'' اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو لوہے کے پگھلانے کا اور ڈھلائی کا کام سکھا دیا تھا۔ آپ کا زمانہ اندازاً 1011ق م سے 945ق م تک ہے۔ جبکہ یہی زمانہ لوہے کا زمانہ (Iron Age) کہلاتا ہے۔ اس سے بیشتر جو لوہے سے تلواریں اور نیزے یا دوسری اشیاء بنائی جاتی تھیں اس کا طریقہ کار یہی تھا کہ لوہے کو آگ میں تپایا جاتا اور جب وہ آگ کی طرح سرخ ہو جاتا تو اس کو کوٹ کاٹ کر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اشیاء بنائی جاتی تھیں لوہے کی ڈھلائی کے فن سے بھی اگرچہ چند ایک اقوام واقف ہو چکی تھی تاہم یہ سب کچھ صیغہ راز میں ہی رکھا جاتا تھا اور جنگی اغراض کے لیے زرہیں بنانے کا کام داؤد علیہ السلام نے ہی شروع کیا تھا۔ لڑائی کے دوران زرہ چونکہ ایک نہایت اہم ہتھیار ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہو کہ اس نے سیدنا داؤد علیہ السلام کے ذریعہ بنی نوع انسان کو زرہ سازی کا فن سکھا دیا واضح رہے کہ سیدنا داؤد علیہ السلام بیت المال میں سے کچھ نہیں لیتے تھے بلکہ اپنے ہاتھ کی کمائی پر ہی گزر اوقات کرتے تھے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیدنا داؤد علیہ السلام کی گزر اوقات صرف اپنے ہاتھ کی کمائی پر تھی۔'' (بخاری) (تیسیر القرآن: 122،121/3)

(2) رب العزت نے آپ علیہ السلام کو زرہ کی صنعت کی تعلیم دی اور زرہ کے حلقوں کو اندازے پر رکھنا سکھایا یعنی آپ علیہ السلام اندازے کے ساتھ زرہ کا حلقہ بناتے تھے پھر ان کو ایک دوسرے میں داخل کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ﴾ ''اور ہم نے اس کو تمہارے لیے زرہ بنانی سکھائی تا کہ تمہاری جنگ میں تمہیں محفوظ رکھے، پھر کیا تم شکر گزار ہو؟'' (الانبیاء: 80) (تفسیر سعدی: 2183،2182/3)

(3) ﴿وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾ ''اور نیک کام کیا کرو'' اللہ تعالیٰ کی اطاعت والے خالص کام کرو، فرائض اور واجبات ادا کرو، گناہ اور حرام کام ترک کر دو۔

(4) ﴿اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ ''یقینا جو بھی تم عمل کرتے ہو میں اُس کو خوب دیکھنے والا ہوں'' یعنی اپنے اعمال کو مفسدات سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ وہ اعمال کو دیکھتا ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔

﴿وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ

''اور سلیمان کے لیے ہوا کو (تابع کر دیا)، اُس کا صبح کو چلنا ایک مہینہ کا اور اُس کا شام کو چلنا بھی ایک ماہ کا تھا اور ہم نے اُس

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا

کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور اُس کے رب کے حکم سے بعض جنات اُس کے سامنے کام کرتے تھے اور اُن میں سے

نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ﴾

جو ہمارے حکم سے سرکشی کرتا ہم اُسے بھڑکتی آگ کا کچھ عذاب چکھاتے'' (12)

سوال: سیدنا سلیمان علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے فضل کی وضاحت ﴿وَلِسُلَيْمٰنَ ... السَّعِيْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ﴾ ''اور سلیمان کے لیے ہوا کو (تابع کر دیا)'' رب العزت نے سیدنا سلیمان علیہ السلام پر اپنے فضل و کرم کا ذکر فرمایا ہے کہ اس نے ہوا ان کے قبضے میں دے دی تھی، جو ان کے حکم پر چلتی تھی۔ جو آپ علیہ السلام کی فوج اور تخت کو لے کر ایک ماہ کی مسافت آدھے دن میں طے کر لیتی تھی۔ یوں دو ماہ کی مسافت ایک دن میں طے کر لیتی تھی۔

(2)﴿غُدُوُّهَا شَهْرٌ﴾ ''اُس کا صبح کو چلنا ایک مہینہ کا'' دن کے آغاز سے زوال تک، کسی صبح دمشق سے سوار ہوتے اور اصطخر میں جا کر ناشتہ کر لیتے تھے۔

(3)﴿وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ﴾ ''اور اُس کا شام کو چلنا بھی ایک ماہ کا تھا'' زوال آفتاب سے لے کر دن کے آخر تک یعنی زوال کے بعد اصطخر سے چلتے تو شام تک کابل پہنچ جاتے اور وہاں رات گزارتے۔ دمشق سے اصطخر تک پہنچنے میں ایک تیز رفتار مسافر کو پورا ایک ماہ لگتا۔ اس طرح اصطخر سے کابل تک ایک ماہ لگتا۔ (مختصر ابن کثیر: 1614/2)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ﴾ ''اور سُلیمان کے لیے تیز ہوا کو مسخر کر دیا جو اُس کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکتیں رکھی تھیں اور ہم ہر چیز کا علم رکھنے والے تھے۔'' (الانبیاء: 81)

(5)﴿وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ﴾ ''اور ہم نے اُس کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا'' اللہ تعالیٰ نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لیے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا تھا۔ اس طرح ان کے لیے برتن بنانے کے اسباب کو جاری کر دیا۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام اس سے مختلف طرح کے برتن بناتے تھے۔

(6)﴿وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ﴾ ''اور اُس کے رب کے حکم سے بعض جنات اُس کے سامنے کام کرتے تھے'' رب العزت نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لیے اپنے حکم سے جنات اور شیاطین کو مسخر کر دیا تھا۔ وہ ان کے حکم کو پورا کرتے تھے اور ان کے روکنے سے رک جاتے تھے۔ وہ اپنے رب کے حکم سے ان کے آگے کام کرتے تھے۔

(7)﴿وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا﴾ ''اور اُن میں سے جو ہمارے حکم سے سرکشی کرتا'' جنوں میں سے جو ہمارے حکم سے سرکشی کرے گا جو ہم نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی فرماں برداری کے لیے دیا تھا۔ (قرطبی: 199/7)

(8)﴿نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ﴾ ''ہم اُسے بھڑکتی آگ کا کچھ عذاب چکھاتے'' ہم اسے آخرت میں بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھائیں گے اور وہ جہنم کی آگ ہے۔ (9) جو جن سیدنا سلیمان علیہ السلام کے حکم سے منہ موڑتا تھا اس کو ایک فرشتہ آگ کا سوٹا مارتا تھا جس سے وہ جل کر راکھ ہو جاتا تھا۔ (فتح القدیر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(10)اس مقام پر جنوں کا لفظ آیا ہے۔جبکہ سورۃ انبیاء کی آیت 82 میں انہی معنوں میں شیاطین کا لفظ آیا ہے۔﴿وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ﴾ ''اور شیاطین میں سے بھی، جو اُس کے لیے غوطے لگاتے تھے اور اس کے علاوہ دوسرے کام کرتے تھے۔اور ہم ان کے نگہبان تھے'' بات ایک ہی ہے۔جن کا لفظ اسم جنس ہے جبکہ شیاطین کا اطلاق صرف سرکش اور متکبر قسم کے جنوں پر ہوتا ہے۔(اور شیاطین انسانوں میں سے بھی ہو سکتے ہیں) یہ جن معمولی قلیوں، خدمت گاروں اور مزدوروں کی طرح آپ کے کام کرتے اور آپ کے حکم پر چلتے تھے۔وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو سیدنا سلیمان علیہ السلام کا تابع بنا رکھا تھا اور وہ آپ کی اطاعت پر مجبور تھے۔اگر وہ ذرا بھی سرکشی کرتے تو آگ میں جھونک دیئے جاتے تھے۔(الانبیاء:82)(تیسیر القرآن:624,623/3)

﴿يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ

''وہ اُس کے لیے تیار کردیتے تھے جو وہ چاہتا، عالی شان عمارتیں اور مجسمے اور حوض نما لگن اور ایک جگہ جمی ہوئی دیگیں

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾

اے آلِ داؤد! شکر کے لیے عمل کرو اور میرے بندوں میں سے بہت تھوڑے شکر گزار ہیں''(13)

سوال:سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لیے جن بڑی بڑی تعمیرات کرتے تھے،اس کی وضاحت ﴿يَعْمَلُوْنَ...الشَّكُوْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ﴾ ''وہ اُس کے لیے تیار کردیتے تھے جو وہ چاہتا'' سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لیے شیاطین اور جن وہ سارے کام کرتے تھے جن کا وہ حکم دیتے تھے۔

(2)﴿مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ﴾ ''عالی شان عمارتیں اور مجسمے اور حوض نما لگن اور ایک جگہ جمی ہوئی دیگیں'' سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لیے بڑی بڑی شاہی عمارتیں جنات تعمیر کرتے تھے، مسجدیں، حیوانات اور جمادات کی تماثیل، بڑے بڑے حوض جن میں کھانا ڈالا جاتا تھا، بڑی دیگیں جو اپنی جگہ سے ہلائی نہیں جاسکتی تھیں۔

(3) یہ جنات سیدنا سلیمان علیہ السلام کے آرڈر کے مطابق بڑے بڑے محل، مساجد، قلعے، مختلف مسجدوں کے ماڈل یا سینریوں کے ماڈل، بڑے بڑے لگن اور اتنی بڑی دیگیں بناتے تھے جو بوجھل اور نا قابلِ حمل ونقل ہونے کی وجہ سے کسی خاص مقام پر نصب کردی جاتی تھیں اور ان میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لشکروں کے لیے کھانا تیار کیا جاتا تھا۔بعض لوگوں نے جنوں یا شیاطین سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیہاتی مضبوط قسم کے انسان مراد لیے ہیں یہ توجیہ غلط اور قرآن کے سیاق وسباق کے خلاف ہے۔(تیسیر القرآن:624,623/3)

(4)﴿اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا﴾ ''اے آلِ داؤد! شکر کے لیے عمل کرو'' آل داؤد پر اللہ تعالیٰ کے بڑے احسانات ہیں۔رب العزت نے حکم دیا ہے کہ آل داؤدان دینی اور دنیاوی نعمتوں کے شکر میں نیک عمل کرتے رہنا۔

(5)شکر فعل سے بھی ادا کیا جاتا ہے قول سے بھی اور قلب سے بھی۔

(6)شکر کی حقیقت یہ ہے کہ منعم کی نعمتوں کا اعتراف کیا جائے انہیں اس کی اطاعت کے کاموں میں استعمال کیا جائے اور نافرمانی کے کاموں میں استعمال نہ کیا جائے۔(تفسیر منیر:488/11)

(7)﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ ''اور میرے بندوں میں سے بہت تھوڑے شکر گزار ہیں'' اکثر لوگ ان نعمتوں کا شکرادا نہیں کرتے جو اللہ رب العزت نے انہیں عطا کی ہیں۔

(8)اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کا شکرادا نہیں کرتے ان تکالیف پر جو اللہ تعالیٰ نے دور کر دی ہیں۔

(9)ابراہیم التیمی نے کہا کہ ایک شخص نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کہا: اے اللہ مجھے قلیل لوگوں میں شامل کر دے۔تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ تم کیسی دعا کر رہے ہو؟ اس نے کہا: میں نے یہ آیت پڑھی ﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے قلیل لوگوں میں شامل کر دے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سب لوگ عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔(الدر المنثور:431/5)(الکشاف:583,582/3)

(10)سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اس قدر قیام فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے دونوں پاؤں یا (یہ کہا کہ) آپ کی دونوں پنڈلیوں پر ورم آجاتا تھا اور جب آپ ﷺ سے (اس بارے میں کہا جاتا تھا کہ اس قدر عبادت شاقہ نہ کیجیے) تو آپ ﷺ جواب میں فرماتے: ''کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟'' (بخاری:1130)

﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ

''پھر جب ہم نے اُس پر موت کا فیصلہ کیا تو کسی چیز نے اُن کو اُس کی موت کا پتہ نہیں دیا مگر زمین کے کیڑے (دیمک) نے جو اُس

مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا

کے عصا کو کھا رہا تھا، پھر جب سلیمان گر پڑا تو جنوں کو معلوم ہو گیا کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے تو ذلیل کرنے والے

فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ﴾

عذاب میں مبتلا نہ رہتے'' (14)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: سیدنا سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بیان کی وضاحت ﴿فَلَمَّا ۔۔۔ الْمُهِيْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ﴾ ''پھر جب ہم نے اُس پر موت کا فیصلہ کیا'' رب العزت نے جب سیدنا سلیمان علیہ السلام کی موت کا فیصلہ کر دیا۔ (2) اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات جنوں پر ظاہر نہیں ہونے دی جو سخت مشقت کے کاموں میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے حکم کے تابع تھے۔

(3) سیدنا سلیمان علیہ السلام اپنے عصا کا سہارا لیے کھڑے تھے اور اسی حالت میں وفات پا گئے۔ جن جب وہاں سے گزرتے اور انہیں دیکھتے کہ وہ سہارا لیے کھڑے ہیں تو انہیں زندہ سمجھتے ہوئے ان سے ڈرتے رہے۔

(4) سیدنا سلیمان علیہ السلام اپنی وفات کے بعد ایک زمانے تک عصا پر ٹیک لگائے کھڑے رہے۔ ایک قول کے مطابق جن سال بھر کام کرتے رہے۔

(5) ﴿مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ﴾ ''تو کسی چیز نے اُن کو اُس کی موت کا پتہ نہیں دیا مگر زمین کے کیڑے (دیمک) نے جو اُس کے عصا کو کھا رہا تھا'' سیدنا سلیمان علیہ السلام جس عصا پر ٹیک لگائے کھڑے تھے اسے دیمک نے کھانا شروع کر دیا حتیٰ کہ عصا بالکل ختم ہو گیا۔

(6) ﴿فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ﴾ ''پھر جب سلیمان گر پڑا تو جنوں کو معلوم ہو گیا کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے تو ذلیل کرنے والے عذاب میں مبتلا نہ رہتے'' عصا کے ختم ہونے کے ساتھ ہی سیدنا سلیمان علیہ السلام کا جسد زمین پر آ رہا۔ جنوں کو تب معلوم ہوا کہ وہ تو بہت عرصے سے وفات پا چکے ہیں۔ اس وقت جنوں پر یہ بات کھل گئی کہ جن غیب دان نہیں ہیں۔ لوگوں کو بھی یقین آ گیا کہ اگر جن غیب دان ہوتے تو سیدنا سلیمان علیہ السلام کی موت کو جان لیتے اور سال بھر تک اس مشقت بھرے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ

''بلاشبہ یقیناً سبا کے لیے اُن کے اپنے مسکن میں نشانی موجود تھی، دائیں اور بائیں دو باغ تھے، اپنے رب کے رزق میں سے

رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ﴾

کھاؤ اور اُس کا شکر ادا کرو، پاکیزہ شہر ہے اور رب ہے بے حد بخشنے والا'' (15)

سوال: قوم سبا کے بارے میں وضاحت ﴿لَقَدْ ۔۔۔ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ﴾ ''بلاشبہ یقیناً سبا کے لیے اُن کے اپنے مسکن میں نشانی موجود تھی'' رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ قوم سبا کے مساکن میں جہاں وہ آباد تھے ایک نشانی تھی اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا اور ان کی تکالیف دور کی تھیں۔

(2) سبا ایک معروف قبیلہ تھا جو یمن کے قریب ترین علاقوں میں آباد تھا۔

(3) سبا والے یمن کے بادشاہ اور اس کے باشندے تھے۔ یہاں کے بادشاہ تبع کہلاتے تھے۔ بلقیس بھی جس کو سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اسلام کی دعوت دی تھی ملک سبا ہی کی ملکہ تھیں۔ یہ لوگ بڑے عیش و آرام سے اس علاقے میں رہتے تھے۔ ان کا ہرا بھرا اور سرسبز و شاداب علاقہ رشک آفرین تھا۔ روزیوں کی فراوانی، غلوں کی ارزانی، میووں اور پھلوں کی بہتات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف رسول بھیجے جو انہیں یہ ہدایت کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ روزیاں کھاؤ پیو اور اس کی توحید کے قائل ہو کر اسی کی عبادت کیے جاؤ تاکہ اس کی نعمتوں کا کچھ تھوڑا بہت شکر ادا ہو سکے چنانچہ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور رہا یہ توحید پرست رہے اور خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت پر قائم رہے پھر انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے روگردانی کی۔ آخر اللہ تعالیٰ کے عذاب میں جو ایک سیلاب کی شکل میں آیا تھا مبتلا ہو گئے اور یہاں سے ہجرت کر کے دنیا میں تتر بتر ہو گئے۔ (مختصر ابن کثیر: 2/1616)

(4)﴿جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ﴾ ''دائیں اور بائیں دو باغ تھے'' ان کے پاس ایک وادی تھی جہاں بہت ہی کثرت سے سیلاب آتے تھے انھوں نے اس پانی کا ذخیرہ کرنے کے لیے ایک بہت مضبوط بند تعمیر کیا۔ چنانچہ سیلاب کا پانی آ کر اس وادی میں جمع ہو جاتا پھر وہ اس وادی کے دائیں بائیں لگائے ہوئے اپنے باغات کو اس پانی سے سیراب کرتے یہ دو عظیم باغ ان کے لیے اتنا پھل پیدا کرتے جو ان کی معیشت کے لیے کافی ہوتا۔ اس سے انھیں بہت مسرت حاصل ہوتی۔
(تفسیر سعدی: 3/2186، 2187)

(5)﴿كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ﴾ ''اپنے رب کے رزق میں سے کھاؤ اور اُس کا شکر ادا کرو'' رب العزت نے حکم دیا تھا کہ اپنے رب کی پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرتے رہو کہ اس نے پھلوں کی فراوانی دی جو خوراک کا بڑا حصہ فراہم کرتے تھے۔

(6)﴿بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ﴾ ''پاکیزہ شہر ہے'' یعنی یہ شہر پاکیزہ اور صحت افزا ہے۔ پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اس پر شکر ادا کرو کہ اس نے اس علاقے کی آب و ہوا کو معتدل، نہایت خوشگوار، پاکیزہ اور صاف بنایا تھا۔ وہاں مکھیاں، مچھر، بچھو اور دیگر کیڑے مکوڑے نہیں تھے۔

(7)﴿وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ﴾ ''اور رب ہے بے حد بخشنے والا'' رب العزت نے ان سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر وہ اس کا شکر ادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں گے تو وہ انہیں بخش دے گا۔

﴿فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ

''پھر بھی وہ منہ موڑ گئے چنانچہ ہم نے اُن پر بند کا سیلاب بھیج دیا اور اُن کے دو باغوں کے بدلے ہم نے انہیں دو ایسے باغ

اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ﴾

دیئے جو بدمزہ پھلوں اور جھاؤ کے درختوں اور تھوڑی سی بیریوں والے تھے'' (16)

سوال: قوم سبا کی ناشکری اور سیلاب کی آمد کی وضاحت ﴿فَاَعْرَضُوْا...قَلِيْلٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ﴾ ''پھر بھی وہ منہ موڑ گئے چنانچہ ہم نے اُن پر بند کا سیلاب بھیج دیا'' قوم سبا نے توحید اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے اعراض کیا اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کی پرستش کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سیلاب بھیج دیا جس نے سد مآرب کو توڑ دیا۔

(2) سد مآرب دو پہاڑوں کے درمیان مضبوط اور مستحکم دیوار تھی جس سے پانی محفوظ ہو گیا تھا اور اسی پانی سے نہروں کا جال میلوں تک پھیلے ہوئے باغات کو سیراب کرتا تھا۔

(3) جب اللہ تعالیٰ نے سیلاب بھیج کر انہیں سزا دینی چاہی تو دیوار میں سوراخ کر دیا۔ پانی کے زور سے دیوار ٹوٹ گئی اور پوری تباہیوں کے ساتھ طوفان آ گیا۔

(4) ﴿وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ﴾ ''اور اُن کے دو باغوں کے بدلے ہم نے انہیں دو ایسے باغ دیئے جو بدمزہ پھلوں اور جھاؤ کے درختوں اور تھوڑی سی بیریوں والے تھے۔'' جب سیلاب اتر گیا تو ہرے بھرے باغوں کی بجائے جھاؤ، جھاڑیاں اور کچھ جنگلی بدمزہ پھلوں کے درخت رہ گئے تھے یا پیلو کے اور ببول کے درخت اُگ آئے تھے۔ کفر اور شرک کا، حق کو جھٹلانے کا خوف ناک انجام ہے۔ یہ ان کی زرعی ترقی کا حشر تھا جس پر وہ پھولے نہیں سماتے تھے۔

﴿ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ﴾

''یہ ہم نے اُنہیں اس کا بدلہ دیا جو انہوں نے ناشکری کی تھی اور یہ بدلہ ہم نہیں دیتے مگر جو بہت ناشکرا ہو؟'' (17)

سوال: ناشکری کی سزا کی وضاحت ﴿ذٰلِكَ...الْكَفُوْرَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا﴾ ”یہ ہم نے انہیں اس کا بدلہ دیا جوانہوں نے ناشکری کی تھی“ یہ ان کے کفر،شرک اور حق کے جھٹلانے اور حق دشمنی کی جزا ہے۔

(2)﴿وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ﴾ ”اور یہ بدلہ ہم نہیں دیتے مگر جو بہت ناشکرا ہو؟“ یہ کفر کی سزا ہے۔ ایسی سزا ناشکروں کو نا قدروں کو ہی ملا کرتی ہے۔ ایسی سزا احسان فراموشوں کو ہی ملا کرتی ہے۔

(3) یہ سزا کچھ قوم سبا سے ہی مختص نہ تھی، بلکہ جو قوم بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے بعد اپنے محسن حقیقی کو بھول جاتی ہے اور اس کا شکرادا کرنے کے بجائے سرکشی کی راہ اختیار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ وہ اس قوم کو ایسے ہی انجام سے دو چار کر دیتا ہے۔ (تیسیر القرآن: 626/3، 627)

(4) سیدنا ابو خیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”گناہوں کا بدلہ یہی ہوتا ہے کہ عبادتوں میں سستی آ جائے، روزگار میں تنگی واقع ہو، لذتوں میں سختی آ جائے یعنی جہاں کسی راحت کا منہ دیکھا فوراً کوئی زحمت آ پڑی اور مزہ مٹی ہو گیا۔“ (ابن کثیر: 294)

﴿وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا

”اور ہم نے اُن کے اور اُن کی بستیوں کے درمیان جن کو ہم نے برکت عطا کی تھی، نظر آنے والی بستیاں بنادی تھیں اور ہم نے اُن میں

السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ﴾

چلنے کا اندازہ مقرر کر دیا تھا، اُن میں رات دن امن کے ساتھ چلتے پھرتے رہو“ (18)

سوال: مآرب والوں کے عیش، امن وامان اور عافیت کے بیان کی وضاحت ﴿وَجَعَلْنَا ... اٰمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً﴾ ”اور ہم نے اُن کے اور اُن کی بستیوں کے درمیان جن کو ہم نے برکت عطا کی تھی، نظر آنے والی بستیاں بنادی تھیں“ مآرب والوں کے عیش وآرام ان کے امن وامان اور ان کی عافیت کا بیان ہے۔ وہ سونا اگلتی زمین میں عیش وآرام اور امن سے زندگی گزار رہے تھے۔ مسافروں کو سامان سفر ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ ہر جگہ پانی اور پھل موجود تھے۔

(2) ان کی ترقی اور خوشحالی کی دوسری وجہ ان کا تجارتی نظام تھا۔ ان کے تجارتی قافلے اپنے علاقے (موجودہ یمن) سے لے کر شام تک جاتے تھے اور شام ہی کی سرزمین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ”ایسی زمین جسے ہم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے برکت دے رکھی ہے" کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ان دنوں یہ چار ماہ کا سفر تھا اور تجارتی شاہراہ کو اللہ تعالیٰ نے "امام مبین" کے الفاظ کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے اسی تجارتی شاہراہ پر قریش کے تجارتی قافلے مکہ سے شام تک سفر کرتے تھے۔یہ تجارتی شاہراہ اس لحاظ سے تھی کہ برلب سڑک اور نزدیک نزدیک آبادیاں موجود تھیں جہاں مسافروں کو کھانا پانی مل سکتا تھا۔ایک بستی پر انسان پہنچ جائے تو اگلی بستی اس کو سامنے نظر آنے لگتی تھی (اور یہ قُرًى ظَاهِرَةً کا مطلب ہے) اس شاہراہ کی بڑی خوبی یہ تھی کہ کوئی شخص جس وقت بھی آرام کرنا چاہتا تو وہ کر سکتا تھا اور آرام کرنے کے لئے اگلی منزل اس کے قریب ہی ہوتی تھی۔پھر چونکہ اس شاہراہ پر بکثرت آمدورفت رہتی تھی اس لئے لوٹ مار کا بھی اتنا خطرہ نہیں ہوتا تھا جتنا کہ عرب کے دوسرے علاقوں میں تھا۔اس لحاظ سے ان کا یہ تجارتی سفر دوسرے علاقوں کی نسبت بہت آسان بھی تھا اور پر امن بھی۔(تیسیر القرآن:627/3)

(3) اللہ تعالیٰ نے ان کے اور برکت والی بستیوں کے درمیان دیہات بنائے تھے۔ایک مقرر راستہ تھا جسے وہ پہچانتے تھے اور گھنی چھاؤں میں امن وامان کے ساتھ سفر کرتے تھے۔

(4) ﴿وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ﴾ "اور ہم نے اُن میں چلنے کا اندازہ مقرر کر دیا تھا" یعنی ان کے لیے راستہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا تھا۔وہ اسے چھوڑ کر ادھر ادھر نہیں ہوتے تھے۔

(5) ﴿سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ﴾ "اُن میں رات دن امن کے ساتھ چلتے پھرتے رہو" وہ ان میں دن رات بے خوف ہو کر امن اور اطمینان سے سفر کرتے تھے۔ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم، اس کا احسان اور اس کی نعمتوں کی تکمیل تھی کہ اس نے انہیں امن دیا اور خوف سے مامون رکھا۔

﴿فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ

"تو انہوں نے کہا:"اے ہمارے رب! ہمارے سفروں کے درمیان دوری پیدا کر دے" اور انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم

فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ط

کیا تو ہم نے اُنہیں افسانہ بنا کر رکھ دیا اور ہم نے اُنہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، ہر طرح سے ٹکڑے ٹکڑے کرنا بلاشبہ اس میں

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ﴾

ہر بڑے صبر کرنے والے، بہت شکر کرنے والے کے لئے یقیناً نشانیاں ہیں" (19)

سوال: سبا والے قریب قریب کی بستیوں سے اکتا گئے، اس کی وضاحت ﴿فَقَالُوا...شَكُورٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا﴾ ’’تو انہوں نے کہا: ’’اے ہمارے رب! ہمارے سفروں کے درمیان دوری پیدا کردے‘‘ سبا والے قریب قریب کی بستیوں سے اکتا گئے تو تمنا کرنے لگے کہ ان کی بستیوں کے درمیان کا آسان سفر دور ہو جائے۔ سفر کے لیے لمبے لمبے چوڑے میدان اور بیابان ہوں تا کہ سفر کا حقیقی لطف اٹھائیں سامان سفر بھی ہو اور صعوبتیں بھی تو سفر کا مزہ آئے گا۔

(2) جب انسان مال و دولت کے نشہ میں مست ہوتا ہے اور اس کو ہر طرف سے آسودگی اور آسانیاں ہی میسر ہونے لگتی ہیں تو بعض دفعہ وہ اس مستی میں بعض انہونی باتیں بھی بکنے لگتا ہے کہ لوگ جو سفر سے متعلق ایسی مشکلات بیان کرتے ہیں کہ اتنے دن کچھ کھانے کو ملا نہ پینے کو، ہم فلاں مقام پر جا کر راستہ بھول گئے تو ہمیں کوئی آدم زاد نظر نہ آتا تھا جس سے راستہ ہی پوچھ سکیں وغیرہ وغیرہ چنانچہ وہ یہ آرزو کرنے لگے کہ ہمارا بھی کوئی سفر تو ایسا ہونا چاہیے ممکن ہے ان لوگوں نے یہ بات زبان قال سے نہ کہی ہو زبان حال سے کہی ہو۔ یعنی دل میں ایسے خیالات آنے لگتے ہوں۔ جب ان لوگوں کی زرعی معیشت تباہ ہوگئی تو یہی چیز ان کی تجارتی ترقی کی تباہی کا باعث بن گئی۔ جب اپنے مال کی پیداوار ہی ختم ہو جائے تو پھر تجارت کیسی؟ اگر بیرون ملک کی چیزیں ہی خریدی جائیں اور بیرون ملک ہی بیچی جائیں تو اس کا کتنا منافع ہو سکتا ہے اور اس کا دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کثیر آبادیاں جو اس شاہراہ کے کنارے آباد تھیں وہاں سے اٹھ کر دوسرے مقامات کی طرف چلی گئیں کیونکہ ان کی معیشت کا انحصار بھی زیادہ تر انہی تجارتی قافلوں کی اشیائے خوردنی کی خرید و فروخت پر تھا۔ اس طرح سبا کی تمام نو آبادیاں تباہ و برباد ہو کر رہ گئیں۔ (تیسیر القرآن: 627/3)

(3)﴿وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ ’’اور انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا‘‘ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کر کے خود پر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی نعمت کے ذریعے سزا دی جس نے انہیں سرکش بنا دیا تھا۔ رب العزت نے ان پر بند توڑنے والا منہ زور سیلاب بھیج دیا۔

(4)﴿فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ﴾ ’’تو ہم نے اُنہیں افسانہ بنا کر رکھ دیا اور ہم نے اُنہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، ہر طرح سے ٹکڑے ٹکڑے کرنا‘‘ جب سیلاب آیا تو ان کے باغات جھاؤ اور جھاڑ جھنکار میں بدل گئے۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قصے کہانیاں بنا کر رکھ دیا۔ ان کی مثال دی جانے لگی ’’تفرقوا ایدی سبا‘‘ وہ ایسے بکھر گئے جیسے قوم سبا بکھر گئی۔

(5) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کو خط لکھا اور سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ہاتھ روانہ فرمایا۔آپ ﷺ نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اسے بحرین کے گورنر کے حوالے کردے،تو بحرین کے گورنر نے اسے کسریٰ (شاہ ایران) کے پاس پہنچادیا۔تو جب اس نے خط پڑھا تو اسے پھاڑ دیا۔(امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے کہ سیدنا سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے یہ کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان (مجوسیوں) کے لیے بدعا کی: ﴿أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ﴾ ''اے اللہ! وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو (کر تباہ ہو) جائیں۔''(بخاری:4424)

(6)﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ﴾ ''بلاشبہ اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے،بہت شکر کرنے والے کے لئے یقیناً نشانیاں ہیں''اس واقعے میں ہر صابر اور شکر گزار کے لیے بڑی بڑی عبرتیں ہیں۔

(7) ناپسندیدہ امور اور سختیوں پر صبر کرنے والا،جو ان کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر برداشت کرتا ہے،ان پر ناراضی کا اظہار نہیں کرتا بلکہ ان پر صبر کرتا ہے،وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اقرار اور اعتراف کرکے اس پر اس کا شکر ادا کرتا ہے،منعم کی حمد وثنا بیان کرتا ہے اور اس نعمت کو اس کی اطاعت میں صرف کرتا ہے۔جب ان کا قصہ سنا جاتا ہے کہ ان کے کرتوت کیا تھے اور ان کے ساتھ کیا کیا گیا تو معلوم ہوجاتا ہے کہ ان کو یہ سزا اس بنا پر دی گئی کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناسپاسی کی تھی،نیز یہ اس پر بھی دلیل ہے کہ جو کوئی اس قسم کا رویہ اختیار کرے گا اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے گا۔(i) یہ آیات کریمہ دلالت کرتی ہیں کہ ''شکر'' اللہ تعالیٰ کی نعمت کی حفاظت اور اس کی ناراضی کو دور کرتا ہے۔(ii) یہ آیات کریمہ دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اپنی خبر میں سچے ہیں۔(iii) ان آیات سے مستفاد ہوتا ہے کہ جزا حق ہے جیسا کہ اس کا نمونہ دنیا میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔(تفسیر سعدی:2188،2187/3)

﴿وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ابلیس نے اُن پر اپنا گمان سچ کردکھایا،تو اہلِ ایمان کے ایک گروہ کے سوا اُن سب نے اُس کا پیچھا کیا''(20)

سوال: ناشکروں نے شیطان کی بات سچ کردکھائی،اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ ... مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ابلیس نے اُن پر اپنا گمان سچ کردکھایا'' رب العزت نے فرمایا کہ سبا ایسی قوم ہے جس پر ابلیس نے اپنا وعدہ سچ کردکھایا:﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾﴾ ''اس نے کہا: ''تو تیری عزت کی قسم! میں اُن سب کو ضرور گمراہ کروں گا۔سوائے تیرے اُن بندوں کے جو خالص کردیئے گئے۔''(ص:83،82)

(2) یہ شیطان کا گمان تھا جو یقین پر مبنی نہ تھا کیونکہ شیطان غیب کا علم جانتا ہے نہ اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خبر ہی آئی تھی کہ وہ ان سب کو بدراہ کرے گا سوائے ان مستثنیٰ لوگوں کے۔پس یہ لوگ اور ان جیسے دیگر لوگ، جن کے بارے میں شیطان کا گمان سچا ثابت ہوا، اس نے ان کو اپنے راستے پر چلنے کی دعوت دی اور ان کو بہکایا۔(تفسیر سعدی:2189/3)

(3)﴿فَاتَّبَعُوْهُ﴾ ''سو اُن سب نے اُس کا پیچھا کیا'' سبا والوں نے جب خواہش پرستی کی اور شیطان کے پیچھے چلے تو ان کا کتنا حسرت ناک انجام ہوا۔ ان پر شیطان نے اپنا گمان سچ کر دکھایا۔﴿قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ''اس نے کہا: کیا تو نے دیکھا یہ شخص جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے؟ یقیناً اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے گا تو بہت تھوڑے لوگوں کے سوا اس کی پوری نسل کو ہر صورت جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا۔'' (بنی اسرائیل:62)

(4)﴿اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اہلِ ایمان کے ایک گروہ کے سوا'' سچے مومن ابلیس کی پیروی نہیں کرتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہوتے ہیں اور شیطان ان کو اغوا کرنے کا راستہ نہیں پاتا کیونکہ مومن اس کی پیروی نہیں کرتے۔

﴿وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا

''اور ابلیس کا اُن پر کوئی غلبہ نہ تھا مگر تا کہ ہم معلوم کر لیں کہ اُن میں سے کون آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون اس کے بارے میں

ع 2/12/8

فِيْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ﴾

شک میں ہے؟ اور آپ کا رب ہر چیز پر پوری طرح نگران ہے'' (21)

سوال: شیطان مسلط کرنے کی حکمت ﴿وَمَا كَانَ ... حَفِيْظٌ﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ﴾ ''اور ابلیس کا اُن پر کوئی غلبہ نہ تھا'' رب العزت نے شیطان کو مسلط کرنے کی حکمت واضح فرمائی ہے کہ شیطان کو ان پر کوئی غلبہ تو حاصل نہیں ہے نہ وہ کسی کو اپنے ارادے کے مطابق عمل کرنے کے لیے مجبور کر سکتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ شیطان بنی آدم کو گمراہ کرنے کے لیے انہیں فریب دیتا ہے۔

(2)﴿اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ﴾ ''مگر تا کہ ہم معلوم کر لیں کہ اُن میں سے کون آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون اس کے بارے میں شک میں ہے؟'' تا کہ مومن اور کافر کا فرق واضح ہو جائے کہ کون بن دیکھے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور کون انکار کرتا ہے۔ (3) تا کہ امتحان کا بازار گرم رہے، سچے اور جھوٹے میں امتیاز واقع ہو جائے، وہ شخص پہچانا جائے جس کا ایمان صحیح ہے جو امتحان، آزمائش اور شیطانی شبہات کے وقت ثابت قدم رہا اور وہ شخص بھی پہچان لیا جائے جس کا ایمان صحیح نہیں جو ادنیٰ سے شبہے پر متزلزل ہو جاتا ہے اور اس سے متضاد تھوڑی سی دعوت پر اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موقف سے ہٹ جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے امتحان کا ذریعہ بنایا ہے جس سے وہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے اور پاک لوگوں میں سے ناپاک کو ظاہر کر دیتا ہے۔(تفسیر سعدی:2189/3) (4)﴿وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ حَفِيۡظٌ﴾ ''اور آپ کا رب ہر چیز پر پوری طرح نگران ہے'' یعنی آپ کا رب محافظ ہے۔ مومن اس کی حفاظت کا سہارا لیتے ہیں تو شیطان ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ کافر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی حفاظت ان سے ہٹ جاتی ہے اور وہ شیطان کے دھوکے کا شکار ہو جاتے ہیں۔(5) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی، ان کے اعمال کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

﴿قُلِ ادۡعُوا الَّذِيۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ‌ۚ لَا يَمۡلِكُوۡنَ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَ

''آپ کہہ دیں پکارو اللہ تعالیٰ کے سوا جن کے بارے میں تم نے گمان کیا ہے، وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ برابر کسی چیز کی ملکیت

لَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا لَهُمۡ فِيۡهِمَا مِنۡ شِرۡكٍ وَّمَا لَهٗ مِنۡهُمۡ مِّنۡ ظَهِيۡرٍ﴾

نہیں رکھتے اور نہ ہی اُن کا ان دونوں میں کوئی حصہ ہے اور نہ ہی اُن میں سے کوئی اُس کا مددگار ہے''(22)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی سچا معبود ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلِ ادۡعُوا... مِّنۡ ظَهِيۡرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قُلِ ادۡعُوا الَّذِيۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ﴾ ''آپ کہہ دیں پکارو اللہ تعالیٰ کے سوا جن کے بارے میں تم نے گمان کیا ہے'' اے ہمارے رسول ﷺ ان خود ساختہ معبودوں کی عبادت کو باطل کرنے کے لیے آپ کہہ دیں۔ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو اس کا شریک سمجھتے ہو انہیں پکار دیکھو۔

(2) وہ بے بس ہیں، عاجز ہیں تمہاری پکار کا جواب نہیں دے سکتے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿يُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَيُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيۡلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ لَهُ الۡمُلۡكُ ؕ وَالَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مَا يَمۡلِكُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِيۡرٍ﴾ ''وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور سورج اور چاند کو اُس نے مسخر کر رکھا ہے، ہر ایک مقررہ وقت تک کے لیے چل رہا ہے، یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب، بادشاہی اُسی کی ہے اور اُس کے سوا جن لوگوں کو بھی تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کی ملکیت بھی نہیں رکھتے۔'' (فاطر:13)

(4)﴿لَا يَمۡلِكُوۡنَ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الۡاَرۡضِ﴾ ''وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ برابر کسی چیز کی ملکیت نہیں رکھتے'' اللہ تعالیٰ تمام اختیارات کا مالک ہے۔

(5) آسمان و زمین میں کوئی خیر اور شر پر ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتا، کوئی کسی کو نفع پہنچانے اور نقصان سے بچانے کی قدرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں رکھتا کیونکہ کسی کا زمین اور آسمان کی پیدائش، ملکیت اور تصرف میں ذرہ برابر اختیار نہیں۔

(6)﴿وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ﴾ ''اور نہ ہی اُن کا ان دونوں میں کوئی حصہ ہے'' زمین و آسمان میں نہ تو وہ کسی چیز کے مالک ہیں نہ ملکیت میں شریک ہیں۔ وہ زمین اور آسمان میں سے کسی ذرے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔

(7)﴿وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ﴾ ''اور نہ ہی اُن میں سے کوئی اُس کا مددگار ہے'' ان میں سے کوئی رب کا مددگار نہیں ہے کہ ان کو پکارنا نفع مند ہو، ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔ وہ اکیلا معبود ہے، وہ ایک ہے، بے نیاز ہے، اس کی کوئی نظیر نہیں۔ وہ تنہا بلا شرکت غیرے تمام کام کرتا ہے۔

﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا

''اور اُس کے پاس کوئی شفاعت کام نہیں آئے گی مگر جس کے لیے وہ اجازت دے حتیٰ کہ جب اُن کے دلوں سے گھبراہٹ دور کی

مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾

جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہیں گے ''حق'' اور وہ سب سے بلند، بہت بڑا ہے'' (23)

سوال: اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کرے گا، اس کی وضاحت ﴿وَلَا تَنْفَعُ ... الْكَبِيْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ﴾ ''اور اُس کے پاس کوئی شفاعت کام نہیں آئے گی مگر جس کے لیے وہ اجازت دے'' اللہ تعالیٰ کی عظمت، اس کے جلال کا عالم ایسا ہوگا کہ کوئی اس کی مرضی کے بغیر زبان نہیں کھولے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ ''کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اُس کی جناب میں سفارش کرے۔'' (البقرۃ:255)

(2) فرشتوں کی سفارش بھی کام نہیں آئے گی، فرمایا: ﴿وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى﴾ ''اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی کام نہیں آسکتی مگر اُس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اجازت دے جس کے لیے چاہے اور پسند کرے۔'' (النجم:26)

(3) فرشتے ان کی سفارش کریں گے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا، فرمایا: ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ﴾ ''وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پیچھے ہے اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کے لیے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرے اور وہ اس کے خوف سے ڈرنے والے ہیں۔" (الانبیاء:28)

(4)﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾ "اُس دن سفارش فائدہ نہ دے گی مگر جس کو رحمن اجازت دے گا اور اُس سے بات کرنا پسند فرمائے گا۔" (طٰہٰ:109)

(5) یہ وہ تعلقات اور امیدیں ہیں جو مشرکین اپنے خود ساختہ معبودوں، بتوں، انسانوں اور شجر و حجر سے وابستہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام امیدوں کو منقطع کر دیا اور ان کے بطلان کو اچھی طرح واضح کر کے شرک کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔ چونکہ مشرک غیر اللہ کی عبادت صرف اس لیے کرتا ہے کہ اسے غیر اللہ سے کسی نفع کی امید ہوتی ہے اور یہی امید شرک کی موجب ہوتی ہے تو جب یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ہستی، جسے یہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتا ہے، کسی نفع و نقصان کی مالک ہے، نہ مالک کی ملکیت میں شریک ہے، نہ اس کی معاون اور مددگار ہے اور نہ مالک کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکتی ہے تو اس کا یہ پکارنا اور اس کی یہ عبادت عقل کے مطابق گمراہی اور شرع کے مطابق باطل ہے۔ اس کے برعکس مشرک کو اس سے جو چیز حاصل ہوتی ہے وہ اس کے مقصود و مطلوب کے بالکل الٹ ہوتی ہے۔ مشرک ان خود ساختہ معبودوں کے ذریعے سے نفع چاہتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس نفع کا بطلان اور اس کا معدوم ہونا واضح کر دیا ہے اور بعض دیگر آیات میں ان خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرنے والے کے لیے ان کے ضرر کو بیان کر دیا ہے۔ یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ قیامت کے روز یہ ایک دوسرے کا انکار کریں گے، ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ فرمایا: ﴿وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ﴾ "اور جب تمام انسان جمع کر دیے جائیں گے تو وہ اُن کے دُشمن ہو جائیں گے اور اُن کی عبادت کا انکار کرنے والے ہوں گے۔" (الاحقاف:6) بڑی عجیب بات ہے کہ مشرک آدمی تکبر و استکبار کی وجہ سے رسولوں کی اطاعت اس گمان سے نہیں کرتا کہ وہ بشر ہیں اور اس کا حال یہ ہے کہ وہ شجر و حجر کو پکارتا ہے اور ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے، محض تکبر کی بنا پر رحمان کے لیے اخلاص نہیں رکھتا مگر اپنے بدترین دشمن شیطان کی اطاعت کرتے ہوئے ان ہستیوں کی عبادت پر راضی ہو جاتا ہے جن کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے۔" (تفسیر سعدی:3/2190، 2191)

(6)﴿حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ﴾ "حتی کہ جب اُن کے دلوں سے گھبراہٹ دور کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تمھارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہیں گے "حق" سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے فیصلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو سن کر جھکتے ہوئے عاجزی کرتے ہوئے اپنے بازو پھڑ پھڑاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان انہیں اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر چلانے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا اور وہ بہت اونچا، سب سے بڑا ہے۔ پھر ان کی یہی گفتگو چوری چھپے سننے والے شیطان سن کر بھاگتے ہیں۔ شیطان آسمان کے نیچے یوں نیچے اوپر ہوتے ہیں، سفیان نے اس موقع پر ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ الگ کر کے شیاطین کے جمع ہونے کی کیفیت بتائی کہ اس طرح سے شیاطین ایک کے اوپر ایک رہتے ہیں۔ پھر وہ شیاطین کوئی ایک کلمہ سن لیتے ہیں اور اپنے نیچے والے کو بتاتے ہیں، اس طرح وہ کلمہ ساحر یا کاہن تک پہنچتا ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ کلمہ اپنے سے نیچے والے کو بتائیں، آگ کا گولہ انہیں آدبوچتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ بتا لیتے ہیں تو آگ کا انگارہ ان پر پڑتا ہے۔ اس کے بعد کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ (ایک بات جب اس کاہن کی صحیح ہو جاتی ہے تو ان کے ماننے والوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے کہ کیا اسی طرح ہم سے فلاں دن کاہن نے نہیں کہا تھا، اسی ایک کلمہ کی وجہ سے جو آسمان پر شیاطین نے سنا تھا، کاہنوں اور ساحروں کی بات کو لوگ سچا جاننے لگتے ہیں۔'' (بخاری:4800) جن کی عظمت کے آگے مقرب فرشتے غش کھاتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ وہ حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔ مشرکوں کو کیا ہے کہ وہ تکبر سے اپنے رب کی عبادت کا انکار کرتے ہیں۔

(7) قیامت کے روز جب مشرکین کی گھبراہٹ دور ہوگی اور انہیں ہوش آئے گا تو ان سے دنیا میں ان کے احوال کے بارے میں سوال کیا جائے گا، حق لانے والے رسولوں کی تکذیب کے بارے میں ان سے پوچھا جائے گا تو وہ اقرار کریں گے کہ کفر اور شرک پر مبنی ان کا موقف باطل تھا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اور انبیاء و مرسلین نے اس کے بارے میں خبر دی تھی وہی حق تھا۔ تو اس سے پہلے جو کچھ وہ چھپایا کرتے تھے سب ان کے سامنے ظاہر ہو جائے گا اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حق تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے۔ (تفسیر سعدی:2191/3)

(8) ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ﴾ ''اور وہ سب سے بلند'' اور وہ ساری مخلوقات سے اوپر ہے، وہ عالی قدر ہے، اپنی صفات کی عظمت اور بلندی کی بنا پر وہ سب پر غالب ہے۔

(9) ﴿الْكَبِيْرُ﴾ ''بہت بڑا ہے'' وہ اپنی ذات میں کبیر ہے وہ اپنی صفات میں سب سے بڑا ہے۔ اس کا حکم سب پر غالب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى

''آپ کہہ دیں کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ اور بیشک ہم یا تم میں سے ایک

اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾

ضرور ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ہیں'' (24)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ مَنْ ۔۔۔ مُّبِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں'' رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ ان سے سوال کرتے ہوئے کہیں۔

(2) ﴿مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟'' کون ہے جو بارش نازل کر کے زمین سے تمہارے لیے رزق پیدا کرتا ہے۔

(3) ﴿قُلِ اللّٰهُ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ'' یعنی مشرک بھی یہی جواب دیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ جو آسمان اور زمین سے رزق عطا کرتا ہے، وہ دریاؤں کو چلاتا ہے، سبزیاں، اجناس اور پھل اگاتا ہے۔ وہ حیوانات کو تمہارے لیے نفع مند بناتا ہے تو جب تم اقرار کرتے ہو تو تمہیں یہ بھی یقین کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق رکھتا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔

(4) ﴿وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''اور بیشک ہم یا تم میں سے ایک ضرور ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ہیں'' یعنی ہم دونوں میں سے ایک گروہ حق پر ہے اور ایک باطل پر۔ ہم نے توحید کی کھلی دلیل پیش کر دی ہے لہٰذا شرک کا راستہ غلط ثابت ہوا۔

(5) ہم نے وہ تمام دلائل واضح کر دیے ہیں جو ہم پیش کرتے ہیں اور جو تم پیش کرتے ہو۔ جن سے کسی شک کے بغیر یقینی علم حاصل ہو جاتا ہے کہ ہم میں سے حق پر کون ہے اور باطل پر کون؟ کون ہدایت یافتہ ہے اور کون گمراہ؟ حتیٰ کہ اس کے بعد تعیین ایسے ہو جاتی ہے جس میں کوئی فائدہ نہیں۔'' (تفسیر سعدی: 3/2193، 2194)

﴿قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا

''آپ کہہ دیں کہ جو جرم ہم نے کیا اُن کے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائے گا اور جو کام تم

نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾

کرتے ہو اُس کے بارے میں ہم سے نہیں پوچھا جائے گا'' (25)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: تمہارا راستہ الگ، ہمارا راستہ الگ ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ "آپ کہہ دیں" اے نبی آپ ﷺ کہہ دیں۔

(2) ﴿لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ "کہ جو جرم ہم نے کیا اُن کے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائے گا اور جو کام تم کرتے ہو اُس کے بارے میں ہم سے نہیں پوچھا جائے گا" یعنی ہمارا راستہ الگ ہے، تمہارا الگ ہمارے جرائم کے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائے گا۔ تمہارے اعمال کے بارے میں ہم سے سوال نہیں کیا جائے گا۔ چھوڑو اس بات کو کہ ہم کیا کرتے ہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْۤا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾﴾ "ہم نہیں کہتے مگر یہ کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تمہیں کسی آفت میں مبتلا کر دیا ہے" اُس نے کہا: "یقیناً میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا کہ اس کے سوا تم جو شریک بناتے ہو بلاشبہ میں ان سے بیزار ہوں اس کے سوا، چنانچہ تم سب مل کر میرے خلاف تدبیر کرو پھر مجھے مہلت بھی نہ دو۔" (ہود: 55،54)

(3) ﴿وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِیْٓـُٔوْنَ مِمَّاۤ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ "اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو کہہ دو کہ میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل، جو کچھ میں کرتا ہوں اس سے تم بری ہو اور جو کچھ تم عمل کرتے ہو اس سے میں بری ہوں۔" (یونس: 41)

(4) ہمارا مقصد صرف سچائی کی تلاش اور انصاف کے راستے پر چلنا ہونا چاہیے۔ (5) دنیا کے احکام ظاہر پر جاری رہتے ہیں جن میں حق کی پیروی کی جاتی ہے اور باطل سے اجتناب ہوتا ہے اور اعمال کا فیصلہ تو آخرت میں احکم الحاکمین کرے گا۔

﴿قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ

"آپ کہہ دیں کہ ہمارا رب ہمیں جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان برحق فیصلہ کرے گا اور وہی خوب فیصلہ کرنے والا،

الْعَلِیْمُ﴾

سب کچھ جاننے والا ہے" (26)

سوال 1: قیامت کے روز سعادت اور شقاوت کھلے گی، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... الْعَلِیْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ "آپ کہہ دیں" اے نبی ﷺ کہہ دیجیے

(2) ﴿یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ﴾ "کہ ہمارا رب ہمیں جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان برحق فیصلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے گا" قیامت کے دن وہ ساری مخلوق کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا اور ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کرے گا۔ جس سے ہر ایک کو پتہ چل جائے گا سچا کون ہے اور جھوٹا کون؟ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ (۱۴) فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ (۱۵) وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ (۱۶)﴾ "اور جس دن قیامت قائم ہوگی اُس دن لوگ جُدا جُدا ہو جائیں گے۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کیں، پس وہی عالی شان باغ میں خوش رکھے جائیں گے۔ اور رہ گئے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تو یہی لوگ عذاب میں حاضر کیے جائیں گے۔" (الروم:14-16)

(3) ﴿وَهُوَ الْفَتَّاحُ﴾ "اور وہی خوب فیصلہ کرنے والا" یعنی اللہ تعالیٰ حاکم اور عادل ہے وہ ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دے گا۔ وہ یقیناً سب سے اچھے فیصلے کرنے والا ہے۔

(4) ﴿الْعَلِيْمُ﴾ "سب کچھ جاننے والا ہے" وہ حقائق، حالات اور امور سے واقف ہے۔ وہ حالات کے حقائق سے خوب واقف ہے۔ وہ مخلوق کے حالات سے خوب واقف ہے، بہترین فیصلے کرنے والا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ حق اور باطل کے درمیان کب فیصلہ کرتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ حق اور باطل کے درمیان تب فیصلہ کرتا ہے جب اہل حق دعوت زوردار انداز میں پیش کرتے ہیں، جب وہ پوری قوت لگاتے ہیں اور اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتے ہیں۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کس وقت کرتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ ہی فیصلے کے وقت تعین کا کرتا ہے۔ وہی حق اور باطل کا مقابلہ کرواتا ہے پھر وہی فیصلے کرتا ہے۔ وقت کے تعین کے بارے میں کوئی اور نہیں جانتا۔

﴿قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ

"آپ کہہ دیں کہ مجھے دکھاؤ جنہیں تم نے اُس کے ساتھ شریک بنا کر اس کے ساتھ ملایا ہے۔ ہرگز نہیں، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے" (27)

سوال: اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، اس کی وضاحت ﴿قُلْ... الْحَكِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں'' اے نبی ﷺ! آپ ان مشرکوں سے کہہ دیں۔

(2)﴿اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ﴾ ''کہ مجھے دکھاؤ جنہیں تم نے اُس کے ساتھ شریک بنا کر اس کے ساتھ ملایا ہے'' مجھے اپنے معبود تو دکھاؤ جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے برابر کا سمجھتے ہو، جنہیں تم نے اس کا شریک بنا رکھا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ''اور وہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا اُن کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ہی انہیں نقصان دے سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے نہ وہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں؟ پاک ہے وہ اور بے حد بلند ہے اُس سے جو وہ شریک بناتے ہیں'' (یونس:18)

(3)﴿اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ﴾ ''سن لو! جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ کسی قسم کے شریکوں کی پیروی نہیں کر رہے، وہ گمان کے سوا کسی کی پیروی نہیں کرتے اور وہ محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔'' (یونس:66)

(4)﴿كَلَّا﴾ ''ہرگز نہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ اس کا کوئی ہم سر نہیں۔ وہ اکیلا ہے، یکتا ہے، بے نیاز ہے، کسی میں اس کا شریک بننے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

(5)﴿بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ''بلکہ وہ اللہ تعالیٰ ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' وہ العزیز ہے جو ہر چیز پر غالب ہے، اس کے سوا ہر چیز مقہور اور اس کے دست تدبیر کے تحت مسخر ہے۔﴿الْحَكِيْمُ﴾ اس نے جو چیز بھی تخلیق کی نہایت مہارت سے تخلیق کی۔ اس نے جو شریعت بنائی، بہترین شریعت بنائی۔ اگر اس کی شریعت میں صرف یہی حکمت پنہاں ہوتی کہ اس نے اپنی توحید اور اخلاص فی الدین کا حکم دیا، اسی کو پسند فرمایا اور اسی کو نجات کی راہ قرار دیا ہے، اس نے شرک اور اللہ تعالیٰ کے ہمسر بنانے سے روکا اور اس کو ہلاکت اور بدبختی کا راستہ قرار دیا ہے تو اس کے کمال حکمت کے اثبات کے لیے یہی دلیل کافی ہے۔ تب اس شریعت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جس کے تمام اوامر و نواہی حکمت پر مشتمل ہیں۔ (تفسیر سعدی:2195/3)

(6) وہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب ہے، قدرتوں والا، حکمت والا، مشرکوں کے بہتانوں سے پاک، سب سے بلند ساری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کائنات سے اعلیٰ ہے۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

''اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے'' (28)

سوال: نبی ﷺ بشیر اور نذیر بنا کر بھیجے گئے، اس کی وضاحت ﴿وَمَآ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ ''اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے'' رب العزت نے فرمایا کہ ہم نے نبی ﷺ کو ساری دنیا کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں: اے لوگو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، وہ ذات جس کے لیے بادشاہت ہے تمام آسمانوں اور زمین کی، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے، سو تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر جو اُمّی نبی ہے ایمان لے آؤ جو اللہ تعالیٰ اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے اور اُس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔'' (الاعراف:158)

(2) ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ ''بہت برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان اُتارا تا کہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو'' (الفرقان:1)

(3) سیدنا قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو عرب و عجم کے لیے رسول بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سب پر عزت دی تا کہ وہ سب ان کی اطاعت کریں۔ (جامع البیان:102/22)

(4) سیدنا عکرمہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کو آسمان والوں پر اور نبیوں پر غرض سب پر فضیلت دی ہے۔ لوگوں نے اس کی دلیل دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''دیکھو قرآن فرماتا ہے کہ ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے کھلم کھلا تبلیغ کر دے اور نبی ﷺ کی نسبت فرماتا ہے کہ ہم نے تجھے عام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔'' (ابن کثیر) (تفسیر الاساس:4533/8)

(5) آپ ﷺ کو بشیر بنا کر بھیجا گیا تا کہ آپ ﷺ ان اعمال سے آگاہ کر دیں جو ثواب کا باعث بنتے ہیں۔

(6) آپ ﷺ کو نذیر بنا کر بھیجا گیا تا کہ آپ ﷺ ان کاموں سے ڈرا دیں، جو عذاب کا باعث بنتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں۔ ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے اور تمام زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاکی کے لائق بنائی گئی ہے پس میری امت کا جو انسان نماز کے وقت کو (جہاں بھی) پالے اسے وہاں ہی نماز ادا کر لینی چاہیے۔ اور میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا ہے مجھ سے پہلے یہ کسی کے لیے بھی حلال نہ تھا اور مجھے شفاعت عطا کی۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوتے تھے لیکن میں تمام انسانوں کے لیے عام طور پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' (بخاری: 335)

(8) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار آیا اور اس نے اونٹ کو مسجد (کے صحن) میں بٹھا کر باندھ دیا، پھر لوگوں سے پوچھنے لگا کہ تم میں سے محمد ﷺ کون ہیں؟ نبی ﷺ اس وقت لوگوں میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا، یہی سفید رنگ کے جو آدمی تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ آپ ﷺ سے کہنے لگا، اے عبدالمطلب کے بیٹے! آپ نے اس سے فرمایا: ''کہو میں سن رہا ہوں'' وہ کہنے لگا، میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، لیکن قدرے سختی سے پوچھوں گا تو آپ اپنے دل میں برا نہ مانیے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو تمہارا جی چاہے پوچھو۔'' اس نے کہا کہ میں آپ کو آپ کے رب اور اگلے لوگوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم، ہاں!'' اس نے کہا، میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ رات اور دن میں پانچ نمازیں پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم، ہاں!'' پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ پورے سال میں ایک ماہ کے روزے رکھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم، ہاں!'' پھر اس نے کہا، میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ ہم میں سے جو مالدار لوگ ہیں ان سے زکوۃ لے کر ہمارے محتاجوں میں تقسیم کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم، ہاں!'' وہ شخص کہنے لگا، جو شریعت آپ لائے ہیں اس پر میں ایمان لایا، مجھے میری قوم کے لوگوں نے بھیجا ہے جو یہاں نہیں آئے، میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور میں بنو سعد بن بکر کے خاندان سے ہوں۔ (بخاری: 63)

(9) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ہر سیاہ سرخ (یعنی جن وانس یا عرب وعجم) کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔'' (مسند احمد: 2135)

(10) ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''مگر اکثر لوگ نہیں جانتے'' اکثر لوگ نہیں جانتے کہ آپ ﷺ کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ساری انسانیت کے لیے بھیجا گیا ہے۔

﴿وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

''اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب ہوگا؟'' (29)

سوال: قیامت کو جھٹلانے کے لیے قیامت کا سوال، اس کی وضاحت ﴿وَيَقُوْلُوْنَ ... صٰدِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَقُوْلُوْنَ﴾ ''اور وہ کہتے ہیں'' یعنی کافر کہتے ہیں۔ اہل مکہ بعث اور جزا کا انکار کرتے ہوئے کہتے تھے۔

(2) ﴿مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ''کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب ہوگا؟'' عذاب کا وعدہ کب پورا ہوگا، قیامت کب آئے گی؟ وہ قیامت کو ناممکن سمجھتے ہوئے سوال کرتے تھے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۗ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ﴾ ''اُسے وہی لوگ جلدی مانگتے ہیں جو اُس پر ایمان نہیں رکھتے، اور جو لوگ ایمان لائے وہ اُس سے ڈرنے والے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ یقیناً وہ حق ہے۔ سن لو! یقیناً جو لوگ قیامت کے بارے میں آپس میں جھگڑتے ہیں یقیناً وہ دُور کی گمراہی میں ہیں۔'' (الشوریٰ:18)

﴿قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّ لَا تَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ ع 3/9

''آپ کہہ دیں کہ تمہارے لیے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے جس سے تم ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ ہی آگے بڑھ سکو گے'' (30)

سوال: وعدہ کا دن مقرر ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ لَّكُمْ ... تَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں'' رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ ان کو عذاب کے واقع ہونے کی خبر دیتے ہوئے کہہ دیں۔

(2) ﴿لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ ''کہ تمہارے لیے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے جس سے تم ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ ہی آگے بڑھ سکو گے'' یعنی تمہارے وعدے کا دن تو مقرر کیا جا چکا وہ لکھا جا چکا۔ شمار کیا جا چکا۔ اس کے وقت میں کمی بیشی ناممکن ہے۔ اس میں گھڑی برابر بھی تقدیم و تاخیر نہیں ہوگی۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کا مقررہ وقت جب آ جاتا ہے تو موخر نہیں کیا جاتا، کاش! تم جانتے ہوتے۔'' (نوح:4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ (۱۰۴) يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ (۱۰۵)﴾ ''اور ہم اسے ایک گنی ہوئی مدت کے لئے ہی مؤخر کر رہے ہیں، جس دن وہ آئے گا، کوئی شخص اس کی اجازت کے سوا کلام نہ کر سکے گا، چنانچہ ان میں کچھ بد بخت اور کچھ نیک بخت ہیں۔'' (ھود:105,104)

(4)﴿قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ ''کہہ دو میں اپنی جان کے لیے نفع ونقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے، ہر اُمت کے لیے ایک وقت ہے جب اُن کا وقت آجاتا ہے تو نہ وہ ایک گھڑی پیچھے رہتے ہیں اور نہ آگے بڑھتے ہیں۔'' (یونس:49) (5) اس دن سے ڈر جاؤ اور اس کے لیے تیاری کرو۔

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَ

''اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ ہم اس قرآن پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی اُس پر جو اس سے پہلے ہے، اور

لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِ الْقَوْلَ ۚ

کاش! آپ دیکھیں جب ظالموں کو ان کے رب کے پاس کھڑا کیا گیا ہوگا ان میں سے ایک دوسرے کی بات کو رد کر رہا ہوگا

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ﴾

جو لوگ کمزور سمجھے گئے وہ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے تھے: ''اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان والے ہوتے'' (31)

سوال: کافر قرآن اور آخرت پر ایمان نہیں لائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَقَالَ ... مُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا'' کافروں نے سرکشی سے کہا۔ یہی ہٹ دھرمی ان کے قرآن اور آخرت پر ایمان نہ لانے کا سبب ہے۔

(2) ﴿لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ ''کہ ہم اس قرآن پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی اُس پر جو اس سے پہلے ہے'' کافروں نے اعلان کیا کہ ہم قرآن پر کبھی ایمان لانے والے نہیں جو محمد ﷺ پر نازل ہوا نہ ان کتابوں پر ایمان لائیں گے جو پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔ انہوں نے تکبر اور عناد سے ایمان لانے سے انکار کر دیا۔

(3) ﴿وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِ الْقَوْلَ﴾ ''اور کاش! آپ دیکھیں جب ظالموں کو ان کے رب کے پاس کھڑا کیا گیا ہوگا ان میں سے ایک دوسرے کی بات کو رد کر رہا ہوگا'' رب العزت نے انہیں ڈرانے کے طور پر فرمایا ہے۔ کاش تم ان کافروں کو اس وقت دیکھو جب یہ رب کے سامنے ذلت سے کھڑے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جھگڑ رہے ہوں گے اور ایک دوسرے کو الزام دے رہے ہوں گے۔

(4)﴿يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا﴾ ''جو لوگ کمزور سمجھے گئے'' یعنی پیروکار کہیں گے جو کمزور سمجھے جاتے تھے۔

(5)﴿لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا﴾ ''وہ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے تھے'' اپنے لیڈروں سے کہیں گے جن کی اتباع کی جاتی تھی۔

(6)﴿لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان والے ہوتے'' یعنی تم ہمیں ایمان نہیں لانے دیتے تھے، تم تھے جنھوں نے کفر کو ہمارے لیے مزین کیا، تم ہمارے اور ہمارے ایمان کے درمیان حائل ہو گئے۔ تمہارے پیچھے ہم نے کفر اختیار کیا۔

(7) بڑے لوگ ہی دنیا میں پیغمبروں کی مخالفت کرتے ہیں اور حق کی طرف بلانے والوں کے پیچھے چلنے سے روکتے ہیں۔ اسی وجہ سے کمزور لوگ یہ کہیں گے کہ تم نہ روکتے تو ہم نہ رُکتے۔

سوال 2: کمزور لوگ بڑوں سے یہ کیسے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے؟

جواب: دنیا میں کمزوری حق بات کہنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ انسان آخرت میں خوفناک حالات سے دوچار ہوگا تو جھوٹی بڑائی کا پول کھل جائے گا۔ مصیبت سر پر پڑے گی تو ان کی زبانیں حق کہنے لگ جائیں گی۔

سوال 3: دنیا میں حق بات کہنے کی توفیق کیوں نہیں ملتی؟

جواب: دنیا میں انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل اور سمجھنے کی صلاحیتیں استعمال نہیں کرتا جس کی وجہ سے حق سمجھنے اور کہنے سے باز رہتا ہے۔

﴿قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ

''جو لوگ بڑے بنتے تھے وہ ان لوگوں سے کہیں گے جو کمزور سمجھے گئے: ''کیا ہم نے تمھیں ہدایت سے روکا تھا اس کے بعد کہ

اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ﴾

وہ تمہارے پاس آچکی تھی؟ بلکہ تم خود ہی مجرم تھے'' (32)

سوال: سردار جواب دیں گے کیا ہدایت آنے کے بعد تمھیں ہم نے اس سے روکا تھا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ الَّذِيْنَ ... مُّجْرِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ﴾ ''جولوگ بڑے بنتے تھے وہ ان لوگوں سے کہیں گے جو کمزور سمجھے گئے کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا اس کے بعد کہ وہ تمہارے پاس آ چکی تھی؟'' لیڈر اور سردار اپنے پیروکاروں سے کہیں گے کیا ہم نے ہدایت آ جانے کے بعد تمہیں اپنی قوت سے روکا تھا۔ ہمیں تم پر کوئی اختیار تو نہیں تھا ہم نے تو تمہیں اپنے راستے پر چلنے کی دعوت دی تھی تمہارے سامنے کفر کو مزین کیا تھا۔ تم نے بے دلیل آنکھیں بند کر کے ہماری بات مان لی اور جو کچھ رسول لائے تھے ان دل لگتے قطعی دلائل کو تم نے ٹھکرا دیا۔ تم نے اپنی پسند، اپنے دلی رجحان کے مطابق یہ راستہ اختیار کیا۔

(2)﴿بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ﴾ ''بلکہ تم خود ہی مجرم تھے'' تمہارا دلی رجحان ہدایت کی طرف نہیں تھا تو یہ تمہارا جرم تھا، تمہارے دلوں میں کھوٹ تھا تو یہ تمہارا جرم تھا۔ اس کا الزام ہمیں کیوں دیتے ہو، ہم نے جبراً تم سے کفر نہیں کروایا تھا۔ تم نے اپنے اختیار سے کفر کیا تھا اس لیے تم خود مجرم ہو۔

﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ

''اور وہ لوگ جو کمزور سمجھے گئے ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے تھے'' بلکہ دن رات کی مکاری تھی جب

تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا

تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کفر کریں اور اس کے ساتھ شریک بنائیں' اور وہ ندامت کو چھپائیں گے جب وہ

الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِیْۤ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ یُجْزَوْنَ

عذاب کو دیکھیں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہم اُن کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے انہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا

اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾

مگر جو وہ عمل کیا کرتے تھے'' (33)

سوال 1: وہ دن رات کے دھوکے تھے جس سے تم ہمیں شر پر ابھارتے رہے، اس کی وضاحت ﴿وَقَالَ... اَنْدَادًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا﴾ ''اور وہ لوگ جو کمزور سمجھے گئے ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے تھے'' پیروکار یعنی کمزور لوگ اپنے لیڈروں اور سرداروں کے جواب میں کہیں گے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا﴾ ''بلکہ دن رات کی مکاری تھی جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کفر کریں اور اس کے ساتھ شریک بنائیں'' تم دن رات دھوکے دے کر ہمیں شر پر ابھارتے رہتے تھے۔ تم نے ہمیں یقین دلایا کہ یہ سیدھا راستہ ہے، تم ہمارے سامنے کفر کو مزین کرتے تھے جب کہتے تھے کہ ہم ہدایت اور صحیح دین پر ہیں۔ تم کہتے تھے ہم حق پر ہیں۔ تم ہی تو ہمیں حق کے خلاف بہکایا کرتے تھے۔ تم ہی تو حق کو باطل قرار دیتے تھے۔ تم ہی تو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ براہ راست نہیں ملتا۔ اللہ والوں سے گناہ بخشواؤ۔ تم ہی تو ہمارے دلوں میں شک پیدا کرتے تھے۔ تم نے ہمارے خلاف جو دن رات سازشیں کیں اس سے ہم دھوکے میں مبتلا ہو گئے اس طرح تم نے ہمیں گمراہ کر کے فتنے میں ڈال دیا۔ رب العزت نے فرمایا:﴿قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''آگ میں داخل ہو جاؤ جنوں اور انسانوں کے گروہوں کے ساتھ جو تم سے پہلے گزر چکے۔ جب بھی کوئی جماعت داخل ہو گی وہ اپنی ساتھی جماعت پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب وہ سب اُس میں آملیں گی تو اُن کی پچھلی اپنے سے پہلی جماعت کے بارے میں کہے گی: ''اے ہمارے رب! یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا چنانچہ آپ اُنہیں آگ کا دوگنا عذاب دیں'' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''ہر ایک کے لئے دوگنا ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔'' (الاعراف:38)

(3)﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا (۲۷) يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا (۲۸)﴾ ''اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو چبائے گا، وہ کہے گا: اے کاش کہ میں رسول کے ساتھ (ہدایت) کا کچھ راستہ اختیار کرتا! ہائے میری بربادی! کاش میں فلاں شخص کو دلی دوست نہ بناتا!'' (الفرقان:28,27)

سوال 2: گردنوں میں طوق ڈال دیے جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَاَسَرُّوا ... يَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ﴾ ''اور وہ ندامت کو چھپائیں گے جب وہ عذاب کو دیکھیں گے'' جب وہ اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھ لیں گے تو دل میں بہت پچھتائیں گے۔ لیڈر بھی اور عوام بھی، سردار اور پیروکار، بڑے اور کمزور سب پشیمان ہوں گے کہ ہائے افسوس ہم اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹک گئے۔ ہم نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی نہ کی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو پہنچ گئے۔ جیسا کہ فرمایا:﴿وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ (۱۰) فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ (۱۱)﴾ ''اور وہ کہیں گے: ''اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو آج ہم بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں نہ ہوتے'' سو وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے، سو دوری ہے بھڑکتی ہوئی آگ والوں کے لیے۔'' (الملک:11,10)

(2)﴿وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِیْۤ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا ہم اُن کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے'' پھر کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے جائیں گے اور انہیں قیدیوں کی طرح زنجیریں پہنا دی جائیں گی جیسا کہ فرمایا:﴿اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ (۷۱) فِی الْحَمِیْمِ ۙ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ (۷۲)﴾ ''جب طوق اور زنجیریں اُن کی گردنوں میں ہوں گے، وہ گھسیٹے جا رہے ہوں گے۔ کھولتے ہوئے پانی میں، پھر وہ آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔'' (المومن:72,71)

(3)﴿هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ ''انہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر جو وہ عمل کیا کرتے تھے'' رب العزت ان کو مخاطب کر کے کہیں گے ہم تمہیں تمہارے اعمال کی سزا کے طور پر عذاب دے رہے ہیں۔ تم جو کفر، نافرمانیاں اور فسق کرتے تھے اس کے مطابق ہر ایک سزا دے رہے ہیں۔

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ

''اور ہم نے کسی بستی میں کوئی خبردار کرنے والا نہیں بھیجا مگر اُس کے خوش حال لوگوں نے کہا: ''یقیناً ہم اُس کا کفر کرنے

اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ﴾

والے ہیں جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے'' (34)

سوال: رسولوں کو پہلے مال دار ہی جھٹلاتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَاۤ... كٰفِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ﴾ ''اور ہم نے کسی بستی میں کوئی خبردار کرنے والا نہیں بھیجا'' رب العزت نے نبی ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: پچھلی امتوں میں بھی ہم نے جب کبھی کوئی خبردار کرنے والا بھیجا ان کی مخالفت کی گئی آپ ﷺ مخالفوں کی پرواہ نہ کریں اور رسولوں کی اتباع کریں۔

(2)﴿اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ﴾ ''مگر اُس کے خوش حال لوگوں نے کہا: ''یقیناً ہم اُس کا کفر کرنے والے ہیں جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے'' مال دار لوگوں نے ہی رسولوں کی مخالفت کی۔ انہوں نے اپنی نعمتوں پر تکبر کر کے کفر کیا۔ جیسا کہ فرمایا:﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا لِیَمْكُرُوْا فِیْهَا ؕ وَمَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑوں کو مجرم بنا دیا ہے تاکہ وہ اس میں مکروفریب کریں اور جو مکروفریب وہ کرتے ہیں اپنے ساتھ ہی کرتے ہیں اور وہ شعور نہیں رکھتے۔'' (الانعام:123)

(3)﴿وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا﴾ ''اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہم کسی بستی کو ہلاک کر دیں تو اُس کے خوشحال لوگوں کو ہم حکم دیتے ہیں، چنانچہ وہ اس میں نافرمانی کرتے ہیں تو بات ان پر ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم اُسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں، بری طرح تباہ و برباد کرنا۔'' (بنی اسرائیل:16)

(4)﴿فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ﴾ ''تو اس کی قوم میں سے سرداروں نے کہا جنہوں نے کفر کیا: ''ہم تمہیں اپنے جیسا انسان ہی دیکھتے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے کہ سطحی رائے رکھنے والے ہمارے کم ترین افراد کے علاوہ کسی نے بھی تیری پیروی کی ہو اور ہم نہیں دیکھتے اپنے آپ پر تمہاری کوئی برتری بلکہ ہم تمہیں جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔'' (ہود:27)

(5) اہل ثروت نے رسولوں سے بھی کہا: جو توحید اور ایمان تم لے کر آئے ہو ہم اس کا انکار کرتے ہیں (فتح القدیر:4/412)

(6) جیسا کہ صالح علیہ السلام سے کہا گیا: ﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾﴾ ''اُس کی قوم کے سرداروں نے جو بڑے بنے ہوئے تھے ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے جاتے تھے، ان میں سے ان کے لئے جو ایمان لائے تھے ان سے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے رب ہی کا بھیجا ہوا رسول ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یقیناً ہم اس پر بھی ایمان رکھنے والے ہیں جس کے ساتھ اُسے بھیجا گیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا جو بڑے بنے ہوئے تھے: بلاشبہ جس پر تم ایمان لائے ہو ہم اُس کا انکار کرنے والے ہیں۔'' (الاعراف:76,75)

﴿وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ﴾

''اور انہوں نے کہا: ''ہم مال اور اولاد میں زیادہ ہیں اور ہم ہرگز عذاب دیے جانے والے نہیں ہیں'' (35)

سوال 1: انہوں نے مال اور اولاد کی کثرت پر تکبر کر کے رسولوں کا انکار کر دیا، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوْا...

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿بِمُعَذَّبِيۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَالُوۡا نَحۡنُ اَكۡثَرُ اَمۡوَالًا وَّاَوۡلَادًا﴾ ''اور انہوں نے کہا: ''ہم مال اور اولاد میں زیادہ ہیں'' تکبر کرنے والوں نے رسولوں کو نہیں مانا۔ انہوں نے مال اور اولاد کی کثرت پر فخر کیا اور اسے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے کرم کی نشانی سمجھا اور یہ سمجھا کہ جب دنیا میں ہمیں نوازا ہے تو آخرت میں بھی مہربانی کرے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿اَيَحۡسَبُوۡنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمۡ بِهٖ مِنۡ مَّالٍ وَّبَنِيۡنَ (۵۵) نُسَارِعُ لَهُمۡ فِى الۡخَيۡرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشۡعُرُوۡنَ (۵۶)﴾ ''کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں مال اور بیٹوں سے مدد دے رہے ہیں؟ ہم انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرم عمل ہیں؟ بلکہ وہ سمجھتے نہیں۔'' (المومنون:56,55)

(2)﴿فَلَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ ؕ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ بِهَا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَتَزۡهَقَ اَنۡفُسُهُمۡ وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ﴾ ''سو ان کے اموال اور ان کی اولادیں آپ کو بھلی نہ لگیں درحقیقت اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ ان کی وجہ سے انہیں دنیا کی زندگی میں عذاب دے اور ان کی جانیں اس حال میں نکلیں کہ وہ کافر ہی ہوں۔'' (التوبہ:55)

(3)﴿وَّمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِيۡنَ﴾ ''اور ہم ہرگز عذاب دیے جانے والے نہیں ہیں'' یعنی اول تو آخرت آئے گی نہیں اور اگر آئے گی تو ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ ہمیں دنیا سے بھی بڑھ کر مال اور اولاد دیے جائیں گے۔

سوال 2: کافر یہ کیوں سمجھتے ہیں کہ مال اور اولاد میں زیادہ ہونے کی وجہ سے ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا؟

جواب: جن لوگوں کے پاس دنیا میں مال اور قوت آجاتی ہے انہیں دنیا میں بڑا مقام مل جاتا ہے یہ چیز انسان کو جھوٹے اعتماد میں مبتلا کر دیتی ہے انسان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ جس رب نے ہمیں دنیا میں مال اور اولاد سے نوازا ہے وہ قیامت کے دن بھی ہمیں عذاب نہیں دے گا وہ دنیا کے معاملے کے مطابق ہی آخرت کے معاملے کو لیتے ہیں انہیں یقین نہیں آتا کہ جب دنیا میں اللہ نے عزت دی ہے تو آخرت میں انہیں بے عزت کر دیا جائے گا۔ حالانکہ دنیا تو امتحان کی جگہ ہے اور آخرت جزا کی جگہ۔ یہاں انسانوں کو جو کچھ ملتا ہے آزمائش کے لیے ملتا ہے۔

سوال 3: جھوٹا اعتماد انسان کو کیا نقصان دیتا ہے؟

جواب:(1) جھوٹا اعتماد ہر دور میں بڑوں کے لیے حق قبول نہ کرنے کا سبب بنا ہے۔

(2) جب وقت کے بڑے حق کو کمتر سمجھ لیتے ہیں تو عوام بھی ان کے پیچھے حق قبول کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔

﴿قُلۡ اِنَّ رَبِّىۡ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ﴾ ع 4/6 10

''آپ کہہ دیں کہ یقیناً میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور وہ تنگ بھی کر دیتا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے'' (36)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: مال دوست دشمن سب کو ملتا ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ﴾ ”آپ کہہ دیں کہ یقیناً میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور وہ تنگ بھی کر دیتا ہے“ رب العزت نے فرمایا: آپ ﷺ جواباً یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ مال تو دوست دشمن سب کو دیتا ہے۔ رزق اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہوتا ہے۔

(2) ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ”مگر اکثر لوگ نہیں جانتے“ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے کسی کو مال دار بنا دیتا ہے کسی کو فقیر۔ کسی کو اللہ تعالیٰ مال دے اس میں بھی حکمت ہے جس کی گہرائی تک لوگ نہیں پہنچ سکتے۔ مال اور اولاد کی کثرت اللہ تعالیٰ کی رضا کی دلیل نہیں ہے۔

سوال 2: رزق کی کشادگی یا تنگی کے بارے میں کافروں کے مغالطے کو کیسے دور کیا گیا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کر دیا کہ رزق تو اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ملتا ہے جس کو چاہتا ہے تنگ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کشادہ رزق دیتا ہے۔ (2) رزق کا تعلق اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مشیت سے ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا سے نہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ مال اس کو بھی دیتا ہے جس کو ناپسند کرتا ہے اور اس کو بھی جسے پسند کرتا ہے۔

(4) وہ جس کو چاہتا ہے غنی کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے محتاج کر دیتا ہے۔

(5) مال واسباب کی زیادتی کسی کے مقرب ہونے کی اور کسی کے غیر مقرب ہونے کی دلیل نہیں۔

﴿وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ

”اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایسے نہیں ہیں جو تمہیں ہمارے قُرب میں نزدیک کر دیں مگر جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے

صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ﴾

تو یہی لوگ ہیں جن کے عمل کی بناء پر ان کی دوگنی جزا ہے اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں پُرامن ہوں گے“ (37)

سوال: مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کے قریب نہیں کرتے، اس کی وضاحت ﴿وَمَآ ... اٰمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى﴾ ”اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایسے نہیں ہیں جو تمہیں ہمارے قُرب میں نزدیک کر دیں“ مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کی رضا کی نشانی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی کا مقام اور مرتبہ مال اور اولاد کی وجہ سے نہیں ہوتا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(2) مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کے قریب نہیں کرتے جیسا کہ ﴿اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ (۵۵) نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (۵۶)﴾ ''کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں مال اور بیٹوں سے مدد دے رہے ہیں؟ ہم انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرمِ عمل ہیں؟ بلکہ وہ سمجھتے نہیں'' (المومنون:56,55)

(3) نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں اور مال نہیں دیکھتا وہ تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔'' (مسلم:6543)

(4) ﴿اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ ''مگر جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے'' اللہ تعالیٰ کے ہاں جو چیز مرتبہ بڑھاتی ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت پر ایمان اور نیک اعمال ہیں۔

(5) ﴿فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا﴾ ''تو یہی لوگ ہیں جن کے عمل کی بناء پر ان کی دوگنی جزا ہے'' صالحین کو ان کے اعمال کا بدلہ بڑھا چڑھا کر عطا کیا جائے گا۔ ان کی ہر نیکی کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی کے اعمال کے اجر کو جتنا چاہے بڑھا سکتا ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(6) ﴿وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ﴾ ''اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں پُرامن ہوں گے'' ایسے نیک لوگوں کو جنت کے عالی شان، بلند محلات میں امن وامان اور اطمینان سے بسایا جائے گا۔ انہیں کسی کا خوف نہیں ہوگا۔

(7) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایسے کمرے ہیں جن کا بیرونی حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آئے گا۔'' ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! یہ کن لوگوں کے لیے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس کے لیے ہوں گے جو اچھی گفتگو کرے، کھانا کھلائے، پابندی سے روزے رکھے اور جب لوگ سو رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے رات میں نماز پڑھے۔'' (ترمذی:2527)

(8) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنتی لوگ اپنے سے اوپر بالا خانوں میں رہنے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح وہ اس ستارے کو دیکھتے ہیں جو آسمان کے کنارے پر مشرق یا مغرب میں صبح کے وقت باقی رہ جاتا ہے، کیونکہ ان میں سے بعض بعض سے افضل ہوگا۔'' صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ محل (یعنی بالا خانے) تو انبیاء کے ہوں گے۔ جنہیں ان کے سوا اور کوئی بھی نہ پا سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ محل ان لوگوں کے لیے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔'' (بخاری:7144)

(9) رب العزت نے فرمایا: ﴿اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَفْضِيْلًا﴾ ”دیکھو کیسے ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے؟ اور یقیناً آخرت درجات کے اعتبار سے بہت بڑی اور فضیلت کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے“ (بنی اسرائیل:21)

﴿وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي

”اور جو لوگ ہماری آیات کے بارے میں کوشش کر رہے ہیں اس حال میں کہ وہ نیچا دِکھانے والے ہیں وہی لوگ

الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ﴾

عذاب میں حاضر کیے جانے والے ہیں“ (38)

سوال: رسولوں کو عاجز کرنے والے عذاب میں حاضر کئے جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْنَ... مُحْضَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ﴾ ”اور جو لوگ ہماری آیات کے بارے میں کوشش کر رہے ہیں اس حال میں کہ وہ نیچا دِکھانے والے ہیں“ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کو اور رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور انہیں عاجز اور بے بس کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں یعنی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا: ﴿وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۡ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾ ”اور تم نہ زمین میں عاجز کرنے والے ہو اور نہ ہی آسمان میں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے“ (العنکبوت:22)

(2) ﴿وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ﴾ ”اور جن لوگوں نے ہماری آیات کے بارے میں کوششیں کیں اس حالت میں کہ وہ نیچا دکھانے والے ہیں، وہی دوزخ والے ہیں“ (الحج:51)

(3) ﴿اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ﴾ ”وہی لوگ عذاب میں حاضر کیے جانے والے ہیں“ انہیں ان کے اعمال کے مطابق عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ انہیں جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عذاب دیا جائے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴾ ”رہے وہ لوگ جن لوگوں نے نافرمانیاں کیں اُن کا ٹھکانہ آگ ہے، جب کبھی وہ ارادہ کریں گے کہ اُس سے نکلیں تو اُس میں لوٹا دیے جائیں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ اب آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے“ (السجدہ:20)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(4) اہل مکہ یہ سمجھتے تھے کہ ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے مؤاخذہ کرنے کی قدرت نہیں رکھے گا اس لیے ہمیں قیامت کے آنے کا ڈر کیوں ہو تو انہیں کہا گیا کہ یہ سب لوگ عذاب میں حاضر کیے جائیں گے۔

﴿قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ

''آپ کہہ دیں کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے بلاشبہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا

اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾

ہے اور جو تم خرچ کرتے ہو پس وہی اُس کا بدلہ بھی دیتا ہے اور وہی بہترین رزق دینے والا ہے'' (39)

سوال 1: کشادگی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... وَيَقْدِرُ لَهٗ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے بلاشبہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے'' اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے خوب رزق میں اضافہ کرتا ہے، خوشحال اور فارغ البال کر دیتا ہے۔

(2) ﴿وَيَقْدِرُ لَهٗ﴾ ''اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے'' اور کسی کو کنگال اور کسی کو بدحال کر دیتا ہے۔

(3) جس کو چاہے شاہ بنا دے اور جس کو چاہے گدا بنا دے۔ (4) رزق کی تنگی بدبختی اور خوشحالی سعادت کی دلیل نہیں ہے۔

(5) رزق کی تنگی اور فراخی میں اللہ تعالیٰ کی گہری حکمتیں کارفرما ہوتی ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا﴾ ''دیکھو کیسے ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے؟ اور یقیناً آخرت درجات کے اعتبار سے بہت بڑی اور فضیلت کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے'' (بنی اسرائیل: 21)

(6) اصل فوقیت آخرت کی ہے جہاں کوئی جنت کے محلات میں اور کوئی دوزخ کی بستیوں میں ہوگا۔

سوال 2: اے انسان! خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا، اس کی وضاحت ﴿وَمَآ ... الرّٰزِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ ''اور جو تم خرچ کرتے ہو'' جو بھی تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو وہ کسی قریبی رشتہ دار پر کرو یا مسکین، یتیم پر، وہ کسی ہمسائے پر کرو یا اجنبی پر، واجب صدقہ کرو یا مستحب۔

(2) ﴿فَهُوَ يُخْلِفُهٗ﴾ ''پس وہی اُس کا بدلہ بھی دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ اس کی جگہ رزق عطا کرے گا۔ خرچ کرنے سے تمہارے رزق میں کمی نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے تمہیں اس کے بدلے میں زیادہ عطا فرمائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) مال کا حقیقی فائدہ انسان کو تب حاصل ہوتا ہے جب انسان مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور عفو و درگزر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں اضافہ ہی فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور اونچا کرتا ہے۔'' (مسلم: 6592)

(5) ﴿وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾ ''اور وہی بہترین رزق دینے والا ہے'' وہ تمہیں ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے تم نے گمان بھی نہ کیا ہو۔ اس لئے اسی سے رزق مانگو اور اس رزق کو بڑھانے کے لئے کوشش کرو۔

(6) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿قَالَ اللّٰهُ: اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ﴾ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم خرچ کرو تو میں تم پر خرچ کروں گا۔'' (بخاری: 7496) (7) اسماء بنت ابی بکر نے عرض کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''خرچ کیا کر، گنا نہ کر، تا کہ تمہیں بھی گن کر نہ ملے، اور جوڑ کر نہ رکھ، تا کہ تم سے بھی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو چھپا نہ لے۔'' (بخاری: 2591)

(8) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے، ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور پھر اسے حق کی راہ میں خرچ کرنے کی ہمت و توفیق بھی دی اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت سے نوازا اور وہ اس کے ساتھ ہی فیصلہ کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہے۔'' (بخاری: 73)

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے مال خرچ کرنے کی ترغیب دینے کے ساتھ یہ وضاحت کی ہے کہ وہ بہترین رزق دینے والوں میں سے ہے اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے دینے والے کے ذہن کے رخ کو درست کیا ہے کہ تم کسی کو دے کر اس کے رازق نہیں بن جاتے۔ رازق تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

(2) انسان اگر کسی کو کچھ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے دیتا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ ایسا رازق ہے جو اپنے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنے کی توفیق بھی دیتا ہے اور اس پر اجر بھی عطا فرماتا ہے یقیناً وہ بہترین رازق ہے۔

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ﴾

''اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر وہ فرشتوں سے کہے گا: ''کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کرتے تھے؟'' (40)

سوال: فرشتوں نے اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا، اس کی وضاحت ﴿وَيَوْمَ ... يَعْبُدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1) ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا﴾ ''اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا'' یعنی جس دن اللہ تعالیٰ مشرکوں اور ملائکہ پرستوں کو اکٹھا کرے گا۔ (تفسیر ماوردی:4/455)

(2) ﴿ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ﴾ ''پھر وہ فرشتوں سے کہے گا'' اللہ تعالیٰ مشرکوں کے سامنے فرشتوں سے پوچھے گا۔

(3) ﴿اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ﴾ ''کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کرتے تھے؟'' کیا تم نے ان لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم دیا تھا تو یہ آپ لوگوں کی عبادت کرتے تھے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ﴾ ''اور جس دن وہ انہیں جمع کرے گا اور انہیں بھی جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے پھر وہ کہے گا: ''کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا یا وہ خود ہی راستے سے بھٹک گئے؟'' (الفرقان:17)

﴿قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ

''وہ کہیں گے: ''پاک ہے تیری ذات، اُن کی بجائے آپ ہی ہمارے دوست ہیں بلکہ وہ تو جنوں کی عبادت کرتے تھے،

اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ﴾

ان کے اکثر اُن ہی پر ایمان لانے والے تھے'' (41)

سوال: فرشتے برأت کا اظہار کیسے کریں گے، اس کی وضاحت ﴿قَالُوْا ... مُّؤْمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1) ﴿قَالُوْا﴾ ''وہ کہیں گے'' فرشتے کہیں گے۔

(2) ﴿سُبْحٰنَكَ﴾ ''پاک ہے تیری ذات'' اے اللہ! تیری ذات اس سے پاک ہے کہ تیرا کوئی شریک ہو تیرے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہو۔

(3) ﴿اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ﴾ ''اُن کی بجائے آپ ہی ہمارے دوست ہیں'' ہم تو تیرے محتاج ہیں تو ہمارا سرپرست ہے۔ ہم تیرے سوا دوسروں کو اپنا سرپرست کیسے بنا سکتے ہیں۔ ہم کسی کو اپنی عبادت کی دعوت کیسے دے سکتے ہیں؟

(4) ﴿بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ﴾ ''بلکہ وہ تو جنوں کی عبادت کرتے تھے'' وہ تو شیطان کی عبادت کرتے تھے۔ ان بتوں کی خوبیاں شیطان نے ہی ان کے دلوں میں بٹھا رکھی تھیں۔ انہوں نے شیطان کی اطاعت کی، اطاعت ہی تو عبادت ہے۔ ان میں سے اکثر شیطان کو پوجتے تھے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا﴾ ''وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہیں پکارتے مگر عورتوں کو اور وہ سرکش شیطان کے سوا کسی کو نہیں پکارتے۔'' (النساء:117)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (۶۰) وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (۶۱)﴾ ''اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرو یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ تم میری عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔'' (یٰس:61,60)

(6) ﴿اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ﴾ ''ان کے اکثر اُن ہی پر ایمان لانے والے تھے'' اکثر لوگ جنوں پر ہی ایمان رکھتے ہیں۔ ان ہی کی مانتے ہیں اور ان ہی کی اطاعت کرتے ہیں۔

﴿فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ

''چنانچہ آج تم میں سے کوئی نہ ایک دوسرے کے لیے نفع کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ہی نقصان کا، اور ہم اُن سے کہیں گے

ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ﴾

جنہوں نے ظلم کیا کہ اس آگ کے عذاب کا مزہ چکھو جس کو تم جھٹلاتے تھے'' (42)

سوال 1: آج کوئی کسی کو نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا، اس کی وضاحت ﴿فَالْيَوْمَ ... تُكَذِّبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا﴾ ''چنانچہ آج تم میں سے کوئی نہ ایک دوسرے کے لیے نفع کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ہی نقصان کا'' اللہ تعالیٰ فرشتوں کے مشرکوں سے اظہار بے زاری کے بعد فرمائیں گے آج تمہارے تعلقات کٹ گئے۔

(2) آج کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکے گا یعنی شفاعت نہیں کر سکے گا، نجات نہیں دے سکے گا اور نہ کوئی کسی کو عذاب دے سکے گا اور نہ ہلاک کر سکے گا۔

(3) ﴿وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ ''اور ہم اُن سے کہیں گے جنہوں نے ظلم کیا'' یعنی جن لوگوں نے شرک کیا، غیر اللہ کی عبادت کی یعنی، انبیاء، اولیاء اور ملائکہ کی عبادت کی، رب العزت ان سے فرمائیں گے۔

(4) ﴿ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ﴾ ''کہ اس آگ کے عذاب کا مزہ چکھو جس کو تم جھٹلاتے تھے'' تم دنیا میں جس بعث اور جزا کو جھٹلاتے تھے اسے آج تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اب دوزخ کے عذاب کو چکھو جس سے نجات پانے کے لئے تم نے کوئی سبب اختیار نہیں کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کے بارے میں وضاحت کی ہے کہ کوئی بھی نفع ونقصان کا مالک نہ ہوگا، اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب: دنیا میں رب کو چھوڑ کر جن کی بھی عبادت کی جاتی ہے اس غلط فہمی کی بنیاد پر کی جاتی ہے کہ یہ فائدہ پہنچائیں گے اور نقصان سے بچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی شعور کو آخرت کے منظر میں لے جا کر دکھا دیا ہے کہ دیکھو آج کوئی بھی کسی کے لیے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہے۔ دیکھو آج جھٹلانے کی وجہ سے آگ کے عذاب کا مزہ چکھایا جا رہا ہے۔

﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ

”اور جب ہماری واضح آیات اُن پر پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایک آدمی ہی تو ہے جو ارادہ رکھتا ہے کہ تمہیں ان سے روک دے

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ

جن کی تمہارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ محض ایک من گھڑت جھوٹ ہے اور ان لوگوں نے حق کے

كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾

بارے میں کہا جنہوں نے کفر کیا، جب وہ ان کے سامنے آیا کہ یہ محض ایک کھلا جادو ہے“ (43)

سوال 1: کافروں کا رسولوں پر جو الزام رہا، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا تُتْلٰى ... اٰبَآؤُكُمْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ﴾ ”اور جب ہماری واضح آیات اُن پر پڑھی جاتی ہیں“ رب العزت نے فرمایا کافر جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مستحق ہیں۔ ان کے عذاب میں مبتلا ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی واضح آیات کی تلاوت کو سنتے تو انہیں جھٹلا دیتے تھے، جس میں قطعی دلائل پیش کئے جاتے تھے۔ جو بھلائی کی دعوت دیتے اور برائی سے روکتے تھے۔ آیات تو عنایات ربانی تھیں۔ ان آیات پر ایمان لا کر ان کی اطاعت کرنی تھی اور انہوں نے کیا کہا۔

(2) ﴿قَالُوْا﴾ ”تو کہتے ہیں“ کافروں نے کہا۔

(3) ﴿مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ﴾ ”کہ یہ ایک آدمی ہی تو ہے جو ارادہ رکھتا ہے کہ تمہیں ان سے روک دے جن کی تمہارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے“ یہ شخص تمہیں آباؤ اجداد کے دین سے ہٹانا چاہتا ہے۔

(4) یعنی جب وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کا حکم دیا کرتا تھا تو اس وقت اس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ تم اپنے باپ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دادا کی عادات کو ترک کر دو، جن کی تم تعظیم اور ان کی پیروی کرتے ہو۔ پس انھوں نے گمراہوں کے کہنے پر حق کو ٹھکرا دیا اور اس کو ٹھکراتے وقت انھوں نے کوئی دلیل اور برہان پیش کی نہ کوئی شبہ وارد کیا اور یہ کون سا شبہ ہے کہ جب رسول بعض گمراہ لوگوں کو اتباع حق کی دعوت دیں تو یہ لوگ دعویٰ کریں کہ گزشتہ زمانے میں ان کے بھائی بند بھی، جن کے یہ پیروکار ہیں، اسی طریقہ پر کاربند تھے؟ اگر آپ ان کی اس سفاہت، حماقت اور گمراہ لوگوں کے کہنے کی وجہ سے ان کے حق کو ٹھکرانے پر غور کریں تو آپ دیکھیں گے کہ ان کی حماقت کے ڈانڈے مشرکوں، دہریوں، فلسفیوں، صابیوں، ملحدوں اور اللہ تعالیٰ کے دین سے نکل بھاگنے والوں کے گمراہ نظریات سے جا ملتے ہیں۔ قیامت تک ہر شخص کے لیے یہی اسوہ رہے گا جو حق کو ٹھکراتا ہے۔ انہوں نے اپنے آباء اجداد کے افعال کو دلیل بنا کر انبیاء مرسلین کی دعوت کو ٹھکرایا اور اس کے بعد حق کو مطعون کیا۔ (تفسیر سعدی: 2/2202,2203)

سوال 2: کافروں نے قرآن کو خود تراشیدہ کھلا جادو قرار دیا، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوْا ... مُّبِيْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوْا﴾ ''اور وہ کہتے ہیں'' کافروں نے کہا۔

(2) ﴿مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى﴾ ''کہ یہ محض ایک من گھڑت جھوٹ ہے'' یعنی یہ تو خود تراشیدہ، گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔

(3) مشرک باپ دادا کے دین کو درست سمجھتے تھے اس لیے اس کے مقابلے میں آنے والے حق کے بارے میں تعصب میں مبتلا تھے۔ اپنے شعور کے دروازے بند کر کے بلا تحقیق بے دھڑک یہ کہتے تھے یہ گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔

(4) ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ ''اور ان لوگوں نے حق کے بارے میں کہا جنہوں نے کفر کیا، جب وہ ان کے سامنے آیا کہ یہ محض ایک کھلا جادو ہے'' جب محمد ﷺ قرآن لے کر آئے تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔ یہ بات وہ حق کو جھٹلانے اور لوگوں کو دھوکہ اور فریب میں مبتلا کرنے کے لئے کہتے تھے۔

﴿وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ﴾

''حالانکہ ہم نے اُنہیں کوئی کتاب نہیں دی جسے وہ پڑھتے ہوں اور ہم نے آپ سے پہلے اُن کی طرف کوئی ڈرانے والا بھی نہیں بھیجا'' (44)

سوال 1: اہل عرب کس کتاب کی اور کس رسول کی تعلیمات یا طریقے سے شرک کو اختیار کئے ہوئے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ... مِنْ نَّذِيْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا﴾ ''حالانکہ ہم نے اُنہیں کوئی کتاب نہیں دی جسے وہ پڑھتے ہوں'' یعنی عربوں کو، مشرکین قریش کو رب العزت نے کوئی کتاب نہیں دی تھی جس میں وہ شرک کرنے کے بارے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے ہوں یا کسی کتاب میں وہ شرک کی اجازت اور مشروعیت کے بارے میں پڑھتے ہوں۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ﴾ ''کیا ہم نے اس سے پہلے اُنہیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اُس کو مضبوط پکڑنے والے ہوں؟'' (الزخرف:21)

(2) ﴿اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ (٣٧) اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ (٣٨)﴾ ''یا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟ کہ بلاشبہ تمہارے لیے اُس میں وہی ہوگا جو تم پسند کرتے ہو'' (القلم:38,37)

(3) ﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ﴾ ''اور ہم نے آپ سے پہلے اُن کی طرف کوئی ڈرانے والا بھی نہیں بھیجا'' یعنی ان کے پاس کوئی رسول بھی ایسا نہیں آیا تھا جو انہیں شرک کی اجازت دیتا یا وہ ان کے لئے شرک کا طریقہ چھوڑ جاتا، پھر یہ بتائیں وہ شرک کس بنیاد پر کرتے ہیں؟

سوال 2: اہل مکہ سے یہ بات کہی گئی کہ نہ تو کتاب دی جسے یہ پڑھتے ہوں نہ کوئی آگاہ کرنے والا آیا۔ اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب: اہل مکہ یہ تمنا کرتے تھے کہ ان کے پاس بھی کوئی اللہ تعالیٰ کی کتاب، اللہ تعالیٰ کا کوئی رسول آئے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی تمنا کو بے دار کرنے کے لیے یہ کہا کہ نہ تو کتاب آئی نہ رسول اس لیے اب کتاب اور رسول بھیجا ہے تاکہ تم قبول کرلو۔

﴿وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا

''اوران لوگوں نے جھٹلا دیا جو اُن سے پہلے تھے، اور جو ہم نے انہیں دیا تھا یہ تو اُس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے ہیں پس انہوں نے

ع 5 9 11

رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ﴾

میرے رسولوں کو جھٹلا دیا، تو کیسا تھا میرا عذاب؟'' (45)

سوال 1: رسولوں کو جھٹلانے والوں پر عذاب آتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَكَذَّبَ ... نَكِيْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''اور ان لوگوں نے جھٹلا دیا جو اُن سے پہلے تھے'' یعنی ان سے پہلے کی قوموں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا۔

(2) ﴿وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ﴾ ''اور جو ہم نے انہیں دیا تھا یہ تو اُس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے ہیں'' جتنی ہم نے انہیں دنیا دے رکھی تھی یہ اس کے دسویں حصّے کو بھی نہیں پہنچے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَاۤ اِنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اُن چیزوں میں بھی اُنہیں قدرت دے رکھی تھی جس میں ہم نے تمہیں قدرت نہیں دی اور ہم نے اُن کے کان، آنکھیں اور دل بنائے تھے چنانچہ نہ ان کے کان، نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل ہی ان کے کسی کام آئے جب وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کر رہے تھے اور اُنہیں اسی (عذاب) نے آگھیرا جس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے۔'' (الاحقاف:26)

(3)﴿فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ﴾ ''پس انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلا دیا، تو کیسا تھا میرا عذاب؟'' یعنی امتوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو دیکھو ان کا کتنا برا انجام ہوا؟ گذشتہ قوموں کو اللہ تعالیٰ نے طوفانی ہوا سے، سخت طوفان سے، چنگھاڑ سے، زلزلے سے، زمین میں دھنسا کر، آسمان سے پتھر برسا کر ہلاک کیا تھا۔ اے جھٹلانے والو بچ جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آجاؤ گے اور عذاب سے بچ نہ پاؤ گے۔

(4)﴿وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿١٣٧﴾ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٣٨﴾﴾ ''اور یقیناً تم اُن پر سے صبح کو گزرتے ہو۔ اور رات کو بھی، تو کیا تم سمجھتے نہیں؟'' (الصافات:138,137)

(5)﴿اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ''تو کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟ کہ وہ دیکھتے کہ اُن لوگوں کا کیا انجام ہوا جو اُن سے پہلے تھے، وہ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں اور زمین کی یادگاروں میں ان سے زیادہ تھے۔ تو اُن کے کام نہ آیا جو وہ کمائی کرتے تھے۔'' (المومن:82)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو ان کی تکذیب پر کیسے تنبیہ کی ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو تنبیہ کی کہ انکار اور تکذیب کا راستہ خطرناک ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے پچھلی امتوں کے حوالے سے بھی واضح کیا کہ وہ بھی انکار کر کے، جھٹلا کر برباد ہوئیں تھیں۔ حالانکہ وہ مال و دولت اور قوت کے اعتبار سے تم سے بہت آگے تھیں تم تو ان کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے۔

(3) پہلی قومیں بھی رسولوں کو جھٹلانے کے بعد تباہ کر دی گئیں پھر رسول کو جھٹلا کر تم تباہی سے کیسے بچ سکتے ہو۔

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۣ

''آپ کہہ دیں کہ میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے واسطے دو دو اور ایک ایک کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ﴾

کیا تمہارے ساتھی کو کوئی جنون ہے؟ وہ تو محض ایک سخت عذاب سے پہلے تمہیں خبردار کرنے والا ہے" (46)

سوال: محمد ﷺ کو جنون نہیں ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ اِنَّمَآ ۔۔۔ شَدِيْدٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ "آپ کہہ دیں" اے رسول آپ ﷺ ان جھٹلانے والوں سے کہہ دیں۔

(2) ﴿اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ﴾ "کہ میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں" میں تمہیں اس کا مشورہ دیتا ہوں اور اس بارے میں تمہارے ساتھ خیرخواہی کرتا ہوں۔ یہی انصاف پر مبنی طریقہ ہے، میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ تم میری بات مانو، نہ یہ کہتا ہوں کہ تم بغیر کسی موجب کے اپنی بات چھوڑ دو، میں تم لوگوں سے صرف یہ کہتا ہوں۔ (تفسیر سعدی: 2205,2204/3)

(3) ﴿اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ﴾ "کہ تم اللہ تعالیٰ کے واسطے دو دو اور ایک ایک کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو کیا تمہارے ساتھی کو کوئی جنون ہے؟" یعنی تعصب سے اوپر اٹھ کر خالص اللہ تعالیٰ کے لیے، حق طلب کرنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

(4) یعنی ہمت، نشاط، اتباع صواب کے قصد اور اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کے ساتھ، تحقیق و جستجو کی خاطر اکٹھے ہو کر اور اکیلے اکیلے کھڑے ہو جاؤ اور تم میں سے ہر شخص اپنے آپ کو مخاطب کرے۔ تم اکیلے اکیلے اور دو دو کھڑے ہو کر اپنی عقل و فکر کو استعمال کرو، اپنے رسول ﷺ کے احوال میں غور و فکر کرو کہ کیا وہ مجنون ہے؟ کیا اس کے کلام اور ہیئت و اوصاف میں مجانین کی صفات پائی جاتی ہیں؟ یا وہ سچا نبی ہے اور آنے والے سخت عذاب ضرر سے تمہیں ڈراتا ہے؟ اگر وہ اس نصیحت کو قبول کر کے اس پر عمل کریں، تو دوسروں سے زیادہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ رسول اللہ ﷺ مجنون نہیں ہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ کی ہیئت مجانین کی ہیئت کی مانند نہیں ہے۔ اس کے برعکس آپ ﷺ کی ہیئت بہترین، آپ ﷺ کی حرکات و سکنات جلیل ترین، ادب، سکینت، تواضع اور وقار کے اعتبار سے آپ ﷺ کی تخلیق کامل ترین تھی۔ یہ صفات جلیلہ کسی نہایت عقل مند اور باوقار شخص ہی میں ہو سکتی ہیں۔ پھر وہ آپ ﷺ کے فصیح و بلیغ کلام، آپ ﷺ کے خوبصورت الفاظ اور آپ ﷺ کے ان کلمات پر غور کریں جو دلوں کو امن و ایمان سے لبریز کر دیتے ہیں، نفوس کا تزکیہ اور قلوب کی تطہیر کرتے ہیں، جو انسان کو مکارم اخلاق اور اچھی عادات کو اختیار کرنے پر آمادہ کرتے ہیں اور اس کے برعکس برے اخلاق اور رذیل عادات سے روکتے ہیں۔ آپ ﷺ جب گفتگو فرماتے ہیں تو ہیبت، جلال اور تعظیم کی بنا پر آنکھیں دیکھتی رہ جاتی ہیں۔ کیا یہ تمام چیزیں مجانین کی بکواس اور ان کی اخلاق سے گری ہوئی حرکتوں اور ان کے اس کلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مشابہت رکھتی ہیں، جو ان کے احوال سے مطابقت رکھتا ہے؟ ہر وہ شخص جو آپ ﷺ کے احوال میں غور وفکر کرتا ہے اور یہ معلوم کرنے کا قصد رکھتا ہے کہ آیا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ رسول ہیں یا نہیں خواہ وہ اکیلا غور وفکر کرے یا کسی اور کے ساتھ مل کر وہ یقین جازم کے ساتھ اس نتیجے تک پہنچے گا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق اور نبی صادق ہیں، خاص طور پر یہ مخاطبین، کیونکہ آپ ﷺ ان کے ساتھ رہتے ہیں اور یہ لوگ آپ ﷺ کو شروع سے آخر تک اچھی طرح جانتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:2205,2204/3)

(5) یعنی تعصب اور ضد چھوڑ کر غور وفکر کرو گے تو یہی بات ثابت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ ﷺ کو جنون نہیں ہے۔

(6)﴿اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ﴾ ''وہ تو محض ایک سخت عذاب سے پہلے تمہیں خبردار کرنے والا ہے'' یعنی آپ ﷺ تو لوگوں کو صرف اللہ تعالیٰ کے عذاب سے آگاہ کر دینے والے ہیں۔

(7) سیدنا ابو حازم نے بیان کیا ان سے سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''میں اور قیامت اتنے نزدیک بھیجے گئے ہیں۔'' اور نبی ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے اشارہ سے اس نزدیکی کو بتایا پھر ان دونوں ہاتھوں کو پھیلایا۔ (بخاری:6503)

(8) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک دن صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور (عرب کے دستور کے مطابق) با آواز بلند ''یَا صَبَاحَاهُ'' پکارا (جو اس بات کی علامت تھی کہ کوئی شخص کسی اہم بات کے لیے بلا رہا ہے۔) عادت کے مطابق اسے سنتے ہی قریش کے لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تمہیں خبر دوں کہ عجب نہیں کہ دشمن تم پر صبح کے وقت یا شام کے وقت حملہ کر دے تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے (بیک زبان) جواب دیا کہ کیوں نہیں، ہم نے آپ کو کبھی جھوٹا نہیں پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (سنو!) میں تمہیں اس شدید عذاب سے ڈرا رہا ہوں جو تمہارے آگے ہے۔ یہ سن کر ابولہب (ملعون) نے کہا کہ تو ہلاک ہو جائے، کیا اسی کے لیے تو نے ہم سب کو جمع کیا تھا؟ اس پر سورۂ لہب نازل ہوئی، ارشاد فرمایا: ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؀ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ؀ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ؀ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ؀ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ؀﴾ ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو۔ اُس کا مال اور جو کچھ اُس نے کمایا اُس کے کسی کام نہ آیا۔ وہ جلد ہی بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا۔ اور اُس کی بیوی بھی جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے۔ اُس کی گردن میں چھال کی رسی ہوگی۔ (بخاری:4801)

سوال 2: مشرکین مکہ کو حقیقت کی تلاش کے لیے ضد اور تعصب چھوڑنے کے لیے کیا راستہ بتایا گیا؟

جواب: مشرکین مکہ کو حقیقت کی تلاش کے لیے اور ضد اور تعصب چھوڑنے کے لیے راستہ بتایا گیا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1) مشرکین مکہ کے لیے نبی ﷺ کو نصیحت کرنے کے لیے کہا گیا کہ فقط اللہ تعالیٰ کے لیے ایک ایک دو دو ہو کر سوچو کہ میں نے تمہارے درمیان زندگی گزاری ہے مجھے دیوانگی لاحق نہیں ہے۔

(2) میں جو دعوت تمہیں دے رہا ہوں اس کے بارے میں بھی غور کرو کہ اس میں دیوانگی کا کون سا پہلو ہے۔

(3) اگر تم تعصب اور ضد سے بالاتر ہو کر سوچو گے تو تمہیں اپنے ساتھی کے کام کی حقیقت سمجھ آجائے گی کہ وہ تو صرف برے انجام سے ڈرانے والا ہے۔

﴿قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ

''آپ کہہ دیں کہ میں نے تم سے جو اجر مانگا ہے وہ تمہارے لیے ہی ہے، میرا اجر صرف اللہ تعالیٰ ہی پر ہے اور وہ

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾

ہر چیز پر گواہ ہے'' (47)

سوال: میں تبلیغ کرنے پر تم سے مزدوری طلب نہیں کرتا، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... شَهِيْدٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ میں نے تم سے جو اجر مانگا ہے'' یعنی تمہارے حق کی اتباع کرنے پر ﴿فَهُوَ لَكُمْ﴾ یعنی میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ بفرض محال، اگر دعوت حق کی کوئی اجرت ہے تو وہ اجرت تمہارے لیے ہے۔ (تفسیر سعدی: 2205/3)

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ مَآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا﴾ ''آپ کہہ دیں کہ میں اس کا تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ جو چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کر لے۔'' (الفرقان: 57)

(3) اے نبی ﷺ! آپ ﷺ مشرکوں سے کہہ دیں کہ میں تبلیغ کرنے پر، اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچانے پر تم سے کوئی مزدوری طلب نہیں کرتا۔ بلا معاوضہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچا رہا ہوں۔

(4) ﴿اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ﴾ ''میرا اجر صرف اللہ تعالیٰ ہی پر ہے'' یعنی یہ میرے اخلاص کی دلیل ہے کہ میں خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دے رہا ہوں۔ اور ہر طرح سے تمہارے ساتھ خیر خواہی کر رہا ہوں اس کا صلہ میں اپنے رب سے لوں گا۔

(5) ﴿وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ ''اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے'' وہ میری سرگرمیوں پر بھی نگران ہے اور تمہاری مخالفت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی اس کی نظر میں ہے یعنی وہ اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اگر میں دعوت دینے کے عمل میں جھوٹا ہوا تو وہ اپنے عذاب سے گرفت کرے گا۔ وہ تمہارے اعمال کو بھی دیکھتا ہے۔ وہ تمہیں ان کی خبر دے گا۔

﴿قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ﴾

''آپ کہہ دیں کہ یقیناً میرا رب حق (دل میں) ڈالتا ہے وہ سب غیبوں کو بہت خوب جاننے والا ہے'' (48)

سوال: میرا رب مجھ پر سچی وحی نازل کرتا ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... الْغُیُوْبِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ یقیناً میرا رب حق (دل میں) ڈالتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ مجھ پر سچی وحی نازل کرتا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ باطل کو مٹا دیتا ہے۔ اور حق کو ثبات دیتا ہے۔ حق سے وہ باطل کا سر پھوڑ کر رکھ دیتا ہے اس طرح باطل ہلاک ہو جاتا ہے اور حق کو ثبات ملتا ہے۔ (جامع البیان: 111/22)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ﴾ ''بلند درجوں والا، عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی نازل کرتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔'' (غافر: 15)

(4) ﴿عَلَّامُ الْغُیُوْبِ﴾ ''وہ سب غیبوں کو بہت خوب جاننے والا ہے'' وہ سب چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔ وہ دلوں میں پیدا ہونے والے شبہات کو بھی جانتا ہے اور ان کے دلائل کو بھی جانتا ہے جو شبہات کو رد کرتے ہیں۔ جو شبہات کے مقابلے میں پیدا ہوتے ہیں۔

﴿قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ﴾

''آپ کہہ دیں کہ حق آ گیا اور باطل نہ آغاز کر سکتا ہے اور نہ وہ اعادہ کر سکتا ہے'' (49)

سوال: اللہ تعالیٰ کی جانب سے عظیم شریعت آ گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... یُعِیْدُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں'' اے نبی ﷺ کہہ دیں۔

(2) ﴿جَآءَ الْحَقُّ﴾ ''کہ حق آ گیا'' یعنی قرآن جو اللہ تعالیٰ کی وحی ہے۔ (جامع البیان: 111/22)

(3) ﴿وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ﴾ ''اور باطل نہ آغاز کر سکتا ہے اور نہ وہ اعادہ کر سکتا ہے'' باطل یعنی خود ساختہ معبود کسی کو نہ پیدا کر سکتا ہے اور نہ موت کے بعد زندگی کا اعادہ کر سکتا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(4) ﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ﴾ ”بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینکتے ہیں تو وہ اس کا دماغ کچل دیتا ہے، چنانچہ اچانک وہ مٹنے والا ہوتا ہے اور جو تم بیان کرتے ہو اس کی وجہ سے تمہارے لیے تباہی ہے“ (الانبیاء:18)

(5) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم جب مکہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے نبی ﷺ اپنے ہاتھ کی لکڑی سے ہر ایک کو ٹکراتے جاتے تھے اور پڑھتے جاتے، ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ﴾ ”حق آیا اور جھوٹ نابود ہو گیا بے شک جھوٹ نابود ہونے والا ہی تھا۔ حق آ گیا ہے اور باطل نہ آغاز کر سکتا ہے اور نہ وہ اِعادہ کر سکتا ہے۔“ (بخاری:4720)

(6) حق ہی اس کائنات کی اصل حقیقت ہے۔ حق ہی کی بنیاد پر یہ کائنات بنی ہے اور یہاں ساری قوت حق کی ہے۔ یہاں باطل کا نہ کوئی زور ہے نہ اس کی کوئی دلیل ہے۔ یہاں عملاً ساری قوت حق کی ہونی چاہیے لیکن اللہ تعالیٰ نے دنیا کو امتحان کی جگہ بنایا ہے یہاں باطل کو ابھرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ جب بھی حق پر یقین رکھنے والے اٹھتے ہیں تو پھر حق آ جاتا ہے اور باطل چلا جاتا ہے کیونکہ باطل کی کوئی اصل کوئی بنیاد نہیں ہوتی۔ باطل کی نہ تو کوئی ابتداء ہوتی ہے نہ آئندہ وہ سر اٹھانے کے قابل ہو گا۔

﴿قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ

”آپ کہہ دیں کہ اگر میں گمراہی پر ہوں تو اپنی جان پر ہی گمراہ ہوں گا اور اگر میں نے ہدایت پائی تو اس کی وجہ سے جو میرا رب میری

رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ﴾

طرف وحی بھیجتا ہے۔ بلاشبہ وہ کچھ سننے والا، قریب ہے“ (50)

سوال: حق وحی سے معلوم ہوتا ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ اِنْ ... قَرِيْبٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ”آپ کہہ دیں“ یعنی اے نبی آپ ﷺ اپنی قوم سے کہہ دیں۔

(2) ﴿اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ﴾ ”کہ اگر میں گمراہی پر ہوں تو اپنی جان پر ہی گمراہ ہوں گا“ یعنی اگر میں ہدایت سے گمراہی کی طرف آ گیا ہوں اور میں حق کے علاوہ کسی اور راستے پر چلنے لگا ہوں تو میری گمراہی مجھ پر ہے، مجھے ہی اس کا نقصان پہنچے گا۔

(3) ﴿وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ﴾ ”اور اگر میں نے ہدایت پائی تو اس کی وجہ سے جو میرا رب میری طرف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وحی بھیجتا ہے'' اگر میں ہدایت پر ہوں تو اس کا سبب وحی ہے جو میرے لیے اور سب لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔

(4) ﴿اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ﴾ ''بلاشبہ وہ سب کچھ سننے والا، قریب ہے'' یعنی میرا رب سنتا ہے جو تم کہتے ہو اور وہ اس کو محفوظ رکھتا ہے اور وہ مجھے میری صلاحیت کی جزا دے گا۔ میں تمہیں جو کچھ کہتا ہوں اور تم جو کچھ کہتے ہو وہ سنتا ہے۔ وہ رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ قریب ہے انسانوں کی ہدایت اور گمراہی کے معاملے کو قریب سے دیکھتا ہے۔ ان کے مشورے، ان کی ترغیبات کو سنتا ہے وہ السمیع ہے۔

(6) اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے، ہدایت کے تمنائی کی بھی اور گمراہ ہونے کے بعد بھٹکنے والے کی ذلت بھری آہوں کو بھی سنتا ہے۔ وہ السمیع ہے۔

(7) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو چھوڑ نہیں رکھا ہے وہ بندوں کے قریب ہے۔

﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ﴾

''اور کاش آپ دیکھیں جب وہ گھبرائے ہوئے ہوں گے پھر بچ کر بھاگ نہ سکیں گے اور وہ قریب کی جگہ سے پکڑے جائیں گے''(51)

سوال: قیامت کے دن کافروں کی گھبراہٹ دیکھنے کے قابل ہوگی، وضاحت ﴿وَلَوْ تَرٰٓى ... قَرِيْبٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا﴾ ''اور کاش آپ دیکھیں جب وہ گھبرائے ہوئے ہوں گے'' اے رسول ﷺ قیامت کے دن جھٹلانے والوں کی گھبراہٹ قابل دید ہوگی۔

(2) ﴿فَلَا فَوْتَ﴾ ''پھر بچ کر بھاگ نہ سکیں گے'' اس دن وہ کہیں بھاگ نہیں سکیں گے کسی آڑ کے پیچھے چھپ نہیں سکیں گے ان کے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور کاش آپ دیکھیں کہ جب انہیں آگ پر کھڑا کیا جائے گا تو کہیں گے کہ اے کاش ہم واپس بھیج دیے جائیں اور ہم اپنے رب کی آیات کو نہ جھٹلائیں۔ اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جائیں'' (الانعام:27)

(3) ﴿وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ﴾ ''اور وہ قریب کی جگہ سے پکڑے جائیں گے'' وہ فوراً پکڑے جائیں گے۔ دنیا میں بھی وہ عذابوں میں پکڑے جائیں گے۔ یہاں قیامت کے دن کی پکڑ مراد ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَّقَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ﴾

"اور کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں حالانکہ دور کی جگہ سے ان کے لیے (ایمان کو) حاصل کرنا کہاں ممکن ہے" (52)

سوال: مشرک قیامت کے دن ایمان لے آئیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَّقَالُوْۤا ... بَعِيْدٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّقَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖ﴾ "اور کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں" مشرک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں، اس کی کتابوں، اور اس کے فرشتوں پر ایمان لے آئیں گے۔

(2) جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ﴾ "اور کاش آپ دیکھیں جب مجرم اپنے رب کے پاس سر جھکائے ہوں گے، اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا چنانچہ ہمیں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے بلاشبہ ہم یقین کرنے والے ہیں۔" (السجدہ:12)

(3) ﴿وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ﴾ "حالانکہ دور کی جگہ سے ان کے لیے (ایمان کو) حاصل کرنا کہاں ممکن ہے" یعنی اب وہ ایمان کی قبولیت والی جگہ سے دور ہٹ کر دوسرے جہان میں آ گئے ہیں۔ یہ مقام جزا ہے، یہ جزا کا گھر ہے، امتحان کا نہیں۔ اب ان کے لیے توبہ اور رجوع کہاں ہے؟

(4) حشر کا میدان ایمان لانے کی جگہ نہیں، جزا سزا کی جگہ ہے۔ جب دنیا میں ایمان نہ لائے تو میدان حشر دنیا کے مقابلے میں دور کی جگہ ہے۔ جیسے دور سے کسی کو پکڑنا ممکن نہیں ایسے ہی دور سے ایمان لانا یا ایمان کو حاصل کرنا یا ایمان کو پکڑنا ممکن نہیں۔

﴿وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ﴾

"حالانکہ یقیناً اس سے پہلے انہوں نے اس کے ساتھ کفر کیا اور وہ بن دیکھے دور کی جگہ سے پھینکتے رہے ہیں" (53)

سوال: آخرت میں ایمان قبول نہیں کیا جا سکتا، اس کی وضاحت ﴿وَّقَدْ كَفَرُوْا ... بَعِيْدٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ﴾ "حالانکہ یقیناً اس سے پہلے انہوں نے اس کے ساتھ کفر کیا" یعنی جب دنیا میں ایمان لانے کا موقع تھا انہوں نے حق کی دعوت کو جھٹلا دیا۔ اب آخرت میں ان کا ایمان قبول نہیں کیا جا سکتا۔

(2) ﴿وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ﴾ "اور وہ بن دیکھے دور کی جگہ سے پھینکتے رہے ہیں" یعنی وہ محض قیاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور رائے سے رسولوں کی باتوں کو جھٹلاتے رہتے تھے جیسے بہت دور سے تیر اندازی کرنے والے کا تیر صحیح نشانے پر نہیں پڑتا اسی طرح جب یہ رسول اللہ ﷺ کو کاہن، شاعر، جادوگر اور دیوانہ کہتے رہے تو اس کی وجہ سے حقائق نہیں بدل گئے وہ جزا کے دن کے قائل نہیں تھے۔ وہ دیوانہ کہہ کر جزا کے دن کو تو دور نہیں کر سکے۔

﴿وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ

''اور اُن کے اور اُس چیز کے درمیان رکاوٹ کھڑی کردی جائے گی جن کی وہ تمنا کر رہے ہوں گے جیسا کہ اس سے پہلے اُن

اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ﴾ ع 6/9/12

جیسوں کے ساتھ کیا گیا بلاشبہ وہ بے چین کرنے والے شک میں تھے'' (54)

سوال: ان میں اور ایمان میں حجاب حائل ہو گیا، اس کی وضاحت ﴿وَحِيْلَ ... مُّرِيْبٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ﴾ ''اور اُن کے اور اُس چیز کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی جن کی وہ تمنا کر رہے ہوں گے'' یعنی اب تو ان میں اور ایمان میں حجاب حائل ہو گیا۔ اب تو ان میں اور ان کی خواہشات میں دیواریں کھینچ دی گئیں، دنیا کی بہاریں چھین لی گئیں۔ اب ایمان اور توبہ کی خواہش بے سود اور بے محل ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1632/2)

(2) ﴿كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ﴾ ''جیسا کہ اس سے پہلے اُن جیسوں کے ساتھ کیا گیا'' یعنی پہلی قوموں پر بھی جب عذاب نازل ہوا وہ رسولوں کو جھٹلاتی تھیں۔ عذاب کے وقت ان کی لذات وشہوات، مال واولاد کے درمیان حجاب حائل کر دیا گیا۔ عذاب کے وقت ان کی تمنا تھی وہ ایمان لے آئیں لیکن ان کا ایمان قبول نہیں کیا گیا جیسا کہ فرمایا:

﴿فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ (۸۴) فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ (۸۵)﴾

''پھر جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور ہم نے اُن کا انکار کیا جسے ہم اُس کے ساتھ شریک بناتے تھے۔ پھر اُن کا ایمان نہ تھا کہ اُنہیں کوئی فائدہ دیتا جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، اللہ تعالیٰ کا طریقہ جو یقیناً اُس کے بندوں میں پہلے چکا گزر ہے، اور اُس وقت کافر لوگ خسارے میں رہے۔'' (غافر: 84،85)

(3) ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ﴾ ''بلاشبہ وہ بے چین کرنے والے شک میں تھے'' دنیا میں ان کے دلوں میں شکوک وشبہات تھے، انہیں بدگمانی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ایمان نہیں لائے اور انہوں نے توبہ نہیں کی۔ اب عذاب کے وقت ان سے ایمان کیسے قبول کرلیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) جب وہ دار الجزا میں پہنچیں گے اس وقت بھی وہ تمنا کریں گے کاش وہ مومن ہوتے۔ اس وقت ان کے اور ایمان کے درمیان حجاب حائل ہو جائے گا۔

(5) پہلے لوگوں کا ایمان قبول نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ وہ شک میں پڑے ہوئے تھے۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ریب اور شک سے بچو۔ جو شک کی حالت میں فوت ہو گیا وہ اسی حالت میں اٹھے گا اور جو یقین پر مرے گا قیامت والے دن یقین پر ہی اٹھے گا۔ (ابن کثیر)

اٰیَاتُهَا 45 — 35 - سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ - 43 — رُكُوْعَاتُهَا 5

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ سورت مکی ہے۔ اس میں 5 رکوع اور 45 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 35 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے 43 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى

”سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جو دو دو، تین

وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

تین اور چار چار پروں والے ہیں۔ وہ تخلیق میں جو چاہتا ہے اضافہ کر دیتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے“ (1)

سوال 1: اللہ تعالیٰ فرشتے کے ذریعے وحی بھیجتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ... قَدِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ”سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے“ اللہ رب العزت نے اپنی ذات کی حمد بیان کی ہے کہ اس نے اپنی قدرت کے کمال سے زمین و آسمان بنائے۔ اس نے بغیر کسی نمونے کے زمین و آسمان ایجاد کیے۔ اس نے اپنی حکمت سے اس میں ساری مخلوقات کو پیدا کیا۔ اس کا اقتدار وسعت والا ہے۔ وہ اپنے علم سے پوری کائنات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا﴾ ''فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے'' حمد اس ذات کے لئے ہے جو فرشتوں کو پیغام رساں بنا کر انبیاء علیہم السلام کے پاس بھیجتا ہے تا کہ وہ تیزی سے پیغام رسانی کر سکیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق انسانوں کو ان کی زندگی کی راہ نمائی کے لئے جس ہدایت کی ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہنچاتے ہیں۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾ ''اور کسی انسان کی یہ طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس سے کلام کرے مگر وحی سے یا پردے کے پیچھے سے، یا یہ کہ وہ کوئی رسول بھیجے، پھر وہ اپنے حکم سے جو چاہے وحی کرے، یقیناً وہ بے حد بلند، کمال حکمت والا ہے۔'' (الشوریٰ:51)

(4) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کبھی تو اس طرح آتی ہے جیسے گھنٹی کی جھنکار اور وحی کی کیفیت مجھ پر بڑی شاق گزرتی ہے۔ جب یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو میرے دل ودماغ پر (اس فرشتے کے ذریعے سے) نازل شدہ وحی محفوظ ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ آدمی کی صورت میں میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے بات کرتا ہے تو جو کچھ وہ کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔'' (بخاری:6059)

(5) فرشتے اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کرتے ہیں نافرمانی نہیں کرتے جیسا کہ فرمایا: ﴿لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ ''جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے، اور اُنہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔'' (التحریم:6)

(6) فرشتے کائنات کے معاملات کی تدبیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرتے ہیں اس لئے ان کی رفتار کی تیزی اور ان کی قوت کا ذکر فرمایا: ﴿اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ﴾ ''پروں والے ہیں'' فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہایت سرعت سے پرواز کرتے ہیں۔

(7) ﴿مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ ''جو دو دو، تین تین اور چار چار'' اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور ان کی ضرورت کے مطابق دو دو، تین تین اور چار چار پردے رکھے ہیں۔

(8) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو (ان کی اصلی صورت میں) دیکھا تھا، ان کے چھ سو پر تھے۔ (بخاری:3232)

(9) ﴿يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ﴾ ''وہ تخلیق میں جو چاہتا ہے اضافہ کر دیتا ہے'' یعنی وہ جس کو چاہے زیادہ پر عطا کر سکتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(10)﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے کسی کا کوئی اختیار نہیں وہ جس پر چاہتا ہے اپنی قدرت کو نافذ کرتا ہے۔تخلیق میں جو چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔

(11)اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو ایجاد کرنے یعنی پہلے پہل بغیر نمونے کے پیدا کرنے سے اپنی صفت قدرت کا شعور دلایا ہے۔انسان اللہ تعالیٰ کی اس ایجاد پر غور کرے تو اس کا دل پکار اٹھتا ہے:﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

(12)اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی پیدائش سے اپنی قدرت کا شعور دلایا ہے وہ جو چاہے پیدا کر سکتا ہے،اسی کی قدرت ہے، اسی کا اختیار ہے۔

سوال 2:سورۃ کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد سے کیا گیا،اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب:(1)حمد سے سورۃ کا آغاز کر کے انسانی دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

(2)حمد سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں کا شعور بیدار کیا گیا ہے۔

(3)حمد سے آغاز کر کے انسانی احساسات کو اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور اس کی قدرتوں کا احساس دلایا گیا ہے تاکہ انسان اس کی حمد میں رطب اللسان ہو۔

سوال 3:فرشتوں کی پیدائش اور ان کے کاموں کے بارے میں یہاں کیوں وضاحت کی گئی ہے؟

جواب:(1)فرشتوں کے بارے میں اہل عرب بہت سی غلط فہمیوں میں مبتلا تھے۔مثلاً

(i)فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اس اعتبار سے ان کی حیثیت مستقل بالذات ہے۔(ii)فرشتے دنیا میں برکت کا سبب ہیں۔

(iii)فرشتے آخرت میں نجات کا سبب ہو سکتے ہیں۔

(2)فرشتوں کی مفروضہ عظمت پر یقین رکھنے والے ان کے بت بنا کر انہیں پوجنے لگ گئے تھے مثلاً لات،منات اور عزیٰ وغیرہ۔

﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ

''اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں سے جو کچھ کھول دیتا ہے تو اُسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دیتا ہے تو اس کے بعد

لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

اُسے کوئی بھیجنے والا نہیں اور وہ سب پر غالب،کمال حکمت والا ہے''(2)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: تدبیر کائنات، عطا کرنے اور محروم کرنے میں اللہ تعالیٰ اکیلا اختیار کا مالک ہے، اس کی وضاحت ﴿مَا ...الْحَكِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا﴾ "اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں سے جو کچھ کھول دیتا ہے تو اُسے کوئی بند کرنے والا نہیں" اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کوئی روکنے والا نہیں جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اس کی بخشش کو کوئی روکنے والا نہیں۔

(2) ﴿وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ﴾ "اور جسے وہ بند کر دیتا ہے تو اس کے بعد اُسے کوئی بھیجنے والا نہیں" وہ جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ وہ جس کو نہ دینا چاہے، جس سے روک دے تو اس کی روکی ہوئی چیز کو کوئی دینے والا نہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ اس کائنات کی تدبیر کرتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہی عطا کرتا ہے اور وہی محروم کر دیتا ہے۔ اس کی عطا کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے وہ روک دے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ وہ اکیلا ہی سارے اختیار کا مالک ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ ہی دینے والا اور روکنے والا ہے اور بندہ محتاج ہے۔ اس لئے بندے کو اسی کو پکارنا چاہیے، صرف اسی سے ڈرنا چاہیے، صرف اسی سے امید باندھنی چاہیے۔

(5) رحمت کی مادی شکل بارش اور روحانی شکل وحی الٰہی ہے۔ باقی ہر طرح کی رحمتیں ان کے بعد ہیں اور یہ دونوں باتیں خالصتاً اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں جن میں مشرکوں کے معبودوں کا ذرہ بھر دخل نہیں۔ وہ چاہیں بھی کہ وحی الٰہی کو روک دیں تو کبھی نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی وہ یہ کر سکتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ قریش پر قحط مسلط کر دے تو وہ بارش برسا کر اپنے عبادت گزاروں کی تکلیف کو رفع کر دیں اور جو کچھ خود چاہتا ہے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق کرتا ہے اور جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ کر گزرتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا کیونکہ وہ سب پر غالب ہے۔ (تیسیر القرآن)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ "اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی نقصان پہنچائے تو اس کے سوا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ آپ سے کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو ہٹانے والا کوئی نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فضل پہنچا دیتا ہے اور وہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔" (یونس: 107)

(7) ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ "اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے" اللہ تعالیٰ العزیز ہے اپنی رحمت کو روک کر، بھلائیوں کو روک کر ان سے انتقام لے سکتا ہے۔ وہ "الحکیم" ہے اپنی مخلوق کے ساتھ حکمت سے تدبیر کرتا ہے اور اپنی رحمت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دروازے کھول دیتا ہے جب کے ان کھلنے میں بھلائی ہوتی ہے اور رحمت کے دروازے بند کر دیتا ہے جب ان کے بند کرنے میں حکمت ہوتی ہے۔ (جامع البیان:120/22)

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ

''اے لوگو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو، کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾

آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں سے بہکائے جاتے ہو'' (3)

سوال 1: اللہ تعالیٰ ہی خالق اور وہی رزاق ہے، اس کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ... تُؤْفَكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ ''اے لوگو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو'' رب العزت نے حکم دیا ہے کہ ان نعمتوں کو یاد کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہیں۔ دل سے نعمتوں کا اعتراف کریں، زبان سے اس کی حمد کریں اور اعضاء سے اطاعت کر کے اس کا شکر ادا کریں۔ اس کے انعامات کو تم گن نہیں سکتے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ﴾ ''اور اس نے تمہیں ہر چیز میں سے دیا جس کا بھی تم نے اس سے سوال کیا اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو انہیں شمار نہیں کر پاؤ گے۔ بلاشبہ انسان یقیناً بڑا ظالم، بہت ناشکرا ہے۔'' (ابراہیم:34)

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ ''اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو اور جو کتاب و حکمت میں سے اس نے تم پر نازل کیا، وہ تمہیں اس کے ساتھ نصیحت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان لو یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔'' (البقرۃ:231)

(3) ﴿هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ ''کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟'' اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے، وہی پیدا کرتا ہے، وہی رزق دیتا ہے۔ رب العزت نے توحید خالص، اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دلیل دی ہے کہ جس طرح پیدا کرنے اور روزی دینے میں اس کا کوئی شریک نہیں ایسے ہی عبادت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہونا چاہیے۔

(4) ﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ ”آپ کہہ دیں کہ کون تمہیں آسمان وزمین سے رزق دیتا ہے؟ یا کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہر کام کی تدبیر کرتا ہے؟ تو جلد ہی وہ کہیں گے" اللہ تعالیٰ" کہو: "تو کیا تم ڈرتے نہیں؟"

(یونس:31)

(5)﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ ”اس کے سوا کوئی معبود نہیں“ یعنی وہی معبود حقیقی ہے جو خالق اور رزاق ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کے لئے عبادت کو خالص کرو۔

(6)﴿فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ ”تو تم کہاں سے بہکائے جاتے ہو؟“ یعنی تم خالق اور رزاق کی عبادت کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہو جو خود مخلوق ہے اور جو رزق کی محتاج ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ ”یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں سے بہکائے جاتے ہو؟“ (المومن:62)

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کثیر ہیں انسان ان کا تجربہ کرتا رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد رکھنے کے لیے کیوں کہا گیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کثیر ہیں۔ بہت واضح اور کھلی ہوئی ہیں۔ انسان ان کا تجربہ کرتے ہیں مگر بھول جاتے ہیں ان کو یہ نعمتیں یاد نہیں رہتیں اس لیے انہیں یاد کرنے کو کہا گیا ہے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو یاد دلا کر انسان کے شعور میں توحید کو کیسے پختہ کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو توجہ دلائی ہے کہ دیکھو ہر قسم کی نعمتیں پا رہے ہو ناں! یہ بتاؤ کہ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور رازق ہے؟ مشرک بھی رازق کسی اور کو نہیں کہتے اس لیے اللہ تعالیٰ رزق کے بارے میں سوال کر کے انسان کو لا الٰہ الا اللہ تک پہنچاتے ہیں۔

﴿وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ

”اور اگر وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو بلاشبہ آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے گئے اور سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کی

تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ﴾

طرف لوٹائے جاتے ہیں“ (4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: پہلے رسول بھی جھٹلائے گئے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنْ ۔۔۔ الْاُمُوْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ﴾ ''اور اگر وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں'' یعنی آج اگر مشرک آپ کو جھٹلائیں اور توحید کی مخالفت کریں۔

(2) ﴿فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ ''تو بلاشبہ آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے گئے'' تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ آپ سے پہلے رسولوں کی مثالیں موجود ہیں۔ ان کی قوموں نے بھی توحید کے پیغام اور واضح معجزات کو جھٹلا دیا، رسولوں کی دعوت ٹھکرا دی اور ان کی مخالفت کی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ (۱۲) وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الْاَحْزَابُ (۱۳) اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ (۱۴)﴾ ''اُن سے پہلے قومِ نوح اور عاد اور میخوں والے فرعون نے جھٹلایا۔ اور ثمود نے اور قومِ لوط نے اور ایکہ والوں نے، یہی جتھے تھے۔ ان سب لوگوں نے ہی رسولوں کو جھٹلایا تو میرا عذاب واقع ہو گیا۔'' (ص:12-14)

(3) ﴿وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ﴾ ''اور سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں'' تمام معاملات نے، تمام کاموں نے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنا ہے وہ سب کو قرار واقعی سزا دے گا۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ

''اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے تو دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ ہی وہ بڑا دھوکے باز

وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾

اللہ تعالیٰ کے متعلق تمہیں دھوکے میں ڈالے'' (5)

سوال: لذات اور شہوات تمہیں تمہارے تخلیق کے مقصد سے غافل نہ کر دیں، اس کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ۔۔۔ الْغَرُوْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ﴾ ''اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے'' اے لوگو! موت کے بعد کی زندگی کا وعدہ بالکل سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں تمہارے اعمال کی جزا سزا دے گا۔

(2) جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے تو اس کی تیاری کرو۔ نیک اعمال کی طرف سبقت کرو اس سے پہلے کہ کالی رات کی طرح فتنے تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لیں۔ اس سے پہلے کہ کوئی لٹیرا تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے بہکا دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾ ''تو دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے'' ایسا نہ ہو کہ دنیا کی لذات اور شہوات اور نفسانی مطالبات تمہیں اپنی زندگی کے مقاصد سے غافل کردیں اور کل جب تم رب کے پاس پہنچو تو کہو: ﴿يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ﴾ ''اے کاش! میں نے اپنی زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔'' (الفجر:24)

(4) دنیا کی زندگی کا دھوکہ یہ ہے کہ انسان دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھ لے اسی کے لیے محنت اور کوشش کرے، قوتیں اور مال لگائے اور آخرت کو بھول جائے۔

(5) اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کی عارضی لذتوں میں کھو کر آخرت کی ہمیشہ کی نعمتوں کو نظر انداز کرنے سے روکا ہے۔

(6)﴿وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ ''اور نہ ہی وہ بڑا دھوکے باز اللہ تعالیٰ کے متعلق تمہیں دھوکے میں ڈالے'' وہ بڑا دھوکے باز کہیں تمہیں دھوکہ نہ دے دے۔ وہ شیطان ہے جو تمہارا دشمن ہے۔ دشمن سے بچ جاؤ۔

(7)﴿يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ (١٣) يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (١٤)﴾ ''جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے: ''ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں۔'' کہا جائے گا: اپنے پیچھے لوٹ جاؤ، پھر کچھ نور تلاش کرو' چنانچہ اُن کے درمیان دیوار حائل کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا، اُس کے اندرونی حصے میں رحمت ہوگی اور اُس کے بیرونی حصے میں اس کی طرف عذاب ہوگا۔ وہ اُن کو آوازیں دیں گے: ''کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟'' وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنے میں ڈالا اور تم انتظار ہی کرتے رہے اور تم نے شک کیا اور فضول تمناؤں نے تمہیں دھوکہ دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا اور اُس دھوکے باز نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہیں دھوکہ دیا۔'' (الحدید:13، 14)

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ﴾ ''اے انسان! اپنے رب کریم کے بارے میں تجھے کس چیز نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے؟'' (الانفطار:6)

﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ

'' یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم دشمن بنالو اُسے، یقیناً وہ اپنے گروہ کو اس لیے بلاتا ہے تاکہ وہ بھڑکتی ہوئی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾

آگ والوں میں سے ہو جائیں" (6)

سوال: شیطان تمہارا دشمن ہے اسے دشمن بنالو، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ ... السَّعِيْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ﴾ "یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے" درحقیقت تمہارا دشمن شیطان ہے۔ اس کے دھوکوں سے بچ جاؤ۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا﴾ "اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا، وہ جنوں میں سے تھا، چنانچہ اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی، تو کیا تم میری بجائے اسے اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ظالموں کے لیے بہت برا بدلہ ہے" (الکہف:50)

(3) ﴿وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا﴾ "اور یقیناً میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور یقیناً میں ضرور انہیں جھوٹی اُمیدیں دِلاتا رہوں گا اور یقیناً میں ضرور انہیں حکم دوں گا سو وہ ضرور (میرے حکم سے) جانوروں کے کان چیریں گے اور یقیناً میں ان کو ضرور حکم دوں گا سو یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت کو ضرور بدلیں گے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے علاوہ شیطان کو دوست بناتا ہے تو بلاشبہ اس نے خسارہ اٹھایا، واضح خسارہ۔" (النساء:119)

(4) ﴿فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا﴾ "تو تم دشمن بنالو اُسے" دشمن کو دشمن سمجھو اسے دشمن بنالو۔ اس کی بات کی مخالفت کرو، اس کے دھوکوں سے بچ جاؤ۔ اس کا مقصد ہے کہ تم کسی طرح سے گمراہ ہو جاؤ۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿16﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿17﴾﴾ "ابلیس نے کہا: پھر اس وجہ سے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے یقیناً میں ان کے لئے آپ کے سیدھے راستے میں ضرور بیٹھوں گا۔ پھر میں لازماً ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے ان پر آؤں گا اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔" (الاعراف:17،16)

(5) تمہاری دشمنی یہ ہے کہ اس جنگ میں تم کبھی سست نہ پڑو۔ وہ تمہاری گھات میں ہے اور تم بے خبر ہو۔ وہ تمہیں دیکھتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، تم اسے نہیں دیکھتے۔(6)﴿اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ ''یقیناً وہ اپنے گروہ کو اس لیے بلاتا ہے تاکہ وہ بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں سے ہو جائیں'' وہ لذات اور خواہشات کی طرف بلاتا ہے تاکہ تمہارا جھکاؤ دنیا کی طرف ہو جائے اور تم شہوات کی پیروی کرنے میں لگ جاؤ۔

(7) اس کا مقصد سمجھو۔ وہ چاہتا ہے کہ تم اس کی پیروی کرو اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیے جاؤ۔

(8) شیطان کی دوستی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی ولایت میں آ جاؤ، رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ وَلِیِّ ۧ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ﴾ ''بلاشبہ میرا مددگار وہ اللہ تعالیٰ ہے، جس نے یہ کتاب اتاری ہے اور وہی تمام نیک لوگوں کا مددگار بنتا ہے۔'' (الاعراف:196) یا اللہ! یا ارحم الراحمین ہمیں شیطان کے پھندوں سے بچا لے اور ہمیں اپنی ولایت میں لے لے۔ (آمین)

﴿اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

''جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے لیے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کیں اُن کے لیے

مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ﴾ ع 1/7/13

مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے'' (7)

سوال 1: کافروں کے لیے عذاب اور مومنوں کے لئے مغفرت کی وضاحت ﴿اَلَّذِيْنَ ... كَبِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''جن لوگوں نے کفر کیا'' جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا انکار کیا۔ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کی ملاقات کا انکار کیا اور جن لوگوں نے شیطان کی پیروی کی۔

(2) ﴿لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ﴾ ''ان کے لیے سخت عذاب ہے'' جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

(3) ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''اور جو لوگ ایمان لائے'' جن لوگوں نے سچے دل سے رسولوں کی دعوت کو قبول کیا، اس کی تصدیق کی۔

(4) ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''اور جنہوں نے نیکیاں کی'' جن لوگوں نے ان احکامات پر عمل کیا جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ان کاموں سے رک گئے، جن سے رب العزت نے روکا ہے۔ جو دنیا کے دھوکے سے بچ گئے، جنہوں نے شیطان کی دعوت قبول نہیں کی بلکہ اسے اپنا دشمن بنا لیا۔

(5) ﴿لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ﴾ ''ان کے لیے مغفرت ہے'' ان کے لئے گناہوں سے مغفرت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ﴾ ''اور بہت بڑا اجر ہے'' ان کے نیک اعمال کی انہیں بہت بڑی جزادی جائے گی۔

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (٥٦) وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (٥٧)﴾ ''پھر جن لوگوں نے کفر کیا انہیں میں دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور ان کے لیے کوئی مددگار نہ ہو گا۔ لیکن جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے، تو اُنہیں وہ پورے پورے ان کے اجر دے گا اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا'' (آل عمران:57،56)

یاارحم الراحمین! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما دینا جنہیں آپ اجر کبیر عطا فرمائیں گے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ذکر فرمایا ہے، اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ذکر فرما کر عمل صالح کی اہمیت کو واضح کیا ہے تاکہ اہل ایمان اس کی طرف سے غافل نہ ہوں کیونکہ مغفرت اور اجر کبیر کا وعدہ ایمان کے ساتھ عمل صالح پر ہے۔

﴿اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ

''تو کیا وہ شخص جس کے لیے اس کا بُرا عمل خوش نما بنا دیا گیا ہو پھر وہ اُسے اچھا سمجھ رہا ہو؟ پس یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ڮ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، چنانچہ آپ کی جان اُن پر افسوس کر کے نہ جاتی رہے، یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے

بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾

جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں'' (8)

سوال 1: ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اس کی وضاحت ﴿اَفَمَنْ ... يَصْنَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا﴾ ''تو کیا وہ شخص جس کے لیے اُس کا بُرا عمل خوش نما بنا دیا گیا ہو پھر وہ اُسے اچھا سمجھ رہا ہو؟'' یعنی جس شخص کو شیطان اس کے بُرے عمل خوش نما بنا کر دکھائے اور جب وہ برائی کرے تو اسے بھلی لگے جیسا کہ فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾ ''وہ لوگ جن کی محنت دنیا کی زندگی میں ہی کھو گئی اور وہ سمجھتے رہے کہ یقیناً وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں۔'' (الکہف:104)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے خیال میں برائی کو اچھا جان کر کریں تو یہ ان کی گمراہی ہے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں گمراہ کر دیا ہے۔

(2) کیا ایسا شخص جو بد عمل ہے، جو صحیح اور غلط کی پہچان نہیں کر سکتا، جو حق کو باطل اور باطل کو حق دیکھتا ہے اور اس کے مقابلے میں دوسرا شخص ہے جو خیر وشر میں تمیز کر سکتا ہے کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

(3) ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنۡ يَّشَآءُ﴾ ''پس یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے'' جن کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تم اس کو سیدھا راستہ نہیں دکھا سکتے۔اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے۔

(4) ﴿وَيَهۡدِيۡ مَنۡ يَّشَآءُ﴾ ''اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت کا راستہ دکھا سکتا ہے۔ ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کے مطابق ہے۔وہ خوب جانتا ہے کون ہدایت کے لائق ہے اور کس کو گمراہ کرنا ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے فضل وکرم سے اس وقت ہدایت دیتا ہے جب وہ ہدایت کا طلب گار ہوتا ہے۔

(6) ﴿فَلَا تَذۡهَبۡ نَفۡسُكَ عَلَيۡهِمۡ حَسَرٰتٍ﴾ ''چنانچہ آپ کی جان اُن پر افسوس کر کے نہ جاتی رہے'' جن لوگوں کے لیے شیطان نے ان کے برے عمل خوش نما بنا دیئے آپ ان گمراہ لوگوں پر حسرت اور غم سے اپنے آپ کو ہلاک نہ کریں۔آپ کا فرض ان تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ہدایت دینا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔

(7) اللہ تعالیٰ نے کسی کی گمراہی پر حسرت میں مبتلا ہونے اور افسوس کر کے جان کو ہلاکت میں ڈالنے سے اس لئے روکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے وہ کسی پر زیادتی نہیں کرتا وہ اسی کو گمراہ کرتا ہے جو گمراہی کے لائق ہوتا ہے۔

(8) رب العزت نے نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا: ﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ اِنۡ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ اَسَفًا﴾ ''پس شاید آپ ان کے پیچھے غم ہی سے خود کو ہلاک کرنے والے ہیں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے؟'' (الکھف:6) (9) ﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ اَلَّا يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ﴾ ''شاید آپ خود کو ہلاک کرنے والے ہیں کہ وہ مومن کیوں نہیں ہوتے؟'' (الشعراء:3)

(10) ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَصۡنَعُوۡنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں'' اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب جانتا ہے۔وہ ان کے باطل کاموں کا بدلہ انہیں ضرور دے گا۔

(11) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور گمراہی کے حوالے سے اپنی صفت علیم کا شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس عمل سے واقف ہے جو انسان کرتے ہیں اس سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں نہ بات، نہ خیالات، نہ میلانات، نہ حالات وواقعات۔ وہ اپنے علم کی بنیاد پر ہدایت اور گمراہی کے فیصلے کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(12) اللہ تعالیٰ انسانوں کے کام کو اس وقت بھی جانتے تھے جب وہ کام ابھی واقع نہیں ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ انسانوں کو مواقع دیتے ہیں پھر اُن کے اعمال کے مطابق فیصلے کرتے ہیں۔

سوال 2: برا عمل خوش نما کیسے بنتا ہے؟

جواب: (1) انسان جب اپنے سوچنے سمجھنے کی فطری صلاحیت کو استعمال نہیں کرتا تو حق اور ناحق کے درمیان تمیز نہیں کر سکتا۔

(2) انسان کے سامنے جب حق آتا ہے تو اس کے سامنے دو راستے ہوتے ہیں یا تو وہ حق کا اعتراف کر لے ایسی صورت میں اس کا ذہن صحیح رخ پر چل نکلتا ہے اور وہ حق کے راستے پر چل پڑتا ہے یا پھر اگر کوئی مصلحت یا ذہنی رکاوٹ سامنے آئے تو اس سے متاثر ہو کر حق کا اعتراف کرنے سے رک جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کا ذہن منفی رخ پر چل نکلتا ہے پھر وہ اپنے برے عمل کو اچھا ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے یہ ایک نفسیاتی بیماری ہے۔ جو لوگ اس بیماری میں مبتلا ہوں وہ ہمیشہ برے اعمال کو ہی خوش نما دیکھتے ہیں اور کبھی حق کا اعتراف نہیں کرتے۔

سوال 3: جو شخص برے اعمال کو خوش نما سمجھنا شروع کر دیتا ہے وہ اپنے کاموں کے بارے میں کیسے سوچتا ہے؟

جواب: (1) ایسا شخص اپنے تمام کاموں کو اچھا سمجھتا ہے۔

(2) کبھی اپنے کاموں کا جائزہ نہیں لیتا کہ کون سے غلطی کے مقامات ہیں کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ وہ کبھی غلطی نہیں کرتا۔ ایسا شخص یقین رکھتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے اور کرتا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔

(3) ایسا شخص اپنی باتوں اور اپنے اعمال پر اتراتا ہے۔

(4) ایسا شخص کبھی اپنا محاسبہ نہیں کرتا کیونکہ اسے اپنے کاموں سے بے حد محبت ہوتی ہے۔

(5) ایسا شخص اپنے خیالات اور اعمال سے کبھی رجوع نہیں کرتا۔

سوال 4: اپنے برے اعمال سے کوئی شخص کیسے بچ سکتا ہے؟

جواب: برے اعمال سے وہی شخص بچ سکتا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ ہدایت اور بھلائی لکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی کو ہدایت دیتے ہیں جو خود ہدایت کا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہو۔

(1) لہٰذا سب سے پہلے ہدایت کا راستہ اختیار کرنے کے لیے نیت اور پختہ ارادہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ سے ہدایت کے لیے دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا علم حاصل کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ برے عمل کرنے کے لیے جہالت اور ظلم معاون

12

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوتے ہیں۔ جہالت کو علم کے ذریعے ہی دور کیا جا سکتا ہے اور ظلم کی پہچان بھی علم کے ذریعے ہوتی ہے اس لیے قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے سے ہی انسان برائیوں کو چھوڑنے کی کوشش کر سکتا ہے۔

(4) شیطان کے طریقہ واردات کو سمجھنے اور اس کے وسوسوں سے بچنے کی کوشش کر کے انسان بُرے اعمال سے بچ سکتا ہے۔

(5) اپنے اعمال کی نگرانی کر کے، اپنا محاسبہ کر کے انسان برے اعمال سے بچ سکتا ہے۔

(6) انسان اپنی برائیوں پر استغفار کر کے، آئندہ کبھی نہ کرنے کا عزم کر کے بُرے اعمال سے بچ سکتا ہے۔

(7) انسان مسلسل دعائیں کر کے اپنے برے اعمال سے بچ سکتا ہے۔

(8) انسان نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر کے برے اعمال سے بچ سکتا ہے کیونکہ نیک لوگ تواصوا بالحق کر کے، نصیحت کر کے انسان کو اس کی برائیوں سے باز رکھ سکتے ہیں۔

﴿وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا

”اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ہواؤں کو بھیجا پھر وہ بادل کو ابھارتی ہیں پھر ہم اُسے ایک بے آباد علاقے کی طرف ہانک کر لے

بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ﴾

جاتے ہیں پھر اُس کے ذریعے زمین کو اُس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتے ہیں، جی اُٹھنا بھی اسی طرح ہوگا“(9)

سوال: بعث بعد الموت کی دلیل کی وضاحت ﴿وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ ... النُّشُوْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ہواؤں کو بھیجا پھر وہ بادل کو ابھارتی ہیں پھر ہم اُسے ایک بے آباد علاقے کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں“ رب العزت نے زمین کی زندگی سے موت کے بعد کی زندگی پر دلیل دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد کی زندگی کا نقشہ ذہن نشین کروایا ہے کہ دیکھو زمین خشک ہے اس میں روئیدگی کا نشان تک نہیں ہے اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے۔ وہ حکم پورا کرتی ہے۔ ہوا آتی ہے بادلوں کو اٹھا لیتی ہے۔ ہوا تیار ہے، بادل بھی تیار ہیں، کہاں جانا ہے؟ حکم کا انتظار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم آتا ہے بے آباد علاقے کی طرف جانا ہے تو وہ مردہ زمین کی طرف چل پڑتے ہیں۔ بادلوں کے لشکر ہیں جو مردہ زمین کی طرف جا رہے ہیں جہاں نہ نباتات ہیں، نہ کھیتیاں۔

(2) ﴿فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ ”پھر اُس کے ذریعے زمین کو اُس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتے ہیں“ اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو بارش کے ذریعے زندہ کرتے ہیں۔ گھٹا جھک کر آتی ہے اور پانی ٹھنڈا کر دیتی ہے ہر طرف جل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تھل ہے۔وہی زمین جہاں خاک اڑ رہی تھی، جہاں زندگی کا نشان تک نہیں تھا سر سبز و شاداب ہو گئی ہے اور لہلہانے لگی ہے۔ پانی اللہ تعالیٰ کا پابند ہے۔اس کے حکم سے برسا ہے اور اب ہر جگہ زندگی ہے،خوش نما نظارے ہیں اسی طرح انسان بھی دوبارہ پیدا ہو جائیں گے۔

(3)﴿كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ﴾ ''جی اُٹھنا بھی اسی طرح ہوگا'' جیسے زمین کی زندگی پر تمہیں کوئی شک نہیں،تم شبہات میں مبتلا نہیں ہوتے ایسے ہی کل موت کے بعد بھی زندگی ہوگی اس میں بھی تمہیں شک نہیں ہونا چاہیے۔اللہ رب العزت جب تمہارے جسموں کو زندگی دینا چاہے گا تو ایک بارش برسائے گا اور تمام انسانوں کے جسم اسی طرح اپنی قبروں میں پیدا ہو جائیں گے جیسے آج زمین میں دانہ بوئیں تو اگ آتا ہے۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی

ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

(4)﴿فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار دیکھیں کہ کس طرح وہ زمین کے مُردہ ہو جانے کے بعد اُسے زندہ کرتا ہے؟ بلاشبہ وہ مُردوں کو یقیناً زندہ کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔'' (الروم:50)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'ابن آدم تمام گل سڑ جاتا ہے،لیکن اس کی ریڑھ کی ہڈی نہیں سڑتی،اسی سے اسے پیدا کیا گیا ہے اور اسی سے دوبارہ ترکیب دیا جائے گا۔'' (بخاری:4814)

(6) سیدنا ابورزین رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا اور اس کی مخلوق میں اس بات کی کیا دلیل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'اے ابورزین! کیا تم کبھی اپنی بستی کے آس پاس کی زمین کے پاس سے اس حالت میں نہیں گزرے کہ وہ خشک بنجر پڑی ہوتی ہے،پھر دوبارہ تم گزرتے ہو تو دیکھتے ہو کہ وہ سر سبز ہوتی ہے اور لہرا رہی ہوتی ہے'' سیدنا ابورزین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا،ہاں،اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: ''بس اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرے گا۔'' (مسند احمد:16200)

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ

''جو عزت کا ارادہ رکھتا ہو تو عزت ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے لیے ہے،اُسی کی طرف پاکیزہ بات چڑھتی ہے اور نیک عمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ

اس کو بلند کرتا ہے اور جو لوگ برائیوں کی خفیہ تدبیریں کرتے ہیں، اُن کے لیے سخت عذاب ہے اور اُن کی تدبیریں

اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ﴾

خود ہی غارت ہو کر رہیں گی۔'' (10)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں دنیا اور آخرت کی عزت ہے، اس کی وضاحت ﴿مَنْ ... جَمِيْعًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ﴾ ''جو عزت کا ارادہ رکھتا ہو'' جو شخص عزت کا طلب گار ہے، جو عزت کو عزیز رکھتا ہے تو اسے عزت اس ہستی سے مانگنی چاہیے جس کے ہاتھ میں عزت ہے۔ عزت کی طلب ہے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے بھاگ دوڑ کرو۔

(2) ﴿فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾ ''تو عزت ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے لیے ہے'' کس کے پاس عزت تلاش کرتے ہو عزت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔ اس کی اطاعت کے بغیر عزت حاصل نہیں ہوگی۔ اس کی اطاعت سے چمٹ جاؤ۔ وہ دنیا اور آخرت کا مالک ہے۔ وہ دنیا میں بھی عزت دے گا آخرت میں بھی۔ رب العزت نے فرمایا:

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ لوٹ گئے تو زیادہ عزت والا زیادہ ذلیل کو لازماً نکال دے گا، حالانکہ عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے لیکن منافق جانتے نہیں ہیں۔'' (المنافقون: 8) ﴿وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ ''یقیناً ساری کی ساری عزت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ وہ سب سننے والا، وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (یونس: 65) اللہ تعالیٰ دشمنوں کو عزت نہیں دے گا۔

سوال 2: جو انسان عزت حاصل کرنا چاہے اسے کیسے عزت حاصل کرنی چاہیے؟

جواب: (1) جو انسان دنیا اور آخرت میں عزت حاصل کرنا چاہے اسے جان لینا چاہیے کہ (i) عزت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے ساری عزت اسی کے پاس ہے۔ (ii) وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ (iii) جسے وہ ذلیل کر دے اسے دنیا کی کوئی طاقت عزت نہیں دے سکتی۔ (iv) جسے وہ عزت دینا چاہے اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی نظر میں عزت کا مقام پانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے ہی انسان کو عزت نصیب ہوتی ہے۔

سوال 3: نیک اعمال اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِلَيْهِ ... يَرْفَعُهٗ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ "اسی کی طرف پاکیزہ بات چڑھتی ہے" پاکیزہ اور طیب کلمات اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر، سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، تلاوت قرآن وغیرہ۔

(2) ہر کلام جو اچھا اور پاک ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھتا ہے اور رب العزت ملاء اعلیٰ میں اس کی مدح وثناء کرتا ہے۔

(3) ﴿وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ﴾ "اور نیک عمل" یعنی دل کے اعمال مثلاً اخلاص، توکل، اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ تعالیٰ کا خوف، اللہ تعالیٰ سے امید، اللہ تعالیٰ کی رضا، صبر، شکر، تفکر، محاسبہ، اور اعضاء کے اعمال، نماز اور دیگر نیکی کے کام۔

(4) ﴿يَرْفَعُهٗ﴾ "اس کو بلند کرتا ہے" یعنی کلمات طیبہ کی طرح نیکی کے کاموں کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف بلند کرتا ہے۔

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "کئی فرشتے تمہارے پاس رات کو آتے جاتے ہیں اور کئی دن کو۔ فجر اور عصر کی نماز کے وقت وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں، جو رات تمہارے ہاں ٹھہرتے ہیں اور ان سے ان کا پروردگار پوچھتا ہے حالانکہ وہ تم کو خوب جانتا ہے، تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں جب ہم ان کے پاس سے روانہ ہوئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس پہنچے تو بھی نماز پڑھ رہے تھے۔" ابن خزیمہ نے ایک روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ "انہیں قیامت کے دن بخش دینا۔" (بخاری: 7486)

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی خیرات کی اور اللہ تعالیٰ کو حلال ہی کمائی پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ قبول کر لیتا ہے اور خیرات کرنے والے کے لئے اسے بڑھاتا رہتا ہے جیسے کوئی تم میں سے اپنے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔" (بخاری: 7430)

سوال 2: بری چالیں چلنے والوں کو پستی کے سوا کچھ نصیب نہیں ہوگا، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْنَ ... يَبُوْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ "اور جو لوگ برائیوں کی خفیہ تدبیریں کرتے ہیں" جو لوگ مکر و فریب سے برائیاں کرتے ہیں یعنی شرک اور نافرمانی کے کام کرتے ہیں۔ (ایسر التفاسیر: 1253)

(2) یعنی جو ریاکار لوگوں کو دکھانے کے لیے بظاہر نیک عمل کرتے ہیں چونکہ ان کے عمل خلوص سے خالی ہیں اس لیے ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منہ پردے مارے جاتے ہیں وہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ والے ہیں حالانکہ اس کی حضوری سے دور رہتے ہیں۔ ﴿وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتے مگر بہت ہی کم'' (النساء:142)(مختصر ابن کثیر:2/1638)

(3) برے اعمال کرنے والا اپنے اعمال کے ذریعے بلند ہونا چاہتا ہے۔ وہ جو چالیں چلتا ہے اور جو سازشیں کرتا ہے، اس کا مکر اسی پر الٹ جاتا ہے اور اسے پستی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(4) ﴿لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ﴾ ''اُن کے لیے سخت عذاب ہے'' اُنہیں سخت عذاب دیا جائے گا۔

(5) ﴿وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ﴾ ''اور اُن کی تدبیریں خود ہی غارت ہو کر رہیں گی'' ان کے اعمال فاسد اور باطل ہیں۔ (6) ان کا فریب بکھر جائے گا، ان کی سازشیں، ان کی چالیں انہیں کوئی فائدہ نہیں دیں گی۔

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر تمہارے جوڑے بنائے اور کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی اور نہ کوئی بچہ جنتی ہے

أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ

مگر اُس کے علم سے اور کسی عمر پانے والے کو عمر نہیں دی جاتی اور نہ کسی کی عمر میں کمی کی جاتی ہے مگر وہ ایک کتاب میں ہے،

إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ پر یہ بہت ہی آسان ہے'' (11)

سوال: اللہ تعالیٰ تمہارا خالق علّام الغیوب ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاللّٰهُ ... يَسِيرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان سیدنا آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔

(2) ﴿ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ﴾ ''پھر نطفے سے'' پھر انسان کی نسل کا سلسلہ حقیر پانی کے قطرے سے چلایا۔

(3) ﴿ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا﴾ ''پھر تمہارے جوڑے بنائے'' پھر اس نے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے۔

(4) ﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ﴾ ''اور کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی اور نہ کوئی بچہ جنتی ہے مگر اُس کے علم سے'' کوئی مادہ جو حاملہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے، اس کے اذن سے۔ جو مادہ بچہ جنتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے، اس کی قضا و قدر سے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَزْدَادُ ۗ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ (۸) عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ (۹)﴾ ''اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ہر مادہ اُٹھاتی ہے اور جو کچھ رحم کم کرتے ہیں اور جو وہ زیادہ کرتے ہیں اور ہر چیز اُس کے یہاں ایک اندازے سے ہے۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے، بہت بڑا ہے، نہایت بلند ہے۔'' (الرعد:8،9)

(5) اللہ تعالیٰ کو پیٹ کے بچوں کا بھی پورا علم ہے اور بچوں کے پیدا ہونے کا بھی۔

(6) ﴿وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ﴾ ''اور کسی عمر پانے والے کو عمر نہیں دی جاتی اور نہ کسی کی عمر میں کمی کی جاتی ہے'' کسی بڑی عمر والے کو طویل عمر دی جاتی ہے یا اس کی عمر میں کمی کی جاتی ہے۔

(7) کوتاہ عمری یا طویل عمر کے اسباب ہیں مثلاً عمر میں کمی کا سبب والدین کی نافرمانی اور قطع رحمی وغیرہ ہیں۔ صلہ رحمی عمر میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔

(8) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ چاہے کہ اس کی روزی میں کشادگی ہو، یا اس کی عمر بڑھادی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔'' (بخاری:2067)

(9) ﴿اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ﴾ ''مگر وہ ایک کتاب میں ہے'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، اس نے اپنی کتاب تقدیر میں درج کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت وسیع ہے۔

(10) عمر کی کمی بیشی سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا شعور دیا ہے۔ انسان اپنی عمر کا تعین خود نہیں کر سکتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے وہ کوئی اور ہے جو انسان کی عمر کا فیصلہ کرتا ہے۔ اس میں کسی فرضی معبود کا تعلق نہیں۔ وہی انسان کی تقدیر بنانے والا ہے جو کائنات کی تقدیر بنانے والا ہے اسی سے خوف رکھنا چاہیے اسی سے امیدیں باندھنی چاہئیں۔

(11) ﴿اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ پر یہ بہت ہی آسان ہے'' یعنی لوگوں کے اعمال، ان کے بارے میں معلومات کا احاطہ کرنا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ

''اور دو سمندر یکساں نہیں ہیں یہ میٹھا اور پیاس بجھانے والا ہے جس کا پانی آسانی سے گلے سے اترنے والا ہے اور یہ کھاری

وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى

کڑوا ہے اور تم ہر ایک میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور تم زیورات نکالتے ہو جسے تم پہنتے ہو اور تم اُس میں پانی کو چیرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾

والے جہاز دیکھتے ہو تا کہ تم اُس کا فضل تلاش کرو اور تا کہ تم شکر ادا کرو۔" (12)

سوال 1: اللہ تعالیٰ نے دو طرح کے دریا پیدا کیے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا ... أُجَاجٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ﴾ "اور دو سمندر یکساں نہیں ہیں" اللہ رب العزت کی عظیم قدرت، اس کی وسیع رحمت اور حکمت ہے کہ اس نے زمین میں پانی کے بہت بڑے ذخائر بنائے اور ان کو ایک جیسا نہیں بنایا۔

(2) ﴿هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ﴾ "یہ میٹھا اور پیاس بجھانے والا ہے جس کا پانی آسانی سے گلے سے اترنے والا ہے" میٹھا پانی جو دریاؤں میں ہوتا ہے، پینے میں خوش گوار، پیاس بجھاتا ہے، کھیتوں اور باغوں کو سیراب کرتا ہے۔

(3) ﴿وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ﴾ "اور یہ کھاری کڑوا ہے" سخت کھاری پانی سمندروں کا ہے، تلخ اور کڑوا ہے، سمندروں کے حیوانات کی زندگی کے لیے۔ سمندری جانوروں کے مرنے سے یہ پانی خراب نہیں ہوتا ہے۔

(4) سمندر کا پانی تو تلخی کی وجہ سے نہیں پیا جاسکتا لیکن اس کے جانور جیسے مچھلی اور دیگر جانور بہت لذیذ ہوتے ہیں۔

(5) سمندر کا پانی ساکن ہوتا ہے۔ اس کا کھارا پن اسے خراب ہونے سے بچاتا ہے۔

سوال 2: سمندر میں غذا اور زیورات کے بڑے ذخائر ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمِنْ ... تَلْبَسُوْنَهَا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمِنْ كُلٍّ﴾ "اور ہر ایک میں سے" یعنی میٹھے اور کھاری پانیوں کے ذخائر سے۔

(2) ﴿تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا﴾ "تم تازہ گوشت کھاتے ہو" تم تر و تازہ مچھلی نکالتے ہو یعنی تمہارے لیے غذا کے ذخائر ہیں۔ گوشت وہ بھی تر و تازہ ہر وقت دستیاب ہے۔

(3) ﴿وَتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا﴾ "اور تم زیورات نکالتے ہو جنہیں تم پہنتے ہو" سمندروں میں موتیوں اور مونگوں کے بھی ذخائر ہیں جن کو زیورات کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ﴾ "ان دونوں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔" (الرحمن:22)

سوال 3: سمندر کا سیپ دیو تجارتی سفروں کے لیے تمہارے قبضے میں دے دیا، اس کی وضاحت ﴿وَتَرَى ... تَشْكُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ﴾ "اور تم اُس میں پانی کو چیرنے والے جہاز دیکھتے ہو" سمندر کا سیپ دیو ہے جس کو تمہارے قبضے میں دے دیا ہے۔ وہ دیکھو اس میں کشتیاں اور جہاز تیر رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ﴾ ''تاکہ تم اُس کا فضل تلاش کرو'' تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور تجارتی سفروں سے مال ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا کر فروخت کرو۔

(3)﴿وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ''اور تاکہ تم شکر ادا کرو'' یعنی تم سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو گے اور رزق کماؤ گے اور رب کا شکر ادا کرو گے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اے معاذ! اللہ کی قسم، میں تم سے محبت کرتا ہوں، اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں'' پھر فرمایا: ''اے معاذ! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں: ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا کبھی نہ چھوڑنا'' ﴿اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ﴾ ''اے اللہ! اپنے ذکر، شکر اور اپنی بہترین عبادت کے سلسلہ میں میری مدد فرما۔'' (ابوداؤد:1522)

(4)﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کیا تاکہ اُس کے حکم سے اس میں جہاز چلیں اور تاکہ تم اُس کا کچھ فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گزار بنو۔'' (الجاثیہ:12)

(5) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار نہیں ہوتا۔'' (ابوداؤد:4811) (6) سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی خوشی کی بات آتی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوشخبری سنائی جاتی تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے۔ (ابوداؤد:2774)

سوال 4: اللہ تعالیٰ نے زمین پر موجود پانی کے وسیع ذخائر سے کیسے اپنی ذات کا شعور دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے پانی سے حاصل ہونے والے فوائد سے اپنی ذات کا شعور دلایا ہے۔

(1) میٹھا پانی پیاس بجھاتا ہے۔ (2) کھارے پانی یعنی سمندروں کے پانی سے قیمتی موتی، مونگے اور دوسری چیزیں حاصل ہوتی ہیں جو زیورات کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ (3) کھارے اور میٹھے پانیوں سے بہت بڑی مقدار میں آبی جانور حاصل ہوتے ہیں جو انسان کی قیمتی خوراک ہیں۔

(4) سمندر آبی سڑکیں ہیں جن کی وجہ سے سفر اور تجارتی سامان کی نقل وحمل آسان ہوگئی ہے۔

﴿يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ ۖ كُلٌّ

''وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور سورج اور چاند کو اُس نے مسخر کر رکھا ہے، ہر ایک مقررہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

وقت تک کے لیے چل رہا ہے، یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب، بادشاہی اُسی کی ہے اور اُس کے سوا جن لوگوں کو بھی تم پکارتے ہو

دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ﴾

وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کی ملکیت بھی نہیں رکھتے'' (13)

سوال 1: اللہ تعالیٰ عظیم غلبے اور کمال قدرت والا معبود ہے اور جھوٹے معبود کسی چیز پر قادر نہیں، اس کی وضاحت ﴿يُوْلِجُ الَّيْلَ... قِطْمِيْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ﴾ ''وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے'' اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم غلبے اور کمالِ قدرت سے رات کو اپنی تاریکیوں اور دن کو اپنی روشنیوں کے ساتھ تمہارے قبضے میں دے دیا ہے۔ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں، ایک جاتا ہے تو دوسرا آتا ہے۔ کبھی راتیں بڑی ہو جاتی ہیں، کبھی دن بڑے، کبھی راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں تو دن چھوٹے۔ اس سے انسانوں کے مصالح پورے ہوتے ہیں۔

(2) ﴿وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ﴾ ''اور سورج اور چاند کو اُس نے مسخر کر رکھا ہے'' رب العزت نے اپنی کامل قدرت اور عظیم غلبے سے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے۔ (3) اسی طرح سورج اور چاند کی تسخیر میں روشنی اور نور، حرکت اور سکون کے مصالح حاصل ہوتے ہیں، سورج کی روشنی میں بندے اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لیے پھیل جاتے ہیں۔ سورج کی روشنی میں پھل پکتے ہیں اور دیگر ضروری فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کے فقدان سے لوگوں کو ضرر پہنچتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2216/3)

(4) ﴿كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ''ہر ایک مقررہ وقت تک کے لیے چل رہا ہے'' یعنی سورج اور چاند دونوں قیامت تک اپنے مدار میں چلتے رہیں گے۔ قیامت آئے گی تو ان کا نور اور ان کی طاقت سلب کر لی جائے گی سورج لپیٹ دیا جائے گا اور ستارے بکھر جائیں گے۔

(5) ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ﴾ ''یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب، بادشاہی اُسی کی ہے'' یعنی وہ ذات جس نے اپنے غلبے اور کمال قدرت سے اتنی عظیم مخلوقات بنائیں اور ان کو مسخر کیا، وہی تمہارا رب، تمہارا معبود، تمہارا بادشاہ ہے۔

(6) ﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ﴾ ''اور اُس کے سوا جن لوگوں کو بھی تم پکارتے ہو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کی ملکیت بھی نہیں رکھتے" اللہ تعالیٰ کے سوا جن خود ساختہ معبودوں کو تم پکارتے ہو وہ تو اس چھلکے کے مالک بھی نہیں ہیں جو کھجور کی گٹھلی کے اوپر ہوتا ہے۔ وہ زمین و آسمان کی کسی چیز کے مالک نہیں۔ کسی چیز پر کیسے قادر ہوں گے؟

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے وسیع خلاء سے کیسے اپنی ذات کا شعور دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے خلاء میں انسان کے فائدے کے لیے کیے جانے والے کاموں سے اپنی ذات کا شعور دلایا ہے۔

(1) اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے یعنی انسانوں کے کام میں لگا رکھا ہے جس سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ (2) اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے لگانے سے انسانی فائدے کے لیے وسیع پیمانے پر کیے جانے والے کام سے اپنی ذات کا شعور دلایا ہے۔ (3) وسیع کائناتی انتظامات صرف اللہ تعالیٰ کے قائم کرنے سے قائم ہیں۔ (4) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جو انسان کی ضروریات پوری کر سکتا ہو۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدے کے لیے کیے جانے والے کاموں سے اپنے رب ہونے کا شعور دلایا ہے، اس کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے رب ہونے کا شعور دلایا ہے:

(1) ہواؤں سے جن کے ذریعے وہ بادل بھیجتا ہے۔ (2) بادلوں سے جن کے ذریعے وہ بارش بھیجتا ہے۔

(3) مٹی سے جس کے ذریعے وہ انسان کو پیدا کرتا ہے۔

(4) نطفے سے جس کے ذریعے وہ انسانی نسل کو چلاتا ہے۔

(5) مرد اور عورت کے جوڑے بنانے سے جس کے ذریعے انسانی نسل اور اس کی تربیت اور حفاظت کا سلسلہ چلتا ہے۔

(6) عورتوں کے حاملہ ہونے سے جس کے ذریعے بچے کی زندگی کے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔

(7) بچوں کی پیدائش سے جس کے ذریعے سے والدین کے لیے اُمید کے دیئے روشن ہوتے ہیں۔

(8) انسانی عمر سے جس کا حساب کتاب لوح محفوظ میں رکھا جاتا ہے۔

(9) سمندروں سے جن کے ذریعے انسان کی خوراک کے بڑے ذخیرے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

(10) موتیوں اور مونگوں سے جن کے ذریعے زیورات کا انتظام کیا گیا ہے۔

(11) آبی سڑکوں سے جن کی وجہ سے سفر اور تجارت کا اہتمام کیا گیا ہے۔

(12) سورج اور چاند سے جنہیں انسان کے کام میں لگا دیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(13) رات اور دن سے جن سے آرام اور کام کے اوقات کا تعین کیا گیا ہے۔

(14) اپنی ملکیت سے جس کے ذریعے انسان کو غیروں کی غلامی سے آزاد کیا گیا ہے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب بادشاہت اسی کی ہے۔

﴿اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۗ وَيَوْمَ

''اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے اور اگر وہ سنیں بھی تو تمہاری درخواست قبول نہیں کریں گے اور قیامت

الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۗ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴾

کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور پوری خبر رکھنے والے کی طرح کوئی آپ کو خبر نہیں دے گا'' (14)

الثلثة ع 2/7 14

سوال: جھوٹے معبود تمہاری دعائیں نہیں سنتے، اس کی وضاحت ﴿اِنْ ... خَبِيْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ﴾ ''اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے'' کیونکہ وہ پتھر ہیں یا مرے ہوئے انسان یا فرشتے جو ہر وقت اپنے رب کی اطاعت میں مشغول رہتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2216/3)

(2) ﴿وَلَوْ سَمِعُوْا﴾ ''اور اگر وہ سنیں بھی'' اگر وہ تمہاری پکار سن بھی لیں۔

(3) ﴿مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ﴾ ''تو تمہاری درخواست قبول نہیں کریں گے'' وہ تمہاری دعائیں قبول نہیں کر سکتے۔ جو مرادیں مانگتے ہو ان کو پورا نہیں کر سکتے۔ وہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے۔

(4) ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ (۵) وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ (۶)﴾ ''اور اس سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سوا انہیں پکارتا ہے؟ جو قیامت کے دن تک اسے کوئی جواب نہیں دے سکتے حالانکہ وہ ان کی دعا ہی سے غافل ہیں۔ اور جب تمام انسان جمع کر دیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کرنے والے ہوں گے۔'' (الاحقاف: 6,5)

(5) ﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ﴾ ''اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے'' یعنی وہ قیامت کے دن تم سے اظہار بے زاری کریں گے۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ﴾ ''وہ کہیں گے: پاک ہے تیری ذات، ان کی بجائے آپ ہی ہمارے دوست ہیں۔'' (سبا: 41)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنائے ہیں تاکہ وہ ان کے لیے باعث عزت ہوں۔ ہرگز نہیں! جلد ہی وہ ان کی عبادت کا انکار کردیں گے اور ان کے خلاف مدمقابل ہو جائیں گے۔'' (مریم:82،81)

(7) ﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٨﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿٢٩﴾﴾ ''اور جس دن ہم اُن سب کو جمع کریں گے پھر ہم ان لوگوں سے کہیں گے جنہوں نے شریک بنائے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ رہو پھر ہم اُن کے درمیان علیحدگی کردیں گے اور اُن کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے۔ سو ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ ہی گواہ کافی ہے، بلاشبہ ہم تمہاری عبادت سے یقیناً بے خبر تھے۔'' (یونس:29،28)

(8) ﴿وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴾ ''اور پوری خبر رکھنے والے کی طرح کوئی آپ کو خبر نہیں دے گا'' اللہ تعالیٰ علیم وخبیر سے بڑھ کر تمہارے کاموں کے نتائج کی تمہیں کوئی خبر نہیں دے سکتا۔

(9) اللہ تعالیٰ جیسی خبر کوئی نہیں دے سکتا کیونکہ (i) اللہ تعالیٰ جیسا علم کسی کے پاس نہیں۔ (ii) اللہ تعالیٰ جیسا حقیقت سے پوری طرح باخبر بھی اور کوئی نہیں۔

(10) یہ آیات کریمہ روشن اور واضح دلائل پر مشتمل ہیں، جو اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی ہستی ذرہ بھر عبادت کی مستحق نہیں۔ اس کے سوا ہر ہستی کی عبادت باطل اور باطل سے متعلق ہے اور وہ اپنی عبادت کرنے والے کو کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ (تفسیر سعدی:2217/3)

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ﴾

''اے لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ بے پروا، تمام تعریفوں کے لائق ہے'' (15)

سوال: اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور ساری مخلوقات اللہ تعالیٰ کی محتاج ہیں، اس کی وضاحت ﴿يٰٓاَيُّهَا ... الْحَمِيْدُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ ''اے لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو'' تمہارا وجود نہیں تھا وجود میں آنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) تمہارے اعضاء قوت کے محتاج ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ قوت نہ دے تو کام کرنے کی کوئی طاقت نہ ہو۔

(3) تمہیں زندگی کے لیے خوراک کی، رزق کی ضرورت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں رزق نہ دے، تمہاری غذا کے لیے اسباب پیدا نہ کرے تو کون تمہیں سب کچھ پیدا کر کے دے سکتا ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو۔

(4) تمہاری زندگی میں مصیبتیں، دکھ، تکالیف آتی ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان کو دور نہ کرے تو تم ہمیشہ مصیبتوں اور غموں میں گھرے رہو۔ تم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو وہ تمہاری تکلیفیں، تمہارے غم، تمہارے مصائب دور کرتا ہے۔

(5) تم اس کو معبود بنانے کے محتاج ہو۔ اس کی عبادت کرنے، اسے الٰہ بنانے کے ضرورت مند ہو۔ اگر وہ توفیق نہ دے تو سب ہلاک ہو جائیں۔

(6) تم اپنی زندگی کی اصلاح کے لیے اس کے علم کے محتاج ہو۔ اگر علم نہ ہو تو عمل صالح کرنے کیسے ممکن ہوں! تم علم کے ضرورت مند ہو اگر اللہ تعالیٰ علم عطا نہ کرے تو کبھی علم حاصل کرنے کے قابل نہ ہو۔

(7) تم عمل صالح کرنے کے ضرورت مند ہو۔ عمل صالح کے بغیر، نیکیوں کے بغیر ہمیشہ کی آگ ہے جس کا ایندھن بن جاؤ گے۔ اگر اللہ تعالیٰ عمل صالح کی توفیق نہ دے تو کبھی نیکیاں نہ کر سکیں۔ یا اللہ! ہم فقیر ہیں، ہم ضرورت مند ہیں۔ ﴿لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ﴾ اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ یا اللہ! تو ہمیں ہمارے نفس کے حوالے ایک لمحے کے لیے نہ کرنا ہمارے حالات کی اصلاح کر دینا تیرے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں۔

(8) جس وقت لوگوں کو ہدایت کے راستے کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ اس غرور میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ہماری ہدایت کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت ہے اس لیے تو اللہ تعالیٰ رسول بھیجتا ہے اور وہ لوگوں کی ہدایت کے لیے دن رات کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے یہ شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم فقیر ہو، اللہ کو تمہاری ضرورت نہیں تم اس کے محتاج ہو۔ وہ چاہے تو تمہیں ختم کر کے تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے محتاج ہیں اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ضرورت ہے۔

(9) ﴿وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ بے پروا، تمام تعریفوں کے لائق ہے'' اللہ تعالیٰ غنی ہے وہ اپنی تمام مخلوقات سے، تمہاری عبادات سے، تمہاری خدمات سے بے نیاز ہے۔

(10) اللہ تعالیٰ الحمید ہے۔ وہ اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔ بے پناہ خوبیوں والا ہے۔ یا اللہ! حمد تیرے لیے ہے تو زمین و آسمان کا نور ہے۔ یا اللہ حمد تیرے لیے ہے تو زمین و آسمان کا مالک، ان کا بادشاہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(11) سیدنا ابوذر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کر لیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے، پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے ان کے جن کو میں ہدایت سے نواز دوں، پس تم مجھ سے ہی ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے ان کے جن کو میں کھانا عطا کر دوں، پس تم مجھ سے ہی کھانا مانگو، میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب برہنہ ہو سوائے ان کے جن کو میں پوشاک پہنا دوں، پس تم مجھ سے ہی پوشاک (لباس) مانگو، میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کرتا ہوں، پس تم مجھ سے ہی مغفرت (بخشش) طلب کرو، میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم میرے نقصان کو نہیں پہنچ سکتے کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو اور تم میرے نفع کو نہیں پہنچ سکتے کہ تم مجھے نفع پہنچا سکو (یعنی تم مجھے نقصان یا نفع پہنچانے پر قادر نہیں)۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر، تمہارے انسان اور جنات سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جس کے دل میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے تو یہ بات میری بادشاہی میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر، تمہارے انسان اور جنات اس شخص کی طرح ہو جائیں جو تم میں سے سب سے زیادہ فاجر و فاسق ہے تو یہ چیز میری بادشاہی میں کوئی کمی نہیں کر سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے، انس و جن سب ایک کھلے میدان میں جمع ہو کر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق عطا کر دوں تو اس سے میرے خزانوں میں اتنی ہی کمی ہو گی جتنی کمی سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! یقیناً تمہارے اعمال ہیں جن کو میں تمہارے لیے گن کر رکھتا ہوں، پھر تمہیں ان کا پورا بدلہ دیتا ہوں، پس جو بھلائی پائے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور جو اس کے علاوہ پائے، پس وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔'' (صحیح مسلم: 6572)

﴿اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ﴾

''اگر وہ چاہے تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے'' (16)

سوال 1: اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو لا سکتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنْ يَّشَاْ ۔۔۔ جَدِيْدٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ﴾ ''اگر وہ چاہے تمہیں لے جائے'' اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے۔ کیا اوقات ہے تیری اے انسان! تیرے رب نے تجھے ہلاکت کی وعید سنائی ہے اور وہ قدرت رکھتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ﴾ ''اور نئی مخلوق لے آئے'' وہ تمہاری جگہ ایسے لوگ لے آئے جو اس کے اطاعت گزار ہوں جیسا کہ اس نے فرمایا:﴿اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا﴾ ''اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اے لوگو! اور دوسروں کو لے آئے اور اللہ تعالیٰ اس پر ہمیشہ سے پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔'' (النساء:133) (3)﴿وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ﴾ ''اور آپ کا رب ہر طرح سے بے نیاز، کمال رحمت والا ہے، اگر وہ چاہے تمہیں لے جائے اور تمہارے بعد جسے چاہے جانشیں بنا دے جیسا کہ اس نے تمہیں دوسرے لوگوں کی اولاد سے پیدا کیا ہے۔'' (الانعام:133) (4) رب العزت نے موت کے بعد کی زندگی کو ثابت کیا ہے۔ وہ تمہارے مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ پیدا کر سکتا ہے۔ اس نے زندگی کے لیے جو وقت مقرر کیا ہے اس سے آگے پیچھے نہیں کرے گا یہ اس کا اختیار ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنے غنی ہونے کی وضاحت کے لیے جو مثال دی ہے، اس کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے غنی یعنی بے نیاز ہونے کی مثال دی ہے کہ وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور تمہاری جگہ نئی مخلوق پیدا کر دے جو اللہ تعالیٰ کی فرماں بردار ہو۔ تمہارے فنا ہونے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تم فنا ہو جاؤ گے تو وہ ایک نیا جہاں پیدا کر دے گا جس سے تم واقف نہیں ہو۔ پھر بتاؤ تمہیں رب کی ضرورت ہے یا رب کو تمہاری ضرورت ہے؟

﴿وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ﴾

''اور یہ اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں'' (17)

سوال: ﴿وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا ذٰلِكَ﴾ ''اور نہیں یہ'' یعنی تمہیں لے جانا اور تمہاری جگہ دوسروں کو لے آنا۔

(2)﴿عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ﴾ ''اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل'' نئی تخلیق اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ﴾ ''اور اگر تم منہ موڑو گے تو وہ تمہارے علاوہ کسی دوسری قوم کو بدل لائے گا۔'' (محمد:38)

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ

''اور کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان) کسی دوسری (جان) کا بوجھ نہیں اٹھائے گی اور اگر کوئی بوجھ سے لدی ہوئی جان اپنے بوجھ کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

پکارے گی تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی اٹھایا نہ جائے گا اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہو، آپ درحقیقت صرف انہی لوگوں کو ڈراتے ہیں جو

بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ

بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو یقیناً وہ اپنے ہی لیے پاکیزگی اختیار کرتا ہے

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿

اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے“ (18)

13

سوال 1: قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اس کی وضاحت ﴿وَلَا تَزِرُ ... قُرْبٰى﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ ”اور کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان) کسی دوسری (جان) کا بوجھ نہیں اٹھائے گی“ قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ ”آپ کہہ دیں کہ جو جرم ہم نے کیا اُن کے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائے گا اور جو کام تم کرتے ہو اُس کے بارے میں ہم سے نہیں پوچھا جائے گا۔“ (سبا:25)

(2) قیامت کے دن لوگ اپنے بوجھوں کی وجہ سے پریشان ہوں گے دوسروں کے بوجھ اُٹھانے سے قاصر ہوں گے البتہ جن لوگوں نے دوسروں کو گمراہ کیا ہوگا وہ اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسروں کے بوجھ بھی اُٹھائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اسلام میں آ کر نیک بات (یعنی کتاب وسنت کی بات) جاری کی اس کے لئے اپنے عمل کا بھی ثواب ہے۔ اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں (اس کی دیکھا دیکھی) ان کا بھی ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ ثواب گھٹے اور جس نے اسلام میں آ کر بری چال ڈالی (یعنی جس سے کتاب وسنت نے روکا ہے) اس کے اوپر اس کے عمل کا بھی بار ہے اور ان لوگوں کا بھی بار جو اس کے بعد عمل کریں بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا بار کچھ گھٹے۔“ (مسلم:2351)

(3) ﴿وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى﴾ ”اور اگر کوئی بوجھ سے لدی ہوئی جان اپنے بوجھ کے لیے پکارے گی تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی اٹھایا نہ جائے گا اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہو“ اگر کوئی بوجھ میں دبا ہوا انسان اپنے کسی عزیز رشتہ دار کو بوجھ اٹھانے کے لیے پکارے گا مثلاً کوئی اپنے بیٹے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"جس نے کوئی نیک عمل کیا تو اس کے اپنے ہی لیے ہے اور جس نے برائی کی تو اس کا وبال اسی پر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔" (الجاثیہ:15)

(4) انسان مادی چیزوں کے بوجھ کو share کر سکتے ہیں مگر بُرے اعمال کے اثرات کو اور اس کی وجہ سے ہونے والی تکلیف اور رسوائی کو کوئی کیسے کسی سے share کر سکتا ہے۔ اس بُرے بوجھ کا کوئی حصہ دار نہیں بن سکتا۔

(5) ﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ "اے لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی باپ اپنے بیٹے کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ ہی کوئی بیٹا اپنے باپ کے کچھ بھی کام آنے والا ہوگا، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، چنانچہ دنیا کی زندگی تمہیں بالکل دھوکے میں نہ ڈالے اور وہ بڑا دھوکے باز ہرگز تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ نہ دے جائے۔" (لقمان:33)

(6) ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ (٣٤) وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ (٣٥) وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ (٣٦) لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ (٣٧)﴾ "اس دن آدمی اپنے بھائی سے۔ اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے دور بھاگے گا۔ اس دن ان میں سے ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جو اسے (دوسروں سے) بے نیاز کر دے گی۔" (عبس:34-37)

سوال 2: انفرادی ذمہ داری کے اصول کا انسان پر کیا اثر ہوتا ہے؟

جواب: (1) اس اصول کا انسان کے اخلاق پر بڑا گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ (2) اس کی وجہ سے انسان ہر دم بیدار رہتا ہے۔

(3) اس کی وجہ سے انسان جھوٹی اُمیدوں پر تکبر نہیں کرتا۔

(4) اس کی وجہ سے انسان مایوسی سے بچتا ہے۔ اگر انسانوں کا محاسبہ بحیثیت جماعت کے ہو تو انسان کبھی کامیاب نہ ہونے پائے۔

سوال 3: ﴿اِنَّمَا ... الصَّلٰوةَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ﴾ "آپ درحقیقت صرف انہی لوگوں کو ڈراتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں" رب العزت نے نبی ﷺ سے فرمایا: آپ ﷺ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو نصیحت کرتے ہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ﴾ "آپ صرف اسی شخص کو خبردار کرتے ہیں جس نے نصیحت کی پیروی کی اور رحمٰن سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن دیکھے ڈرا سوا سے مغفرت اور باعزت اجر کی بشارت دے دیں۔'' (یٰسٓ:11)

(2) آپ ﷺ قرآن مجید سے ان لوگوں کو بیدار کر سکتے ہیں جو عقل و ہوش رکھنے والے ہوں، اپنے رب سے ڈرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا﴾ ''یقیناً جو اس سے ڈرتا ہے آپ اس کو ڈرانے والے ہیں۔'' (النازعات:45)

(3) انذار کو وہ لوگ قبول کرتے ہیں جو کھلے چھپے رب سے ڈرتے ہیں۔

(4) ﴿وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ﴾ ''اور نماز قائم کرتے ہیں'' یہی لوگ نماز کو اس کے ارکان، شرائط، ظاہری و باطنی آداب یعنی پورے خشوع کے ساتھ قائم کرتے ہیں۔

(5) اللہ تعالیٰ کی خشیت ہر اس عمل سے دور رہنے کا تقاضا کرتی ہے جس کے کرنے پر سزا کا خوف ہو اور نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔

(6) اللہ تعالیٰ کی خشیت ہر اس عمل کا تقاضا کرتی ہے جس کے ضائع ہونے پر سزا کا خوف ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ نماز بھلائی کے کاموں کے لیے آمادہ کرتی ہے، نیکیوں کا مزاج پیدا کرتی ہے۔

سوال 4: تزکیہ نفس کا فائدہ خود انسان کو ہوتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَنْ ... الْمَصِيْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ تَزَكّٰى﴾ ''اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے'' یعنی جس نے اپنے نفس کو شرک اور معاصی سے پاک کیا۔

(2) اپنے نفس کو برے اخلاق اور عیوب سے پاک کیا مثلاً جھوٹ، تکبر، ریا کاری، نفاق، دھوکا، بغض، حسد، کینہ اور دیگر رزائل سے پاک کیا۔

(3) جس نے اپنے آپ کو اخلاق حسنہ سے مزین کیا۔ مثلاً اخلاص، تواضع، صدقہ، بندوں کی خیر خواہی اور انکساری۔

(4) ﴿فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ﴾ ''تو یقیناً وہ اپنے ہی لیے پاکیزگی اختیار کرتا ہے'' اپنی اصلاح کرنے کا فائدہ خود اسے ہی نصیب ہوگا۔ اسے دین پر استقامت نصیب ہوگی۔

(5) جس نے کفر اور گناہوں سے توبہ کر لی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور اس کی اطاعت میں نیک اعمال کیے اس نے اپنے آپ کو پاک کر لیا۔ (جامع البیان:22/133)

(6) ﴿وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے'' کوئی مومن ہو یا کافر، ہر نیک اور برے انسان نے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وہ ہر اچھے برے عمل کا حساب لے گا۔ کوئی عمل شمار کرنے سے نہیں چھوڑے گا۔ پھر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس کے مطابق بدلہ دے گا۔

سوال 5: اللہ تعالیٰ نے پاکیزگی اختیار کرنے کے لیے کیسے تیار کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ لوٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف جانا ہے جہاں اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ جہاں نیک اعمال والے جنت میں ہمیشہ کے لیے بسائے جائیں گے اور برے اعمال کرنے والے ہمیشہ کے لیے دوزخ میں بسائیں جائیں گے لہٰذا پاکیزگی اختیار کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ﴾

''اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں'' (19)

سوال: مومن اور کافر برابر نہیں ہوسکتے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ﴾ ''اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں'' رب العزت نے مومن اور کافر کی مثال دی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور اضداد برابر نہیں ہوتیں۔

کافر	مومن
(1) کافر تاریکی میں ہوتا ہے۔ اسے زندگی کے حقائق کا سچے علم کی بنیاد پر پتہ نہیں ہوتا۔	(1) مومن روشنی میں ہوتا ہے۔ اسے زندگی کے حقائق کا حقیقی علم کی بنیاد پر پتہ ہوتا ہے۔
(2) کافر حیرانی، پریشانی، بے چینی، اضطراب، تزلزل، اور بے اطمینانی میں ہوتا ہے۔	(2) مومن اطمینان، راحت اور سکون میں ہوتا ہے۔
(3) کافر کا ضمیر مردہ ہوتا ہے کیونکہ وہ شعوری زندگی کے سرچشمے اللہ تعالیٰ کی ہدایت، اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کٹ چکا ہوتا ہے۔	(3) مومن کا شعور اور ارادہ زندہ ہوتا ہے کیونکہ وہ شعوری زندگی کے سرچشمے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔
(4) کافر بے مقصد زندگی گزارتا ہے۔	(4) مومن بامقصد زندگی گزارتا ہے۔
(5) کافر دنیا میں ہی جیتا اور دنیا میں ہی مرجانا چاہتا ہے۔	(5) مومن ہمیشہ کی زندگی کی کامیابی کے لیے جیتا ہے اور اس زندگی میں بھی کامیاب رہتا ہے۔

(2) مومن اور کافر عقلاً اور شرعاً برابر نہیں۔ (ایسر التفاسیر: 1258)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) کافر کو علم کی بنیاد پر زندگی کے حقائق کا پتہ نہیں ہوتا۔ مومن کو حقیقی علم کی بنیاد پر پتہ ہوتا ہے۔ جاننے والا اور نہ جاننے والا برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟

﴿وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ﴾

''اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی'' (20)

سوال: اندھیرا اور روشنی یعنی مومن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے، اس کی وضاحت ﴿وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا الظُّلُمٰتُ﴾ ''اور نہ اندھیرے'' یعنی کفر، شرک اور گمراہی کے اندھیرے۔

(2) ﴿وَلَا النُّوْرُ﴾ ''اور نہ روشنی'' جیسے ایمان۔

(3) روشنی اور اندھیرے کا مزاج مختلف ہے۔ (i) ایمان روشنی ہے جو دل، شعور اور اعمال میں بھر جاتی ہے جس سے زندگی روشن ہو جاتی ہے جب کہ کفر تاریکی ہے جو دل، شعور اور اعمال میں بھر جاتی ہے۔ (ii) ایمان کی وجہ سے اشیاء کی حقیقت کھلتی ہے جبکہ کفر کی وجہ سے حقیقت چھپ جاتی ہے۔ (iii) ایمان کی وجہ سے انسان واقعات سے سبق لیتا ہے اور اس کے حالات اچھے ہو جاتے ہیں۔ کفر کی وجہ سے انسان واقعات کو سمجھتا ہی نہیں اس لیے سبق لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس کی زندگی کے حالات اور اس کے اقدامات بگڑ جاتے ہیں اس لیے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ جیسے روشنی اور اندھیرے برابر نہیں ہو سکتے ایسے ہی ایمان اور کفر برابر نہیں اور ان کو کرنے والے کافر اور مومن برابر نہیں ہو سکتے۔

﴿وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ﴾

''اور نہ سایہ اور نہ دھوپ'' (21)

سوال: کافر اور مومن برابر نہیں ہو سکتے، اس کی وضاحت ﴿وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا الظِّلُّ﴾ ''اور نہ سایہ'' یعنی جنت۔

(2) ﴿وَلَا الْحَرُوْرُ﴾ ''اور نہ دھوپ'' یعنی جہنم۔ جیسے جنت اور جہنم برابر نہیں ہو سکتے ایسے ہی مومن اور کافر اپنے انجام کے اعتبار سے برابر نہیں ہو سکتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) دھوپ اور سائے کا مزاج مختلف ہوتا ہے۔ سائے میں یعنی ایمان کے مطابق انسان اطمینان سے زندگی بسر کرتا ہے۔ دھوپ یعنی کفر میں بے چینی اور اضطراب ہوتا ہے اور انسان تکلیف میں زندگی بسر کرتا ہے۔ اس لیے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ جیسے جنت، دوزخ برابر نہیں ایسے ہی جنت اور دوزخ میں جانے والے مومن اور کافر برابر نہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿لَا يَسْتَوِيٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ﴾ ''دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے۔'' (الحشر:20)

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ

''اور نہ زندہ اور نہ مردہ برابر ہو سکتے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سنا تا ہے اور آپ ان کو ہرگز نہیں

بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾

سنا سکتے جو قبروں میں ہیں'' (22)

سوال: مومن اور کافر برابر نہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَا يَسْتَوِي ... فِي الْقُبُوْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب (1) ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ﴾ ''اور نہ زندہ اور نہ مردہ برابر ہو سکتے ہیں'' کافر مردہ اور مومن زندہ ہے۔ مومن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے۔ (2) ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: زندہ عقل مند اور مردہ جاہل ہیں۔ (فتح القدیر:4/433)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اُسے زندہ کیا اور ہم نے اُس کے لیے ایک روشنی بنا دی جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے، اُس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں ہے اور اُس سے نکلنے والا نہیں ہے اسی طرح کافروں کے لیے خوشنما بنا دیئے گئے جو وہ عمل کرتے تھے۔'' (الانعام:122)

(4) رب العزت نے اشیاء کے درمیان امتیاز واضح فرما دیا۔ عقل مند انسان کو اپنے لیے وہ چیز منتخب کرنی چاہیے جو ترجیح دیے جانے کے لائق ہو۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''ان دونوں گروہوں کی مثال اندھے اور بہرے کی طرح اور دیکھنے اور سننے والے کی طرح ہے، کیا دونوں مثال میں یکساں ہو سکتے ہیں؟ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟'' (ہود:24)

(5) ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سنا تا ہے'' اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دینا چاہتا ہے اسے حجت یعنی دلیل سننے کی توفیق دیتا ہے۔ یقیناً وہی راہ دکھانے والا ہادی ہے اور وہی توفیق عطا کرنے والا رحیم و کریم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ﴾ ''اور آپ ان کو ہرگز نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں'' یعنی جن کے دل مردہ ہو گئے آپ ﷺ انہیں نہیں سنا سکتے۔ جس طرح قبر کے مردوں کو بلائیں تو وہ جواب نہیں دیتے۔ اسی طرح اعراض کرنے والے کو بلانا نفع نہیں دے گا۔ آپ ﷺ کا کام پیغام پہنچا دینا ہے خواہ لوگ قبول کریں یا نہ کریں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾ ''یقیناً آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے ہیں۔ اور نہ آپ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جب وہ پیٹھ پھیر کر پلٹ جائیں۔'' (النمل:80)

﴿اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ﴾

''آپ تو ایک خبردار کر دینے والے ہیں'' (23)

سوال: نبی کا کام پیغام پہنچا دینا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنْ اَنْتَ﴾ ''آپ تو'' اے نبی آپ ﷺ کا کام تو صرف یہی ہے۔

(2)﴿اِلَّا نَذِيْرٌ﴾ ''ایک خبردار کر دینے والے ہیں'' رسول کا کام صرف دعوت و تبلیغ ہے۔ رسول کے بس میں نہیں کہ کسی کو ہدایت دے سکے۔ اس لیے وہ صرف نذیر کا کردار ادا کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ کا کام تبلیغ اور دعوت ہے۔ آپ ﷺ اپنا فرض ادا کریں۔ ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا

''یقیناً ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی اُمت نہیں مگر اس میں ایک

خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾

خبردار کرنے والا گزرا ہے'' (24)

سوال: نبی ﷺ بشیر اور نذیر ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ... نَذِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ﴾ ''یقیناً ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے'' یعنی ہم نے آپ ﷺ کو اس وقت بھیجا جب ہدایت کے نشان مٹ چکے تھے، حق گم ہو گیا تھا۔ مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی اور محمد ﷺ کی بعثت کی ضرورت مند تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دین قیم کے ساتھ مبعوث فرمایا جو حق ہے اور قرآن عظیم عطا فرمایا جو نصیحت اور حق پر مشتمل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿بَشِيْرًا﴾ ''خوش خبری دینے والا'' یعنی آپ ﷺ کو دنیا اور آخرت کے ثواب، اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی خوش خبری سنانے کے لیے بھیجا ہے تاکہ لوگ آپ ﷺ کی اطاعت کریں۔

(3)﴿وَنَذِيْرًا﴾ ''اور ڈرانے والا'' یعنی آپ ﷺ کو لوگوں کو دنیا اور آخرت میں برے اعمال کے دنیوی اور اخروی عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ کافروں اور ایمان نہ لانے والے نافرمانوں کو جہنم کے عذاب اور اللہ تعالیٰ کے قہر سے ڈراتے ہیں۔

(4)﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ ''وہ رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے تاکہ لوگوں کے لئے رسولوں کے بعد اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔'' (النساء:165)

(5)﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾ ''اور کوئی اُمت نہیں مگر اس میں ایک خبردار کرنے والا گزرا ہے'' کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو تاکہ ان پر حجت قائم ہو جائے۔

(6) رب العزت نے فرمایا:﴿لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ﴾ ''تاکہ جو ہلاک ہو، واضح دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ واضح دلیل کے ساتھ زندہ رہے'' (الانفال:42)

(7)﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو، چنانچہ ان میں سے کچھ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ان میں سے کچھ وہ تھے جن پر گمراہی مسلط ہو گئی سو تم زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟'' (النحل:36)

﴿وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ

''اور اگر وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو اُن سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا، اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل اور

بِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ﴾

صحیفوں اور روشنی کرنے والی کتاب کے ساتھ آئے تھے'' (25)

سوال: پہلے رسول بھی جھٹلائے گئے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ ... الْمُنِيْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿وَاِنْ یُّكَذِّبُوْكَ﴾ ''اور اگر وہ آپ کو جھلاتے ہیں'' اے رسول ﷺ اگر یہ آپ ﷺ کو جھلاتے ہیں۔

(2)﴿فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ﴾ ''تو اُن سے پہلے لوگوں نے بھی جھلایا تھا اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل کے ساتھ آئے تھے'' آپ ﷺ سے پہلے بھی رسول واضح دلائل کے ساتھ آئے تھے جو رسولوں کی صداقت پر دلالت کرتے تھے۔

(3) پہلے رسول اپنے دلائل کے ساتھ حق کی صداقت پر دلالت کرتے تھے۔

(4)﴿وَبِالزُّبُرِ﴾ ''اور صحیفوں کے ساتھ'' یعنی ایسی کتابیں جن میں بہت سے احکامات تھے ان کو لے کر آئے۔

(5)﴿وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ﴾ ''اور روشنی کرنے والی کتاب کے ساتھ آئے تھے'' یعنی ایسی روشن کتاب کے ساتھ جو سچی خبروں میں پوری طرح روشن ہے۔ (6) وہ کتاب جو اپنے عدل پر مبنی احکامات کی وجہ سے پوری طرح روشن ہے۔

(7) رسول اللہ ﷺ کو کافروں کے جھلانے پر اس طرح سے تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ سے پہلے رسولوں کو بھی جھلایا گیا حالانکہ پیغمبر روشن دلائل، صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آئے۔

ع 3 12 15

﴿ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ﴾

''پھر میں نے ان لوگوں کو پکڑ لیا جنہوں نے کفر کیا تو کیسا تھا میرا عذاب؟'' (26)

سوال: کافروں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت تھا، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ... نَكِیْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾ ''پھر میں نے ان لوگوں کو پکڑ لیا جنہوں نے کفر کیا'' جن لوگوں نے ظلم کی وجہ سے رسولوں کی دعوت کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھلایا انہیں اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے عذابوں میں پکڑ لیا۔

(2)﴿فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ﴾ ''تو کیسا تھا میرا عذاب؟'' دیکھو ان لوگوں کے لیے میری سزا کتنی سخت تھی۔

(3) رب العزت نے وعید سنا کر تنبیہ کی ہے کہ نبی کو جھلانے سے بچو ورنہ تم پر بھی وہی عذاب آ جائے گا جو ان پر نازل ہوا۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ

''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر ہم نے اُس کے ساتھ کئی پھل نکالے، جن کے رنگ مختلف

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ﴾

ہیں اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ قطعے ہیں جن کے رنگ مختلف ہیں اور کچھ سخت کالے سیاہ ہیں'' (27)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ہمہ گیری اور کمال کی وضاحت ﴿اَلَمْ ... سُوْدٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ ”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا“ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے رنگ رنگ کی چیزیں پانی سے پیدا کی ہیں۔ پانی جس کو وہ بارش کی صورت میں آسمان سے اتارتا ہے۔

(2) ﴿فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا﴾ ”پھر ہم نے اُس کے ساتھ کئی پھل نکالے، جن کے رنگ مختلف ہیں“ ایک ہی پانی سے مختلف رنگوں کے پھل پیدا کرتا ہے جن کے ذائقے، جن کی شکلیں، جن کی خوشبوئیں اور جن کے اثرات بھی مختلف ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ ”اور زمین میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ٹکڑے ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوروں کے درخت ہیں، بعض کئی تنوں والے ہیں اور بعض ایک تنے والے ہیں، سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور ہم ان میں سے بعض کو مزے میں بعض پر فوقیت دیتے ہیں۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔“ (الرعد: 4)

(3) ﴿وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ﴾ ”اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ قطعے ہیں جن کے رنگ مختلف ہیں اور کچھ سخت کالے سیاہ ہیں“ رب العزت نے رنگ رنگ کے پہاڑ پیدا کیے ہیں جو زمین کی میخیں ہیں۔ یہ پہاڑ ایک دوسرے سے اس طرح ملے ہوئے ہیں گویا وہ ایک ہی پہاڑ ہو۔ ان کے رنگ مختلف ہیں ان میں سفید، سرخ اور سیاہ رنگ کی دھاریاں ہیں۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ

”اور اسی طرح انسانوں اور جانوروں اور مویشیوں کے رنگ بھی مختلف ہیں، درحقیقت اللہ تعالیٰ کے بندوں میں صرف علم رکھنے

مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ﴾

والے ہی اس سے ڈرتے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے“ (28)

سوال 1: رنگوں کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کمال ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمِنَ النَّاسِ ... غَفُوْرٌ﴾ کی روشنی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ﴾ ”اور اسی طرح انسانوں اور جانوروں اور مویشیوں میں“ یعنی جانوروں، انسانوں اور مویشیوں میں سے کوئی سفید، کوئی سرخ اور کوئی کالا ہے۔

(2)﴿مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ﴾ ”اسی طرح رنگ بھی مختلف ہیں“ جیسے پھلوں، پہاڑوں اور ان کے راستوں میں اختلاف ہے اسی طرح انسانوں، جانوروں اور مویشیوں کے رنگوں میں بھی اختلاف ہے۔رنگوں کا تفاوت اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہے۔اس کی حکمت اور رحمت ہے کہ اس نے مخلوقات میں تفاوت رکھا جس کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔

(3)﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ﴾ ”اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف، بلاشبہ اس میں علم رکھنے والوں کے لیے یقیناً نشانیاں ہیں۔“ (الروم:22)

سوال 2: اللہ تعالیٰ سے علماء ہی ڈرتے ہیں، کی وضاحت ﴿اِنَّمَا ... غَفُوْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ ”درحقیقت اللہ تعالیٰ کے بندوں میں صرف علم رکھنے والے ہی اس سے ڈرتے ہیں“ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حق علم والے ہی ادا کرتے ہیں۔جو اللہ تعالیٰ کی جتنی زیادہ معرفت رکھتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے۔

(2)علم والا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھے اور اس کے حلال کو حلال سمجھے۔

(3)علم والا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو یاد رکھے اور یقین رکھے کہ اس سے اس کے اعمال کی باز پرس کی جائے گی۔

(4)علم والا وہ ہے جو غائبانہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور ان چیزوں میں رغبت رکھتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کاموں سے رکتا ہے۔(5)اللہ تعالیٰ کی خشیت گناہوں سے روکتی ہے۔

(6)اللہ تعالیٰ کی خشیت اس کی ملاقات کی تیاری کے لیے تیار کرتی ہے۔

(7)جو شخص سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔خشیت الٰہی گناہوں سے باز رہنے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری کرنے کی موجب بنتی ہے۔یہ آیت کریمہ علم کی فضیلت کی دلیل ہے کیونکہ علم انسان کو خشیت الٰہی کی طرف دعوت دیتا ہے۔خشیت الٰہی کے حامل لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اکرام وتکریم کے اہل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ﴾ ''اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوا گیا اور وہ اُس سے راضی ہو گئے یہ اُسی شخص کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈر گیا۔'' (البینۃ:8) (تفسیر سعدی:2223/3)

(8) جس عالم کے اندر اللہ تعالیٰ کا ڈر نہیں ہوتا وہ صحیح علم اور اس کی حقیقت کو پانے سے محروم ہے۔

(9) ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ کمال درجے کا غلبہ رکھنے والا العزیز ہے۔ اس نے متضاد مخلوقات کو ایک ہی مادے یعنی پانی سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بخشنے والا الغفور ہے۔

(10) اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت عزیز کے توسط سے یہ واضح کیا ہے کہ وہ گناہ گاروں کو سزا دینے پر قدرت رکھتا ہے وہ العزیز ہے لیکن اس کے باوجود توبہ کرنے والے کے گناہ معاف کر دیتا ہے اس لئے کہ وہ الغفور ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا

''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے چھپے

وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ﴾

اور کھلے خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو ہرگز برباد نہیں ہوگی'' (29)

سوال: آخرت کی تجارت کرنے والوں کی سرگرمیوں کی وضاحت ﴿اِنَّ ... تَبُوْرَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ﴾ ''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں'' یعنی جو لوگ قرآن مجید کی تلاوت میں مداومت کرتے ہیں۔ (الاساس:4595/8)

(2) یعنی اس کے اوامر میں اس کی اطاعت کرتے ہیں، اس کے نواہی کو ترک کرتے ہیں، اس کی دی ہوئی خبروں کی تصدیق کر کے انہیں اپنا عقیدہ بناتے ہیں اور ان اقوال کو پسند نہیں کرتے جو اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس کے معانی میں غور و خوض اور ان کے فہم کے حصول کی خاطر اس کے الفاظ کی تلاوت کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:2223/3)

(3) ﴿وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ﴾ ''اور نماز قائم کرتے ہیں'' یعنی وہ وقت کی پابندی، شرائط، ارکان، آداب اور خشوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ وہ دین کے ستون اور ایمان کی میزان کو پکڑ لیتے ہیں۔

(4) ﴿وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً﴾ ''اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں'' جو زکوٰۃ و صدقات کھلے چھپے خرچ کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿یَرْجُوْنَ﴾ ''وہ امید رکھتے ہیں'' یعنی وہ تلاوت قرآن، نماز اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے امید رکھتے ہیں۔

(6)﴿تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ﴾ ''ایسی تجارت جو ہرگز برباد نہیں ہوگی'' ایسی تجارت کی، جو کبھی کساد کا شکار ہوگی نہ فساد کا، بلکہ وہ سب سے بڑی، عالی شان اور افضل ترین تجارت ہے۔ آگاہ رہو کہ وہ تجارت ان کے رب کی رضا، اس کے بے پایاں ثواب کا حصول، اس کی ناراضی اور عذاب سے نجات ہے۔ اس آیت کریمہ میں ان اہل ایمان کے اعمال میں اخلاص کی طرف اشارہ ہے نیز اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ان اعمال میں ان کے مقاصد برے اور نیت فاسد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ وہ جس چیز کی امید کرتے تھے وہ ان کو حاصل ہوگئی۔ (تفسیر سعدی:2224/3)

(7) اللہ تعالیٰ سے کی گئی تجارت کبھی خسارے میں نہیں جاسکتی۔ تجارتی خسارہ تبھی ہوتا ہے جب کسی کے اصل زر میں کمی واقع ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کمی نہیں آتی وہ جو چاہے عطا کرسکتا ہے۔ وہ اعمال صالح پر پورا اجر عطا فرمائے گا۔ اس لئے اس سے کی گئی تجارت میں خسارے اور کمی کا امکان نہیں ہوتا۔

﴿لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ

''تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اجر ان کو پورے کے پورے دے اور اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دے۔ یقیناً وہ

غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾

بے حد بخشنے والا، نہایت قدردان ہے'' (30)

سوال: اعمال کا پورا پورا اجر ملے گا، اس کی وضاحت ﴿لِيُوَفِّيَهُمْ ... شَكُوْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُوْرَهُمْ﴾ ''تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اجر ان کو پورے کے پورے دے'' اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے گا جس کا انہوں نے تصور بھی نہ کیا ہوگا۔

(2)﴿وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ﴾ ''اور اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دے'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے اجر سے بڑھ کر نوازے گا۔

(3)﴿اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾ ''یقیناً وہ بے حد بخشنے والا، نہایت قدردان ہے'' اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخش دے گا یقیناً وہ غفور ہے اللہ تعالیٰ ان کے نیک اعمال کو شرف قبولیت بخشے گا یقیناً وہ شکور ہے۔

(4)(i) اللہ تعالیٰ نے اعمال کے پورے اجر دینے سے یہ شعور دلایا ہے کہ وہ نقائص سے درگزر کرتا ہے اور مومن بندوں کے گناہ معاف کرتا ہے اگر وہ سچے دل سے توبہ کریں، وہ غفور ہے۔ (ii) اللہ تعالیٰ نے اعمال کے اجر کو اپنے فضل سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑھانے سے اپنی قدردانی کا شعور دلایا ہے کہ وہ تھوڑے کو قبول کرتا ہے۔ وہ ایمان والوں کی اطاعت اور نیک اعمال کا قدردان ہے۔ وہ اعمال کا اجر زیادہ دیتا ہے، وہ شکور ہے۔

﴿وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

''اور ہم نے آپ کو کتاب میں سے جو وحی کی ہے وہ حق ہے اور اپنے سے پہلے کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے، بلاشبہ اللہ

بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ﴾

تعالیٰ اپنے بندوں کی یقیناً پوری خبر رکھنے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے'' (31)

سوال: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْٓ ... بَصِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ﴾ ''اور ہم نے آپ کو کتاب میں سے جو وحی کی ہے وہ حق ہے'' یعنی قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے۔ آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر واجب ہے کہ وہ اس پر عمل کریں۔ (ایسر التفاسیر: 1260، 1261)

(2) ﴿اَلْحَقُّ﴾ ''حق ہے'' کیونکہ وہ جن امور پر مشتمل ہے وہ حق ہیں اور اس نے حق کے تمام اصولوں کا احاطہ کر رکھا ہے۔ گویا تمام حق صرف اسی کتاب کے اندر ہے، اس لیے تمہارے دلوں میں حق کے بارے میں کوئی تنگی نہ آئے اور تم حق سے تنگ آ کر نہ اسے ہیچ سمجھو۔ جب یہ کتاب حق ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ تمام مسائل الٰہیہ اور امور غیبیہ جن پر یہ کتاب دلالت کرتی ہے واقع ہوں، لہٰذا یہ جائز نہیں کہ اس سے کوئی ایسی مراد لی جائے جو اس کے ظاہر اور اس چیز کے خلاف ہو جس پر اس کا ظاہر دلالت کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2225/3)

(3) ﴿مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ ''اور اپنے سے پہلے کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے'' یعنی پہلی کتابوں تورات اور انجیل کی تصدیق کرنے والی ہے۔ گزشتہ کتابوں نے قرآن کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہوئے خوش خبری دی۔ قرآن اس پیشین گوئی کی تصدیق کرتا ہے۔ اس لیے اب یہ ممکن نہیں کہ کوئی پہلی کتابوں پر ایمان لائے اور قرآن مجید کا انکار کرے۔

(4) پہلی کتابوں کی تصدیق اس بات کی دلیل ہے کہ پہلی کتابوں کی طرح اس کتاب کو نازل کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

(5) ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی یقیناً پوری خبر رکھنے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات کو دیکھتا ہے اور ان کی خبر رکھتا ہے۔ اس لئے وہ ہر فرد کو وہی کچھ دیتا ہے جس کے وہ لائق ہو اور ہر قوم کو بھی وہی کچھ عطا کرتا ہے جو اس کے حالات کے مطابق ہو۔ یہ امت چونکہ نرم ترین دلوں اور کامل ترین

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عقل کی حامل تھی اسی لئے رب العزت نے اسے دین اسلام کے لئے چنا۔

﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ

”پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب فرمایا چنانچہ ان میں سے کوئی اپنے نفس پر

وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ

ظلم کرنے والا ہے، اور ان میں سے کوئی میانہ رو ہے اور کوئی اللہ تعالیٰ کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والا ہے، یہی

الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ﴾

بہت بڑا فضل ہے“ (32)

سوال: قرآن پر عمل کرنے والے تین قسم کے لوگوں کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... الْكَبِيْرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ ”پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب فرمایا“ یعنی اب قرآن مجید کا وارث ہم نے ان کو بنایا ہے جنہیں ہم نے چن لیا ہے۔ ان لوگوں سے مراد امتِ محمدیہ ہے۔

(2) ﴿فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ﴾ ”چنانچہ ان میں سے کوئی اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے“ یعنی وہ ایسے گناہ، نافرمانی اور بے حیائی کے کام کرتے ہیں جو کفر سے کم ہیں۔

(3) ظالم وہ ہے جو بعض واجبات کو چھوڑ دیتا ہے اور بعض حرام کاموں کا اجتناب کرتا ہے۔

(4) ﴿وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ﴾ ”اور ان میں سے کوئی میانہ رو ہے“ یعنی وہ جو حرام کاموں کو چھوڑ کر صرف واجبات ادا کرتے ہیں۔

(5) ﴿وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ﴾ ”اور کوئی اللہ تعالیٰ کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والا ہے“ جو ذوق وشوق سے فرائض اور نوافل ادا کرتے ہیں اور صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔

(6) رب العزت نے اپنی کتاب کی وراثت کے لئے سارے لوگوں کو چن لیا ہے۔

(7) کتاب کی وراثت سے مراد کتاب کا علم حاصل کرنا، اس کے الفاظ کو سیکھنا، اس کے معنی کا استنباط کرنا، کتاب پر عمل کرنا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(8)﴿بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے حکم سے'' اللہ تعالیٰ کی طرف سبقت کرنے والے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان کاموں کے قابل ہوتے ہیں اس لیے اپنے عمل کے بارے میں دھوکے میں نہ رہیں، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

(9)﴿ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ﴾ ''یہی بہت بڑا فضل ہے'' اس کتاب عظیم کی وراثت بہت بڑا فضل ہے۔

(10) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت ﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ﴾ کے سلسلے میں فرمایا: یہ سب ایک ہی درجے میں ہوں گے اور یہ سب کے سب جنت میں جانے والے لوگ ہیں۔ (فاطر:32)(ترمذی:3225)

﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ

''ہمیشہ کی جنتیں جن میں وہ داخل ہوں گے، ان میں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان میں

وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ﴾

ان کا لباس ریشم ہوگا'' (33)

سوال 1: قرآن کے وارث جنت کے وارث ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿جَنّٰتُ ... حَرِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا﴾ ''ہمیشہ کی جنتیں جن میں وہ داخل ہوں گے'' اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لوگوں کے اجر کا ذکر فرمایا جن کو اس نے یہ وراثت عطا کی ہے۔ ﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا﴾ یعنی وہ ایسے باغات ہوں گے جو درختوں، گہرے سایوں، خوبصورت پھلواریوں، اچھلتی ہوئی ندیوں، عالی شان محلات اور آراستہ کیے ہوئے گھروں پر مشتمل ہوں گے، جو ہمیشہ رہیں گے اور کبھی زائل نہیں ہوں گے۔ وہاں ایک ایسی خوبصورت زندگی ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ (عدن) سے مراد ''اقامت'' (قیام کرنا) ہے تو ﴿جنَّاتُ عَدْنٍ﴾ ''یعنی باغات اقامت ہے'' باغات کی اقامت کی طرف اضافت کی وجہ یہ ہے کہ دائمی اقامت اور ہمیشگی ان باغات اور ان کے رہنے والوں کا وصف ہے۔

(تفسیر سعدی:2226/3)

(2)﴿يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا﴾ ''ان میں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے'' جنت عدن میں رہنے والوں کو سونے اور موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے جہاں تک مومن کے جسم پر وضو کا پانی پہنچے گا۔ (3)﴿وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ﴾ ''اور ان میں ان کا لباس ریشم ہوگا'' اہل جنت کو باریک اور موٹا سبز ریشم پہنایا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔

سوال 2: سونے کے کنگن اور ریشم جنتیوں کا پہناوا ہوں گے۔ دنیا میں ریشم اور سونے کے پہننے کے بارے میں اسلام کا کیا موقف ہے؟

جواب: (1) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی کتاب اللباس کی روایت ہے: ''ریشم اور دیباج دنیا میں مت پہنو اس لئے کہ جو دنیا میں اسے پہنے گا وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا۔''

(2) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ریشم کا لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہے اور ان کی عورتوں کے لیے حلال کیا گیا ہے۔'' (ابن ماجہ: 1720)

(3) سیدنا ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے۔ انہوں نے پانی مانگا۔ ایک دیہاتی چاندی کے برتن میں پانی لایا۔ انہوں نے اسے پھینک دیا اور کہا کہ میں نے صرف اسے اس لیے پھینکا ہے کہ میں اس شخص کو منع کر چکا ہوں (کہ چاندی کے برتن میں مجھے کھانا اور پانی نہ دیا کرو) لیکن وہ نہیں مانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونا، چاندی، ریشم اور دیباج ان (کفار) کے لیے دنیا میں ہے اور تمہارے (مسلمانوں) کے لیے آخرت میں۔'' (بخاری: 5831)

(4) نبی کریم ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''جو مرد ریشمی لباس دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اسے ہرگز نہیں پہن سکے گا۔'' (بخاری: 5832)

﴿وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِيۡۤ اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا

''اور وہ کہیں گے سب تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا، بلاشبہ ہمارا رب یقیناً

لَغَفُوۡرٌ شَكُوۡرُ ۙ﴾

بے حد بخشنے والا، نہایت قدردان ہے'' (34)

سوال 1: جنتی خوف اور غم سے نجات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوا ... شَكُوۡرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِيۡۤ اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ﴾ ''اور وہ کہیں گے سب تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا'' اہل جنت اللہ تعالیٰ کی جنت میں ہر قسم کے حزن و غم سے نجات پانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں

14

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے۔ جنت میں حسن و جمال میں، لذتوں میں، صحت میں کسی قسم کا نقص نہیں آئے گا جس کی وجہ سے غم لاحق نہیں ہوگا۔

(2) وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے اور کہیں گے ﴿اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾ "بلاشبہ ہمارا رب یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت قدردان ہے" وہ غفور ہے، وہ ہمارے عیبوں کی ستر پوشی کرنے والا ہے۔ ہمارا رب حسنات کی قدردانی کرنے والا شکور ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات غفور اور شکور کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے غموں سے بچنے پر اور جنت میں داخلے سے اپنے درگزر اور اپنی مغفرت کا شعور دلایا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے کتاب کی وراثت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والوں کو اپنی قدردانی کا شعور دلایا ہے۔ وہ شکور ہے سچا قدردان ہے۔

﴿الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا

"جس نے ہمیں اپنے فضل سے ابدی قیام کی جگہ پر اتار دیا، اس میں نہ ہمیں کوئی مشقت پہنچتی ہے اور نہ ہی

يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ﴾

اس میں ہمیں کبھی تھکاوٹ پہنچتی ہے" (35)

سوال 1: جنت میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ٹھہرائیں گے، اس کی وضاحت ﴿الَّذِيْٓ ... لُغُوْبٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا﴾ "جس نے ہمیں اتار دیا" جس نے ہمیں جنت میں ہمیشہ کے لئے مستقل طور پر ٹھہرایا ہے۔

(2) ﴿دَارَ الْمُقَامَةِ﴾ "ابدی قیام کی جگہ" جہاں کبھی ختم نہ ہونے والی نعمتوں، خوشیوں اور بے شمار بھلائیوں کی وجہ سے وہاں قیام کی خواہش کی جاتی ہے۔ (3) ﴿مِنْ فَضْلِهٖ﴾ "اپنے فضل سے" یعنی اعمال کی وجہ سے نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ہمیں جنت عطا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو ہم کبھی اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی شخص کا عمل اسے جنت میں داخل نہیں کر سکے گا،" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ کا بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، میرا بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل اور رحمت میں ڈھانپ لے۔" (بخاری: 5673)

(5) ﴿لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ﴾ "اس میں نہ ہمیں کوئی مشقت پہنچتی ہے اور نہ ہی اس میں ہمیں کبھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھکاوٹ پہنچتی ہے" اس میں نہ ہمارے جسموں کو اذیت پہنچے گی نہ روح کو تکلیف ہو گی۔

(6) یعنی بدن، قلب اور دیگر قویٰ میں کثرت تمتع کی وجہ سے کوئی تھکاوٹ نہ ہو گی۔ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اہل جنت کے بدن کو کامل زندگی عطا کرے گا اور انہیں دائمی طور پر راحت کے اسباب مہیا کرے گا۔ ان کے یہ اوصاف ہوں گے کہ ان کو کوئی کمزوری لاحق ہو گی نہ تھکن اور نہ کسی قسم کا حزن وغم۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جنت میں نیند نہیں آئے گی کیونکہ نیند تو صرف تھکن دور کرنے اور راحت حاصل کرنے کے لیے ہوتی ہے اور اہل جنت کو تو تھکن لاحق نہیں ہو گی اور نیند گویا ایک چھوٹی موت ہے اور اہل جنت کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمیں اہل جنت میں شامل کرے۔ (آمین) (تفسیر سعدی:2227/3)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے کیسے جنت کی ترغیب دلائی ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے اعتراف سے جنت کی ترغیب دلائی ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے جنت میں ملنے والے زیورات اور لباسوں سے جنت کی ترغیب دلائی ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے غم دور ہونے پر اہل جنت کے شکر ادا کرنے سے جنت کی ترغیب دلائی ہے۔

﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَهُمۡ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقۡضٰى عَلَيۡهِمۡ فَيَمُوۡتُوۡا وَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمۡ مِّنۡ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِىۡ كُلَّ كَفُوۡرٍ﴾

"اور جن لوگوں نے کفر کیا، ان کے لئے جہنم کی آگ ہے، نہ ان پر فیصلہ کیا جائے گا کہ وہ مر جائیں اور نہ ہی جہنم کا عذاب ان سے ہلکا کیا جائے گا، ہر ناشکرے کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں" (36)

سوال: جہنمی نہ مریں گے، نہ ان کا عذاب ہلکا ہو گا، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِيۡنَ... كَفُوۡرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا﴾ "اور جن لوگوں نے کفر کیا" جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا۔ (2) ﴿لَهُمۡ نَارُ جَهَنَّمَ﴾ "ان کے لئے جہنم کی آگ ہے" ان کے لئے جہنم کی آگ کا بدلہ ہے جہاں انہیں سخت عذاب دیا جائے گا۔ (3) ﴿لَا يُقۡضٰى عَلَيۡهِمۡ﴾ "نہ ان پر فیصلہ کیا جائے گا" نہ تو موت سے ان کا قصہ پاک ہو گا۔

(4) ﴿فَيَمُوۡتُوۡا﴾ "کہ وہ مر جائیں" کہ وہ مر کر آرام پا لیں۔

(5) ﴿وَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمۡ مِّنۡ عَذَابِهَا﴾ "اور نہ ہی جہنم کا عذاب ان سے ہلکا کیا جائے گا" ہر وقت ان کے عذاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں دائمی شدت ہوگی ایسا نہیں ہوگا کہ جہنم کے عذاب میں کبھی کمی کی جائے۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ (74) لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ (75) وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ (76) وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ (77)﴾ ”مجرم جہنم کے عذاب میں یقیناً ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ وہ اُن سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور وہ اُس میں ناامید ہوں گے۔ اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا تھا لیکن وہ خود ہی ظالم تھے۔ اور وہ پکاریں گے: ”اے مالک! تمہارا ربّ ہمارا خاتمہ ہی کردے“ فرشتہ کہے گا: ”یقیناً تم ٹھہرنے والے ہو۔“ (الزخرف:74-77)

(7) ﴿وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۖ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا﴾ ”اور ہم قیامت کے دن انہیں اُن کے چہروں کے بل اندھا، گونگا اور بہرہ اٹھائیں گے، اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے، جب کبھی وہ بجھنے لگے گی تو ان کے بھڑکنے کو ہم اور زیادہ کردیں گے۔“ (بنی اسرائیل: 97)

(8) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب جنت والے جنت کی طرف چلے جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ کی طرف چلے جائیں گے پھر موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان لایا جائے گا پھر اسے ذبح کیا جائے گا پھر ایک پکارنے والا پکارے گا: اے جنت والو! اب موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے تو پھر جنت والوں کی خوشی بڑھ جائے گی اور دوزخ والوں کی پریشانی میں زیادتی ہوجائے گی۔“ (مسلم:7184)

(9) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تمہاری آگ جسے ابن آدم روشن کرتا ہے، یہ جہنم کی گرمی کا سترواں حصہ ہے۔“ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی قسم! (جلانے کے لیے) یہی آگ کافی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تو اس سے انہتر (69) گنا زیادہ گرم ہے اور ہر حصہ میں اتنی ہی گرمی ہے۔“ (مسلم:7165)

(10) ﴿كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ﴾ ”ہر ناشکرے کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں“ اس طرح ہم اپنے رب کی آیات اور ملاقات سے کفر کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔

﴿وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ

”اور وہ اس میں چیخ رہے ہوں گے، اے ہمارے رب! ہمیں نکال اس کے برعکس ہم نیک عمل کریں گے، جو ہم کیا کرتے تھے۔

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا

اور کیا ہم نے تمہیں عمر نہیں دی تھی جس میں کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو نصیحت حاصل کرسکتا تھا؟ اور تمہارے پاس خبردار

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ع 4 11 16

﴿لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ﴾

کرنے والا آ چکا تھا، چنانچہ چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں'' (37)

سوال 1: اہل جہنم کی دوزخ میں چیخ و پکار کی وضاحت ﴿وَهُمْ ... نَّصِيْرٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا﴾ ''اور وہ اس میں چیخ رہے ہوں گے'' جہنم میں اہل دوزخ اونچی آواز میں چیخیں اور پکاریں گے۔ وہ گڑگڑا کر بلک کر کہیں گے۔

(2) ﴿رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا﴾ ''اے ہمارے رب! ہمیں نکال'' اے ہمارے رب ہمیں اس مصیبت سے نجات دے کر دنیا کی زندگی میں بھیج دے۔

(3) ﴿نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ﴾ ''اس کے برعکس ہم نیک عمل کریں گے، جو ہم کیا کرتے تھے'' یعنی ہم اپنے عملوں کے برعکس نیک عمل کریں گے یعنی شرک اور نافرمانیاں نہیں کریں گے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ﴾ ''کہیں گے: ''اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور تو نے ہمیں دو دفعہ زندگی دی سو ہم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا، تو کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟'' (غافر:11)

(4) ﴿اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ﴾ ''اور کیا ہم نے تمہیں عمر نہیں دی تھی جس میں کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو نصیحت حاصل کر سکتا تھا؟'' یعنی تم جہنم سے نکلنا چاہتے ہو تا کہ نیک عمل کرو۔ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ تم شرک اور نافرمانیوں سے بچ جاتے۔ (ایسر التفاسیر:1262)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے عذر کے سلسلے میں حجت تمام کر دی جس کی موت کو مؤخر کیا یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا۔'' (بخاری:6419)

(6) ﴿وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ﴾ ''اور تمہارے پاس خبردار کرنے والا آ چکا تھا'' یعنی پہلے بیدار کرنے والے پیغمبروں کی طرح تمہارے پاس بھی پیغمبر آئے تھے یا جیسا کہ اہل جہنم خود اعتراف کرتے ہوئے کہیں گے۔ ﴿تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ﴿۸﴾ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ﴾ ''قریب ہوگی کہ وہ غصے میں پھٹ جائے۔ جب کبھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا تو اس کے نگران اس سے پوچھیں گے: ''کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تھا؟'' وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں؟ ہمارے پاس خبردار کرنے والا آیا تو ہم نے جھٹلا دیا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم ایک بڑی گمراہی میں ہو۔'' (الملک:9،8) تمہیں نصیحت اور انذار نے فائدہ نہ دیا۔ تم نے ہماری طرف رجوع نہ کیا۔

(7) ﴿فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ﴾ ''چنانچہ چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں'' یعنی ظالموں کے لیے کوئی ایسا مددگار نہیں ہے جو انہیں عذاب سے بچا سکے یا ان کے لیے عذاب میں کمی کر سکے یا ان کی مدد کر سکے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کرنے کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے کافروں کے چلانے سے کہ ''یا اللہ یہاں سے نکال دے ہم پہلے اعمال کے مقابلے میں مختلف عمل کریں گے'' یہ شعور دلایا ہے کہ کل تو تم غیروں کی عبادت کی بجائے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہو گے، کل تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی بجائے اطاعت کرنا چاہو گے اور کل یہ موقع نہیں ملے گا پھر آج کیوں نہیں اپنے کفر کو چھوڑ دیتے؟

﴿اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے غیب کو جاننے والا ہے۔ یقیناً وہ سینوں کی باتوں کا خوب جاننے والا ہے'' (38)

سوال: اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ اللّٰهَ ... الصُّدُوْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے غیب کو جاننے والا ہے'' اللہ رب العزت نے اپنے کمال علم کا تذکرہ فرمایا ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کے ہر غیب کو جانتا ہے۔ اسے تمام چھپی ہوئی باتوں کا علم ہے۔ اس کے سامنے عیاں ہے جو مخلوق کے لئے غیب ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا﴾ ''غیب کا جاننے والا وہی ہے، پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔'' (الجن:26)

(2) یہاں اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کی بات اس مقصد کے لیے بھی ہو سکتی ہے کہ کافر دنیا میں واپسی کی آرزو کریں گے اور یہ دعوے کریں گے کہ ہم ایک اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ جو ماضی، حال اور مستقبل کا علم رکھتا ہے، جس سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں وہ جانتا ہے کہ یہ لوگ ایسا نہیں کریں گے بلکہ وہی کریں گے جو پہلے کرتے رہے ہیں۔

(3) ﴿اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ ''یقیناً وہ سینوں کی باتوں کا خوب جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ نے سینوں کے راز جاننے کا ذکر اس حوالے سے کیا ہے کہ اس کے لیے نہ دل کی بات غیب ہے نہ خفیہ سے خفیہ معاملات۔

(4) اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس لیے کہی کہ تمہارے دلوں کے اندر جو ربّ کا خوف ہے یا ایمان کی محبت ہے اس کا رب کو علم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے لہٰذا محض دعووں کی بنیاد پر تمہیں واپس نہیں بھیجا جا سکتا۔

(5) ﴿وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ ”اور تم اپنی بات چھپاؤ یا اس کو ظاہر کر دو، یقیناً وہ تو سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے۔“ (الملک:13) وہ سینوں کے رازوں سے واقف ہے۔ وہ ہر ایک کو اس کے عمل کی پوری پوری جزا دے گا۔

(6) ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ ”اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، اس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا، اور وہ خشکی اور سمندر کی ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں گرتا اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز مگر سب کھلی کتاب میں ہے۔“ (الانعام:59)

﴿هُوَ الَّذِىْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا يَزِيْدُ

”وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا پھر جو کوئی کفر کرے اُس کا کفر اُسی پر ہے، اور کافروں کا کفران کے رب کے ہاں

الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا﴾

ناراضگی کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتا اور کافروں کا کفران کے خسارے کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتا“ (39)

سوال: کفر رب کے ہاں غضب کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتا، اس کی وضاحت ﴿هُوَ الَّذِىْ ... خَسَارًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هُوَ الَّذِىْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ﴾ ”وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا“ خلیفہ سے مراد پچھلی قوموں کی جگہ وارث اور جانشین بنانا ہے۔ مراد ہے کہ پچھلی قوموں کے گزر جانے کے بعد تمہیں زمین میں آباد کیا۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾ ”پھر ہم نے تمھیں اُن کے بعد زمین میں جانشین بنا دیا تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟“ (یونس:14)

(3) ﴿فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ﴾ ”پھر جو کوئی کفر کرے اُس کا کفر اُسی پر ہے“ کفر کرنے والے پر ہی اس کے کفر کا وبال پڑتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ﴾ ”جس نے کفر کیا تو اُس کا کفر اُسی پر ہے اور جس نے نیک عمل کیا تو وہ اپنے لیے سامان تیار کر رہے ہیں۔“ (الروم:44)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا﴾ ''اور کافروں کا کفران کے رب کے ہاں ناراضگی کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتا'' کافر اپنے کفر سے رب کے غضب میں ہی اضافہ کرتا ہے۔

(5)﴿وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا﴾ ''اور کافروں کا کفران کے خسارے کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتا'' یعنی وہ اپنی ذات، اپنے گھر والوں، اپنے اعمال اور جنت میں اپنی منازل کے بارے میں گھاٹے میں رہیں گے۔ کفار ہمیشہ بدترین بدبختی، گھاٹے، اللہ تعالیٰ کے ہاں رسوائی اور اس کی مخلوق کے ہاں محرومیوں میں مبتلا رہیں گے۔ (تفسیر سعدی:2229/3)

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا﴾

''آپ کہہ دیں کیا تم نے اپنے شریکوں کو دیکھا جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ماسوا پکارتے ہو؟ مجھے بھی دِکھاؤ کہ انہوں نے زمین سے کیا کچھ پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں میں اُن کا کوئی حصہ ہے؟ یا ہم نے اُنہیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اُس میں سے کسی دلیل پر قائم ہیں؟ بلکہ ظالم ایک دوسرے سے دھوکے کے سوا کوئی وعدہ نہیں کرتے'' (40)

سوال 1: شرک پر کوئی دلیل نہیں، اس کی وضاحت ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ ... فِي السَّمٰوٰتِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں'' اے رسول ﷺ آپ کہہ دیں۔

(2)﴿اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمْ﴾ ''کیا تم نے اپنے شریکوں کو دیکھا؟'' تم مجھے اپنے شریکوں کے بارے میں بتاؤ۔

(3)﴿الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ''جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ماسوا پکارتے ہو'' یعنی جن سے تم اللہ تعالیٰ کے ماسوا دعائیں مانگتے ہو اور ان کی عبادت کرتے ہو کیا وہ اس کے مستحق ہیں؟

(4)﴿اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ﴾ ''مجھے بھی دِکھاؤ کہ انہوں نے زمین سے کیا کچھ پیدا کیا ہے؟'' انہوں نے کیا چیز بنائی ہے؟ وہ تو کھجور کی گٹھلی کا چھلکا بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ نہ انہوں نے کچھ بنایا ہے نہ وہ بنا سکتے ہیں۔

(5) زمین اور آسمان کی ہر چیز اپنے اندر ایسے آثار رکھتی ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے پیدا نہیں کیا۔ انسانوں کی صنعت میں ایسے آثار نہیں پائے جاتے۔ تخلیق رب ہی کی صفت ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ﴾ ''یا آسمانوں میں اُن کا کوئی حصہ ہے؟'' جب ان خودساختہ معبودوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے نہ خالق کی تخلیق میں یہ شریک ہیں تو پھر تم ان کی بے بسی کا اقرار کرنے کے باوجود ان کو کیوں پکارتے اور ان کی کیوں عبادت کرتے ہو؟ پس ان کی عبادت کے جواز کی دلیل ختم ہوگئی اور ان کی عبادت کا بطلان ثابت ہوگیا۔ (تفسیر سعدی:3/2231،2230) (7) ثابت ہوگیا کہ شرک پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال 2: کفر اور شرک کرنے والے خواہشات کے پیروکار ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَمْ ... غُرُوْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے غیر اللہ کی عبادت کی سمعی دلیل کو باطل کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا﴾ ''یا ہم نے اُنہیں کوئی کتاب دی ہے؟'' یعنی کیا ہم نے ان پر کتاب نازل کی تھی جو شرک کو جائز قرار دیتی ہو یا جو شرک کا حکم دیتی ہو؟ (2) ﴿فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ﴾ ''وہ اُس میں سے کسی دلیل پر قائم ہیں'' یعنی جس کی کسی آیت سے یہ شرک ثابت کرتے ہوں یا ان کے پاس شرک کی کوئی دلیل ہو جو اس کے جواز کو ثابت کرتی ہو۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ ''اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اس کی طرف وحی کرتے رہے کہ بلاشبہ میرے سوا کوئی معبود نہیں چنانچہ تم میری ہی عبادت کرو۔'' (الانبیاء:25)

(3) تمام انبیاء اور آسمانی کتابیں متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں اخلاص کا حکم دیا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ﴾ ''اور اُنہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ وہ دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے والے، یکسو ہونے والے ہوں۔'' (البینۃ:5)

(4) ﴿بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا﴾ ''بلکہ ظالم ایک دوسرے سے دھوکے کے سوا کوئی وعدہ نہیں کرتے'' جب عقلی اور نقلی دلائل سے شرک ثابت نہیں ہوا تو انہیں پھر کون سی چیز ہے جو شرک پر آمادہ کرتی ہے۔ یہ جھوٹی تمنائیں ہیں جو انہیں شیطان دلاتے ہیں، جو برے اعمال کو مزین کرتے ہیں، جو ان کے دلوں میں جڑ پکڑ لیتے ہیں تب انہیں دلوں سے نکالنا مشکل ہوجاتا ہے۔

(5) کفر اور شرک کرنے والے خواہشات کے پیروکار ہیں۔ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ وہ صرف دھوکہ اور فریب میں گرفتار ہیں۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے شرک کی حقیقت کو کیسے واضح کیا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعے مشرکوں سے دریافت کروایا ہے کہ کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جس نے زمین میں سے کوئی حصہ بنایا ہو؟ (2) یا ان میں سے کوئی ایسا ہے جس کی آسمان میں کوئی حصہ داری ہو؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) یا ان میں سے کوئی ایسا ہو جس کو ہم نے کتاب دی ہو اور یہ اس کی دلیل پر قائم ہوں؟

(4) جب ان میں سے کوئی بات نہیں تو سچی بات یہ ہے کہ یہ باتوں سے ہی ایک دوسرے کو گمراہ کرتے ہیں۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَن تَزُولَا ۚ وَلَئِن زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا

''یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ دونوں ٹل نہ جائیں اور اگر وہ دونوں ٹل جائیں تو اس کے بعد

مِنْ أَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾

اللہ تعالیٰ کے سوا اُن دونوں کو کوئی تھام نہیں سکتا، یقیناً وہ ہمیشہ سے نہایت بردبار، بے حد بخشنے والا ہے'' (41)

سوال: آسمان اور زمین کو تھامنے والا اللہ تعالیٰ ہے، اس کی وضاحت ﴿إِنَّ... غَفُورًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) یہاں شرک کو رد کرنے کے لئے جھوٹے معبودوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَن تَزُولَا﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ دونوں ٹل نہ جائیں'' اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بے پایاں رحمت اور وسعت حلم اور کمال قدرت کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے کہ وہ آسمان وزمین کو اپنی جگہ سے ہٹنے نہیں دیتا جیسا کہ فرمایا: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِۦ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ أَن تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِۦٓ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ ''پھر کیا آپ نے نہیں دیکھا، یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مسخر کر دیا جو زمین میں ہے اور کشتیوں کو بھی جو اس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہیں اور وہ آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ زمین پر نہ گر پڑے مگر اُس کے حکم سے، بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر یقیناً بڑی شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (الحج:65)

(2) ﴿وَمِنْ ءَايٰتِهِۦٓ أَن تَقُومَ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِۦ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَآ أَنتُمْ تَخْرُجُونَ﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اُس کے حکم سے قائم ہیں، پھر جب وہ تمہیں زمین سے ایک بار پکارے گا تب تم اچانک نکل آؤ گے۔'' (الروم:25)

(3) ﴿وَلَئِن زَالَتَآ إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِهِۦٓ﴾ ''اور اگر وہ دونوں ٹل جائیں تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے سوا اُن دونوں کو کوئی تھام نہیں سکتا'' اگر وہ ٹل جائیں تو اس کی مخلوق میں سے کوئی ہستی ایسی نہیں جو انہیں روک سکے۔ ان کی طاقت اور ان کے قویٰ ان کے بارے میں عاجز آجائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا کہ زمین وآسمان ویسے ہی رہیں جیسے وجود میں لائے گئے تاکہ مخلوق کو استقرار، فائدہ اور عبرت حاصل ہو، نیز وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سلطان، قوت اور قدرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو جان لیں اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے جلال و تعظیم اور محبت و تکریم سے لبریز ہوں اور تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہ گاروں کو مہلت عطا ہونے اور نافرمانوں کو سزا دینے میں عدم عجلت کی بنا پر جان لیں کہ وہ کامل حلم و حکمت کا مالک ہے حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے تو ان پر پتھروں کی بارش برسا دے اور اگر اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دے تو وہ ان کو نگل جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں مغفرت اور اس کا حلم و کرم ان پر سایہ کناں ہے۔ (تفسیر سعدی:2231/3)

(4) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمین کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی، درخت اور نہروں کو ایک انگلی پر، درخت اور نہروں کو ایک انگلی پر رکھے گا، پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہے گا کہ میں بادشاہ ہوں۔ اس پر نبی ﷺ ہنس دیئے اور یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ (جو سورہ الزمر میں ہے) (بخاری:7451)

(5) ﴿اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا﴾ ”یقیناً وہ ہمیشہ سے نہایت بردبار، بے حد بخشنے والا ہے“ (i) اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے شرک کے باوجود اتنے حلم کا مظاہرہ کیا ہے کہ زمین و آسمان اتنے جھوٹے دعوے پر ٹل جاتے لیکن اللہ تعالیٰ انہیں تھامے ہوئے ہے۔ یقینا وہ حلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو مہلت دیتا ہے بُرے اعمال کی وجہ سے ختم نہیں کرتا، توبہ کرنے کا موقع دیتا ہے وہ بہت بڑا حلیم ہے (ii) اللہ تعالیٰ غفور ہے لوگوں کے شرک پر بھی وہ ان سے درگزر کرتا ہے جب بھی کوئی بھلائی دیکھے تو مغفرت فرماتا ہے۔

(6) اللہ تعالیٰ کا بے پایاں حلم اور مغفرت ہے جس کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں۔

﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ

”اور انہوں نے اپنی پختہ قسمیں کھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ یقیناً اگر اُن کے پاس کوئی خبردار کرنے والا آیا تو وہ یقیناً ضرور

اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ

ہر اُمت سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوں گے، پھر جب ایک خبردار کرنے والا اُن کے پاس آیا

مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ﴾

تو اُس نے اُن کے دور بھاگنے کے سوا کوئی اضافہ نہیں کیا“ (42)

سوال: رسول کی تمنا کرنے والوں نے رسول کو ٹھکرا دیا، اس کی وضاحت ﴿وَاَقْسَمُوْا ... نُفُوْرَا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾ ”اور انہوں نے اپنی پختہ قسمیں کھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رب العزت نے آگاہ فرمایا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آنے سے پہلے پکی قسمیں کھاتے تھے۔

(2)﴿لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ﴾ "کہ یقیناً اگر اُن کے پاس کوئی خبردار کرنے والا آیا" اگر ان کے پاس کوئی بے دار کرنے والا نبی آتا۔

(3)﴿لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ﴾ "تو وہ یقیناً ضرور ہر اُمت سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوں گے" تو دنیا کی سب قوموں سے بڑھ کر وہ ہدایت یافتہ ہوتے۔ انہوں نے اپنی قسموں کو پورا نہیں کیا۔

(4)﴿فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا﴾ "پھر جب ایک خبردار کرنے والا اُن کے پاس آیا تو اُس نے اُن کے دور بھاگنے کے سوا کوئی اضافہ نہیں کیا" جب ان کے پاس بے دار کرنے والا، ڈرانے والا نبی آ گیا تو وہ اپنی گمراہی پر جمے رہے۔ اس گمراہی نے ان کی نفرت میں ہی اضافہ کیا۔

(5) ان کا یہ قسمیں اٹھانا حق جاننے کے لیے نہیں تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو انہیں اس کی توفیق دے دی جاتی۔ ان کا مقصد دھوکے کے سوا کچھ نہ تھا۔﴿وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ (١٦٧) لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ (١٦٨) لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ (١٦٩) فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (١٧٠)﴾ "اور بلاشبہ یقیناً وہ کہا کرتے تھے کہ اگر واقعی ہمارے پاس پہلے لوگوں کی کوئی نصیحت ہوتی۔ تو ہم اللہ تعالیٰ کے مخلص کیے گئے بندے ہوتے! تو اُنہوں نے اس کا انکار کیا سو جلد ہی وہ جان لیں گے۔" (الصّٰفّٰت:167-170)

﴿اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۚ

"زمین میں خود کو بڑا سمجھنے اور بُری تدبیر کرنے کی وجہ سے اور بری تدبیر اس کے کرنے والوں کے سوا کسی کو نہیں گھیرتی نہیں وہ

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ

انتظار کرتے مگر پہلوں کے طریقے کا پس آپ اللہ تعالیٰ کے طریقے کو بدلنے کا ہر گز کوئی راستہ نہ پائیں گے، اور اللہ تعالیٰ کے

تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا﴾

طریقے کو پھیرنے کا ہرگز کوئی راستہ نہ پائیں گے" (43)

سوال 1: بری چال، چلنے والوں کو ہی گھیرتی ہے، اس کی وضاحت ﴿اسْتِكْبَارًا ... بِاَهْلِهٖ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ﴾ "زمین میں خود کو بڑا سمجھنے اور بری تدبیر کرنے کی وجہ سے"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کی پیروی کے مقابلے میں خود کو بڑا جانا۔ دوسرے لوگوں کو روکنے کے لیے چالیں چلتے رہے۔

(2)﴿وَلَا يَحِيۡقُ الۡمَكۡرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهۡلِهٖ﴾ ''اور بری تدبیر اس کے کرنے والوں کے سوا کسی کو نہیں گھیرتی'' بری چال چلنے والوں کو گھیرتی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّمَا بَغۡيُكُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ﴾ ''یقیناً تمہاری سرکشی تمہارے اپنے ہی خلاف ہے۔'' (یونس:23)

(3)﴿فَمَنۡ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنۡكُثُ عَلٰى نَفۡسِهٖ﴾ ''چنانچہ جس نے عہد توڑا تو وہ اپنے نفس کے خلاف ہی توڑے گا'' (الفتح:10) (4) سازشوں کا وبال ان ہی پر پڑے گا۔ مکر وفریب کا وبال ان کی طرف ہی لوٹے گا۔

(5) اللہ تعالیٰ نے انسان کو شعور دلایا ہے کہ دیکھو پچھلی قومیں شرک کرتے ہلاک ہوگئیں تو اب کیا یہ لوگ بھی ہلاکت کا انتظار کرتے ہیں؟

سوال 2: اللہ تعالیٰ کا دستور بدلنے والا نہیں، اس کی وضاحت ﴿فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ ... تَحۡوِيۡلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا سُنَّتَ الۡاَوَّلِيۡنَ﴾ ''نہیں وہ انتظار کرتے مگر پہلوں کے طریقے کا'' یعنی کیا وہ پہلی قوموں جیسے عذاب کا انتظار کرتے ہیں۔ جیسے پہلی قوموں نے جھٹلایا اور ان پر عذاب آ گیا تو اب پہلوں جیسا عذاب ان پر بھی ضرور آئے گا۔

(2)﴿فَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا﴾ ''پس آپ اللہ تعالیٰ کے طریقے کو بدلنے کا ہرگز کوئی راستہ نہ پائیں گے'' اللہ تعالیٰ کا دستور بدلنے والا نہیں اس میں ترمیم نہیں ہوتی۔

(3)﴿وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحۡوِيۡلًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کے طریقے کو پھیرنے کا ہرگز کوئی راستہ نہ پائیں گے'' اللہ تعالیٰ کا قانون اٹل ہے۔ جو کوئی ظلم اور مخلوق کے ساتھ تکبر سے پیش آئے گا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہو جائے گا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوۡمٍ سُوۡٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّالٍ﴾ ''اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو کوئی اس کو ہٹانے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا ان کے لیے کوئی مددگار رہے۔'' (الرعد:11)

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے بارے میں کیا وضاحت کی ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت اس کا دستور کبھی نہیں بدلے گا۔

(2) اللہ تعالیٰ کی سنت کو اس کے دستور کو منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے۔

سوال 4: اللہ تعالیٰ کی سنت کو بدلنے سے کیا مراد ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے عذاب کو رحمت سے بدلنے پر قدرت نہیں رکھتا۔

سوال 5: اللہ تعالیٰ کی سنت کے منتقل ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) اس سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دور کرنا۔

(2) اگر اللہ تعالیٰ کسی قوم کو عذاب میں مبتلا کرنا چاہے تو انسان اس کا رخ کسی دوسری قوم کی طرف نہیں کر سکتا۔

سوال 6: اللہ تعالیٰ کی سنت کی وضاحت کا مقصد کیا ہے؟

جواب: اس سے اہل عرب کو ڈرانا مطلوب ہے کہ ابھی وقت ہے کفر اور شرک چھوڑ کر یہاں آئیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی سنت سے بچ نہ پائیں گے۔

﴿اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا

”اور کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟ کہ وہ دیکھیں کہ اُن لوگوں کا کیسا انجام ہوا جو ان سے پہلے گزرے ہیں حالانکہ وہ ان

اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ

سے قوت میں زیادہ سخت تھے اور اللہ تعالیٰ کبھی ایسا نہیں کہ اُسے کوئی چیز عاجز کر دے، نہ ہی آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں

اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا﴾

یقیناً وہ ہمیشہ ہی سے سب کچھ جاننے والا، پوری قدرت رکھنے والا ہے“ (44)

سوال 1: انبیاء علیہم السلام کو جھٹلانے کا برا انجام یاد رکھو، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمْ ... قُوَّةً﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ ”اور کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟“ کیا یہ مشرک، جھٹلانے والے زمین میں چلے پھرے نہیں۔

(2) ﴿فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ”کہ وہ دیکھیں کہ اُن لوگوں کا کیسا انجام ہوا جو ان سے پہلے گزرے ہیں“ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ترغیب دیتا ہے کہ محض غفلت کے ساتھ نہیں بلکہ عبرت حاصل کرنے کے لیے اپنے قلب و بدن کے ساتھ زمین میں چلیں پھریں اور دیکھیں کہ ان سے پہلے گزری ہوئی قوموں کا کیا انجام ہوا جنہوں نے رسولوں کی تکذیب کی۔“ (تفسیر سعدی: 2233/3)

(3) ﴿فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ”پھر آپ دیکھیں اُن کی خفیہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تدبیر کا انجام کیسا ہوا! یقیناً ہم نے اُن کو اور اُن کی پوری قوم کو تباہ کر کے رکھ دیا۔" (النمل:51)

(4)﴿فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ﴾ "تو ہم نے اُسے اور اُس کے لشکروں کو پکڑ لیا، پھر اُن کو سمندر میں پھینک دیا سو آپ دیکھیں ظالموں کا کیسا انجام تھا۔" (القصص:40)

(5)﴿وَكَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً﴾ "حالانکہ وہ ان سے قوت میں زیادہ سخت تھے" یعنی قوم صالح، قوم ثمود اور قوم ہود اور دوسری تباہ شدہ قومیں ان لوگوں سے زیادہ قوت والی تھیں۔

(6) اللہ تعالیٰ نے پچھلے لوگوں کا انجام دیکھنے کے لیے زمین میں چلنے پھرنے کی دعوت دی ہے کہ وہ قوت میں بڑھے ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز عاجز کرنے والی نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سامنے سرکشی اختیار نہ کرو۔

سوال 2: کوئی اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتا، اس کی وضاحت ﴿وَمَا ... قَدِيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ﴾ "اور اللہ تعالیٰ کبھی ایسا نہیں کہ اُسے کوئی چیز عاجز کر دے، نہ ہی آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں" کوئی اللہ تعالیٰ سے بھاگ نہیں سکتا، کوئی اسے ہرا نہیں سکتا، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔

(2)﴿اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا﴾ "یقیناً وہ ہمیشہ ہی سے سب کچھ جاننے والا، پوری قدرت رکھنے والا ہے" یقیناً اللہ تعالیٰ ساری کائنات کو جانتا ہے۔ اس کی قوت بڑی زبردست ہے۔ جب وہ کسی کام کا ارادہ فرمالیتا ہے تو کائنات کی کوئی طاقت اسے ہرا نہیں سکتی۔ وہ ہر ایک پر غالب پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ

"اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس کی وجہ سے پکڑتا جو انہوں نے کمایا تو سطح زمین پر کوئی جان دار بھی نہ چھوڑتا لیکن وہ اُنہیں مقرر

ع 5 8 17

يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا﴾

مدت تک مہلت دیتا ہے، پھر جب اُن کا مقررہ وقت آجائے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہمیشہ سے خوب دیکھنے والا ہے" (45)

سوال: اللہ تعالیٰ کے فوراً نہ پکڑنے کی حکمت کو ﴿وَلَوْ ... بَصِيْرًا﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا﴾ "اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس کی وجہ سے پکڑتا جو انہوں نے کمایا" رب العزت نے اپنے کمال حلم کی وجہ سے گناہ گاروں کو دی جانے والی مہلت کا ذکر فرمایا ہے کہ اگر وہ لوگوں کو ان کے گناہوں پر فوراً پکڑ لیتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ﴾ ''تو سطح زمین پر کوئی جان دار بھی نہ چھوڑتا'' تو آسمان اور زمین کی ساری مخلوقات کا رزق اور ان کی جانیں اس عذاب سے ختم ہو جائیں۔

(3)﴿وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ''لیکن وہ اُنہیں مقرر مدت تک مہلت دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے یوں ہی نہیں چھوڑ دیتا۔ اللہ تعالیٰ ایک وقت تک مہلت دیتا ہے۔

(4)﴿فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا﴾ ''تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہمیشہ سے خوب دیکھنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنے علم کے مطابق اچھے برے اعمال پر جزا سزا دے گا۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا﴾ ''اور آپ کا رب بے حد بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے اگر وہ اس کی وجہ سے انہیں پکڑتا جو انہوں نے کمایا تو یقیناً ان پر جلدی عذاب بھیج دیتا، بلکہ ان کے وعدے کا ایک وقت ہے جس کے سوا وہ ہرگز کوئی پناہ گاہ نہیں پائیں گے۔'' (الکہف:58)

آیاتُھا: 83	36 - سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ - 41	رُكُوْعَاتُھَا: 5

سوال 1: سورۃ یٰسٓ کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: سورۃ یٰسٓ مکی سورت ہے۔ اس میں 5 رکوع اور 83 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 36 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 41 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰسٓ﴾

''یٰسٓ'' (1)

سوال: ﴿يٰسٓ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ''یٰسٓ'' حروف مقطعات میں سے ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ﴾

”قسم ہے قرآن حکمت بھرے کی!“ (2)

سوال: قرآن کا وصف حکمت ہے، اس کی وضاحت ﴿وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ﴾ ”قسم ہے قرآن حکمت بھرے کی!“ رب العزت نے قرآن حکیم کی قسم کھائی ہے۔ حکمت قرآن کا وصف ہے۔ حکمت سے مراد ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھنا ہے۔

(2) قرآن حکیم ہے یعنی حکمت والا ہے کیونکہ یہ ہر چیز کو اپنے مقام پر رکھتا ہے مثلاً امر ونہی کو اس کے مقام پر، خیر اور شر کو اس کے مقام پر۔ (3) ﴿ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ﴾ ”یہ ہے جو ہم پر حکمت آیات اور نصیحت میں سے تم پر پڑھتے ہیں۔“ (آل عمران: 58)

(4) ﴿ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ﴾ ”یہ اس میں سے حکمت کی باتیں ہیں جو آپ کے رب نے آپ کو وحی کی ہے“ (بنی اسرائیل: 39)

(5) حکیم کے معنی محکم کے ہیں جو تبدیل نہیں ہوتا۔ جس میں باطل کا کسی گوشے سے بھی گزر نہیں ہوتا۔

(6) قرآن محکم ہے اس اعتبار سے رب العزت نے محفوظ اور پکے قرآن کی قسم کھائی ہے جو حکمت والے کی جانب سے نازل ہوا ہے۔ (7) اس قرآن کی حکمت یہ ہے کہ اس نے حکم اور حکمت کو اکٹھا کر دیا ہے۔

﴿اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾

”بلاشبہ آپ یقیناً رسولوں میں سے ہیں“ (3)

سوال: محمد ﷺ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ”بلاشبہ آپ یقیناً رسولوں میں سے ہیں“ یہ وہ حقیقت ہے جس پر رب العزت نے قسم کھائی ہے کہ اے محمد ﷺ یقیناً آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، سیدھے راستے پر ہیں۔

(2) نبی ﷺ تمام رسولوں میں افضل مقام رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کی رسالت پر جس چیز کی قسم کھائی گئی ہے وہ قرآن حکیم ہے۔

15

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

''سیدھے راستے پر ہیں'' (4)

سوال: ﴿عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ''سیدھے راستے پر ہیں'' یعنی آپ ﷺ مضبوط دین پر ہیں اور وہ اسلام ہے۔

(2) آپ ﷺ سیدھی شریعت پر ہیں جو مہربان رب کی جانب سے ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۵۲) صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ (۵۳)﴾ ''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے ایک روح کی وحی کی، آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے؟ اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اسے ایک روشنی بنا دیا ہے جس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور یقیناً آپ سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف وہ ذات کہ سب کچھ اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ سن لو! سارے معاملات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔'' (الشوریٰ: 52، 53)

(3) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی سبھی جہنم میں جائیں گے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کون سی جماعت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوں گے۔'' (ترمذی: 2641)

﴿تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ﴾

''یہ سب پر غالب، نہایت رحم والے کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے'' (5)

سوال: قرآن مجید معزز اور مہربان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا، اس کی وضاحت ﴿تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ﴾ ''یہ سب پر غالب، نہایت رحم والے کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے'' یعنی یہ قرآن معزز اور مہربان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) اس نے اپنے بندوں کے صراط مستقیم پر چلنے کے لیے قرآن کو لائحہ عمل کے طور پر نازل فرمایا ہے۔

(3) یہ قرآن بندوں کو رب تک پہنچنے کا راستہ دکھاتا ہے۔

(4) یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ افکار و عمل کے مطابق زندگی بسر کرنا سکھاتا ہے۔

(5) یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ افکار و اعمال کو واضح کرتا ہے اور ان سے بچنے کے راستے واضح کرتا ہے۔

(6) یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرنے والوں کو ان کی منزل جنت سے متعارف کرواتا ہے اور اس کی رغبت دلاتا ہے۔

(7) یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ زندگی بسر کرنے والوں کو جہنم سے متعارف کرواتا ہے اور اس کی ہولناکیوں کے تذکرے سے اس سے بچنے کے راستے دکھاتا ہے۔

(8) یہ قرآن صراط مستقیم پر چل کر کامیاب ہونے والوں اور صراط مستقیم چھوڑ کر ناکام ہونے والوں کے تاریخی واقعات کو عبرت کے لئے سناتا ہے۔(9) یہ قرآن واقعات، احکامات، مطالبات، عذاب اور انعامات پر مشتمل ہے۔

(10) رب العزت نے قرآن نازل کرنے والے کا تعارف کروایا ہے کہ وہ العزیز ہے یعنی کمال درجے کا غلبہ رکھتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس نے جو احکامات اور نصائح بھیجے ہیں ان کو قبول کر لو تو اچھا ہے اور نہ کرو تو کچھ بگڑے گا نہیں۔ وہ نہ ماننے والوں کو دنیا میں بھی عذابوں سے دوچار کرتا ہے اور آخرت میں ان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب ہے۔

(11) اللہ تعالیٰ الرحیم ہے وہ مومنوں پر دنیا میں بھی مہربان ہے اور آخرت میں بھی عذاب سے بچا کر کامیاب کرتا ہے اور آخرت میں ان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتوں بھری جنت بھی ہوگی۔

﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ﴾

”تاکہ آپ اس قوم کو خبردار کر دیں جن کے باپ دادا کو خبردار نہ کیا گیا تھا تو وہ غافل ہیں“ (6)

سوال: ﴿لِتُنْذِرَ ... غٰفِلُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ﴾ ”تاکہ آپ اس قوم کو خبردار کر دیں جن کے باپ دادا کو خبردار نہ کیا گیا تھا“ تاکہ عربوں کو ڈرا دیں جن کے پاس کوئی رسول اور کتاب نہیں آئی تاکہ تم ایسی قوم کو خبردار کرو جن کے باپ دادا خبردار نہ کیے گئے تھے۔

(2) اس سے مراد وہ ”اُمّی“ عرب ہیں جن میں کتابیں نازل ہوئی تھیں نہ رسول مبعوث ہوئے تھے، گمراہی ان پر چھا گئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تھی، جہالت نے ان کو اندھا کر دیا تھا اور وہ اپنے اوپر اور اپنی بے وقوفی پر جگ ہنسائی کا باعث بنے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے ان کی طرف ایک رسول مبعوث فرمایا تا کہ ان کو پاک کرے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے جبکہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں مبتلا تھے اور تا کہ وہ ''اُمّی'' عربوں اور ان کے بعد آنے والے ہر اُمّی کو گمراہی کے انجام سے ڈرائے۔ نیز اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو ان کتابوں کی یاددہانی کراتا ہے جو ان کے پاس ہیں۔ یہ کتاب حکیم تمام لوگوں کے لیے عام طور پر اور عربوں کے لیے خاص طور پر نعمت ہے۔ (تفسیر سعدی: 2235/3، 2236)

(3) جیسا کہ نوح علیہ السلام سے رب العزت نے ان کی قوم کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا: ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''یقیناً ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا کہ اپنی قوم کو خبردار کر دو اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آجائے۔'' (نوح:1)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''اور آپ اُن لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیں جب معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔'' (مریم:39)

(5) ﴿فَهُمْ غٰفِلُوْنَ﴾ ''تو وہ غافل ہیں'' یعنی اپنے کفر، فساد اور بعث اور معاد کو جھٹلانے کی وجہ سے وہ غافل ہیں۔ (القاسمی: 60/14)

(6) وہ حق، نور اور شریعت کی معرفت سے غافل ہیں جو انسانوں کے لیے دونوں جہانوں کی سعادت ہے۔ (تفسیر منیر: 638/11)

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝﴾ ''یقیناً جو لوگ ہماری ملاقات کی اُمید نہیں رکھتے اور وہ دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے اور اس پر ہی مطمئن ہو گئے اور وہ لوگ جو ہماری آیات سے غافل ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ آگ ہے اس کے بدلے میں جو وہ کمایا کرتے تھے۔'' (یونس: 7، 8)

(8) وہ ایمان اور ہدایت سے غافل ہیں اسی وجہ سے وہ شرک اور بتوں کی عبادت میں مخبوط الحواس ہیں۔ (صفوۃ التفاسیر: 5/3)

﴿لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

''بلاشبہ یقیناً ان میں سے اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے'' (7)

سوال: اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں، اس کی وضاحت ﴿لَقَدْ... يُؤْمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ﴾ ”بلا شبہ یقیناً اُن میں سے اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے“ جن لوگوں نے صراط مستقیم کی دعوت اور نبی ﷺ کے انذار کو قبول نہیں کیا ان میں سے اکثر لوگوں پر ”حق“ یعنی عذاب واجب ہو چکا ہے۔

(2)﴿فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ”سو وہ ایمان نہیں لائیں گے“ اللہ رب العزت نے ام الکتاب (کتاب تقدیر) میں لکھ دیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے اس لیے وہ ایمان لانے والے نہیں اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرنے والے نہیں۔ (مختصر ابن کثیر:1654/2)(3)رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ”یقیناً جن لوگوں پر آپ کے رب کی بات ثابت ہوگئی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔“ (یونس:96)

(4)یعنی ان میں اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر اور اس کی مشیت نافذ ہوگئی کہ وہ اپنے کفر وشرک پر جمے رہیں گے۔ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان حق ثابت ہوا۔اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے حق پیش کیا،مگر انہوں نے حق کو ٹھکرا دیا تب اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ سزا دی کہ ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ (تفسیر سعدی:2236/3)

(5)﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ ”اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے اور اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔“ (البقرہ:7)

﴿اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِىَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ﴾

”یقیناً ہم نے اُن کی گردنوں میں کئی طوق ڈال دیے ہیں پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں،سو ان کے سر اُٹھا دیے گئے ہیں“(8)

سوال:ازلی بدبخت ایمان نہیں لاتے،اس کی وضاحت ﴿اِنَّا ... مُّقْمَحُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا﴾ ”یقیناً ہم نے اُن کی گردنوں میں کئی طوق ڈال دیے ہیں“ رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ ایمان ان کے دلوں تک کیوں نہیں پہنچ سکا۔یعنی ان بدبختوں کو ہدایت ملنا ناممکن ہے ان کی مثال تو ان لوگوں کی سی ہے جن کے ہاتھ گردنوں سے بندھے ہوئے ہوں،سر اٹھے ہوں اور گردنوں میں طوق پڑے ہوں۔ (مختصر ابن کثیر:1654/2)

(2)﴿فَهِىَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ﴾ ”پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں،سو ان کے سر اُٹھا دیے گئے ہیں“ گردنوں میں پڑے ہوئے طوق اتنے بڑے ہیں جن کی وجہ سے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔طوقوں کی سختی کی وجہ سے وہ سر جھکا نہیں سکتے۔

(3)بغوی نے لکھا ہے اس آیت کا نزول ابو جہل اور اس کے ایک مخزومی ساتھی کے حق میں ہوا اور ابو جہل نے قسم کھا کر کہا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ میں جہاں بھی محمد کو دیکھ پایا پتھر سے ان کا سر کچل دوں گا چنانچہ نبی ﷺ کو نماز کی حالت میں اس نے دیکھ لیا۔ اس کے پاس ہی پتھر بھی پڑا ہوا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے سر پر مارنے کے لئے پتھر اٹھانا چاہا فوراً ہاتھ گردن سے چمٹ گیا اور پتھر چھوٹ کر ہاتھ سے گر گیا۔ ابوجہل فوراً اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ کر آیا اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا اور بیان کرتے کرتے ہی گر پڑا۔ مخزومی بولا اب میں اسی پتھر سے آپ ﷺ کا سر کچل دوں گا چنانچہ وہ پتھر مارنے کے لئے نبی ﷺ کی طرف چلا آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اندھا کر دیا۔ نبی ﷺ کی آواز تو اس کو سنائی دیتی تھی مگر آنکھوں کو کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ وہ بھی اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ آیا لیکن ساتھیوں میں سے بھی وہ کسی کو نہ دیکھ سکا۔ لوگوں نے اس کو آواز دی کہ تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا کہ وہ تو مجھے نظر نہیں آئے، ہاں ان کی آواز میں نے ضرور سنی مگر میرے اور ان کے درمیان کوئی ایسی چیز حائل تھی جیسے کوئی نر اونٹ ہو اور وہ اپنی دم ہلا رہا ہو اگر میں ان کے قریب جاتا تو وہ اونٹ مجھے کھا جاتا اس پر یہ آیت ﴿اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا﴾ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری:358)(تفسیر الجامع الاحکام القرآن القرطبی:8/8)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا﴾ "یقیناً ہم نے اُن کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ وہ اس کو سمجھیں اور اُن کے کانوں میں بوجھ رکھ دیا ہے۔" (الکہف:57)

(5) ﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ "پھر کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے علم کے باوجود اُسے گمراہی میں ڈال دیا اور اُس کے کان اور اُس کے دل پر مُہر لگا دی اور اُس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا پھر اللہ تعالیٰ کے بعد اب کون اُسے ہدایت دے گا؟ تو کیا تم لوگ کوئی سبق حاصل نہیں کرتے؟" (الجاثیہ:23)

(6) ﴿وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ "اور جسے وہ چاہتا ہے کہ اسے گمراہ کر دے اس کا سینہ تنگ، نہایت گھٹا ہوا بنا دیتا ہے گویا کہ وہ مشقت سے آسمان میں چڑھ رہا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ گندگی ڈال دیتا ہے اُن لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔" (الانعام:125)

(7) ﴿مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِیْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ "جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اُس کو راستہ دکھانے والا کوئی نہیں اور انہیں وہ سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے کہ وہ بھٹکتے پھرتے ہیں۔" (الاعراف:186)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(8)﴿وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ ''اور وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ جس کو فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کرلے تو آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے ہرگز کسی چیز کے مالک نہیں ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا کہ ان کے دلوں کو پاک کرے، ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔'' (المائدہ:41)

(9)﴿اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں۔'' (النحل:108)

(10)﴿اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ﴾ ''وہ زمین میں بے بس کردینے والے نہ تھے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کے لیے کوئی مددگار ہیں، ان کے لیے دوگنا عذاب کیا جائے گا، وہ نہ سننے کی استطاعت رکھتے تھے اور نہ ہی وہ دیکھتے تھے۔'' (ہود:20)

(11)﴿الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَاۗءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا﴾ ''وہ لوگ جن کی آنکھیں میرے ذکر سے پردے میں تھیں اور وہ سننے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔'' (الکہف:101)

﴿وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ

''اور ہم نے ایک دیوار اُن کے آگے بنادی ہے اور ایک دیوار اُن کے پیچھے پھر ہم نے انہیں ڈھانپ دیا ہے

فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾

تو وہ کچھ نہیں دیکھتے'' (9)

سوال: ایمان ازلی بدبختوں کے دلوں تک نہیں پہنچ سکتا، اس کی وضاحت ﴿وَجَعَلْنَا ... يُبْصِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ ایمان ازلی بدبختوں کے دلوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ ان کو ہدایت ملنا اس لئے ناممکن ہے ﴿وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا﴾ 'اور ہم نے ایک دیوار اُن کے آگے بنا دی ہے اور ایک دیوار اُن کے پیچھے۔''

(2) یعنی ہم نے ان کے چاروں طرف دیواریں کھڑی کر دی ہیں۔ اسی وجہ سے وہ حق کو دیکھ نہیں سکتے اور شکوک وشبہات میں پھنس کر گمراہیوں میں بھٹک رہے ہیں اور آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں پھر بھلائی کی راہ کیسے پائیں اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کیسے فائدہ اٹھائیں۔(مختصر ابن کثیر:1654/2)

(3) یہ ان لوگوں کے حالات ہیں جن کے لیے یہ دنیا کی زندگی کی زینتیں ہی سب کچھ ہیں۔ وہ کچھ دیکھ نہیں پاتے۔ ان کے آگے ایمان اور ترک شرک اور ترک معاصی ہیں لیکن دنیا کی زندگی کی زینتوں کی یہ دیوار انہیں ایمان تک نہیں پہنچنے دیتی۔ ان کے پیچھے جو اعمال ہوئے ان سے توبہ کرنے کے راستے میں آخرت کا خوف نہ ہونا دیوار ہے جن کی وجہ سے وہ اپنے ماضی کے جرائم پر توبہ نہیں کر پاتے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ﴾ ''اور ہم نے اُن پر بُرے دوست مُسلط کر دیے ہیں تو انہوں نے اُن کے آگے اور اُن کے پیچھے سے ہر چیز کو اُن کے لیے خوش نما بنا دیا۔'' (فصلت:25)

(4) ﴿فَاَغْشَيْنٰهُمْ﴾ ''پھر ہم نے اُنہیں ڈھانپ دیا ہے'' یہ ان کی گمراہی کے لیے مبالغہ ہے کہ ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ یہ پردہ رسول اللہ ﷺ سے اور جو وہ لے کر آئے اس سے نفرت کا ہے اس لئے وہ اندھے بن گئے ہیں۔ اب دیکھتے نہیں۔(ایسر التفاسیر:1267)

(5) سیدنا ابن زید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ان کے ایمان اور اسلام کے درمیان دیوار ہے اس لئے وہ خالص نہیں ہو پاتے اور انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا، اُن پر برابر ہے کہ آپ نے انہیں ڈرایا ہو یا نہ ڈرایا ہو، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔'' (البقرۃ:6) (جامع البیان:158/2)

(6) ﴿فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ ''تو وہ کچھ نہیں دیکھتے'' قتادہ رحمہ اللہ اور مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہدایت کے لیے ان کی آنکھوں پر پردہ ہے جس کی وجہ سے وہ ہدایت سے نفع نہیں اٹھا پاتے۔(الدر المنثور:487/5)

﴿وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

''اور اُن پر برابر ہے خواہ آپ اُنہیں خبردار کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائیں گے'' (10)

سوال: دلوں پر مہر لگنے کی وجہ سے وہ نصیحت قبول نہیں کر سکتے، اس کی وضاحت ﴿وَسَوَآءٌ... يُؤْمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''اور اُن پر برابر ہے خواہ آپ اُنہیں خبردار کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائیں گے'' وہ اس لیے نصیحت قبول نہیں کر سکتے کہ گمراہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔جس کے دل پر مہر لگادی گئی ہو وہ حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھتا ہے۔ایسے شخص سے ایمان لانے کی امید نہیں رکھی جاسکتی۔

(2) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، پھر جب وہ گناہ کو چھوڑ دیتا ہے اور استغفار اور توبہ کرتا ہے تو اس کے دل کی صفائی ہو جاتی ہے (سیاہ دھبہ مٹ جاتا ہے) اور اگر وہ گناہ دوبارہ کرتا ہے تو سیاہ نکتہ مزید پھیل جاتا ہے یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتا ہے، اور یہی وہ ''ران'' ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے۔﴿كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ''یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ (چڑھ گیا) ہے۔'' (ترمذی:3334)

(3) اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خبردار کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (٩٦) وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (٩٧)﴾ ''یقیناً جن لوگوں پر آپ کے رب کی بات ثابت ہوگئی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔اگرچہ اُن کے پاس ہر نشانی آجائے یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔'' (یونس:97,96)

﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ

''آپ صرف اُسی شخص کو خبردار کرتے ہیں جس نے نصیحت کی پیروی کی اور رحمٰن سے بن دیکھے ڈرا

بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ﴾

سو اُسے مغفرت اور باعزت اجر کی بشارت دے دیں'' (11)

سوال: انذار قبول کرنے والوں کی خصوصیات کی وضاحت ﴿اِنَّمَا ... كَرِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ﴾ ''آپ صرف اُسی شخص کو خبردار کرتے ہیں جس نے نصیحت کی پیروی کی'' یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انذار کو قبول کرنے والا، اس سے فائدہ اٹھانے والا تو وہی ہے جو حق کی اتباع کا ارادہ رکھتا ہے، جو قرآن کی ہدایت پر عمل کرتا ہے۔

(2) ﴿وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ﴾ ''اور رحمٰن سے بن دیکھے ڈرا'' جو اپنی تنہائیوں میں بھی رب سے ڈرتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انذار کا نفع وہ اٹھا سکتا ہے جو قرآن پر ایمان لایا اور اس میں جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں ان کی اتباع کی۔ (جامع البیان:158/22)

(3) جس کے دل کو یقین ہے کہ الرحمٰن اس کے تمام اعمال سے واقف ہے۔وہ دلوں کے حال بھی جانتا ہے اور زبان اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اعضاء کے اعمال کو بھی جانتا ہے۔

(4)﴿فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ﴾ ''سوائے مغفرت کی بشارت دے دیں'' ایسے شخص کو گناہوں کی بخشش اور معافی کی بشارت سنادیں۔

(5)﴿وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ﴾ ''اور باعزت اجر کی'' عزت والے، باوقار، فراخ، نفیس اور عمدہ اجر کی خوشخبری دے دیں جو اچھی نیت اور نیک اعمال کا صلہ ہے۔(6) انہیں نعمتوں بھری جنت دارالسلام کی خوشخبری دے دیں۔(ایسر التفاسیر:1268)

(7) رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ﴾ ''جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں یقیناً اُن کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔'' (الملک:12)

(8)﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ ''آپ درحقیقت صرف انہیں لوگوں کو ڈراتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو یقیناً وہ اپنے ہی لیے پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' (فاطر:18)

﴿اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ

''یقیناً ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور اُن کے آثار کو بھی اور ہر چیز کو

فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾ ع 1 12 18

ہم نے ایک کھلی کتاب میں شمار کر رکھا ہے'' (12)

سوال: اعمال اور آثار محفوظ کیے جا رہے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا...مُّبِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى﴾ ''یقیناً ہم مُردوں کو زندہ کریں گے'' یعنی موت کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کریں گے۔(2) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرے گا۔

(3) اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کافر کا دل زندہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور مردہ دلوں کو بھی زندہ کر کے حق کی طرف راہنمائی فرما سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سنگدلی کے ذکر کے بعد فرمایا:﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ ''یقین جانو اللہ تعالیٰ ہی زمین کو اُس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے، یقیناً ہم نے تمہارے لیے نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں تاکہ تم سمجھو۔'' (الحدید:17)(مختصر ابن کثیر:1655/2)

(4)﴿وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا﴾ ''اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا'' یعنی دنیا میں جو اچھے برے اعمال کیے ہم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انہیں لکھ رہے ہیں۔

(5)﴿وَاٰثَارَهُمْ﴾ ''اور اُن کے آثار کو بھی'' اس سے مراد وہ آثار خیر اور آثار شر ہیں جنہیں وہ اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد وجود میں لانے کا سبب بنے۔ان اعمال نے ان کے اقوال،افعال اور احوال سے جنم لیا۔بھلائی کا ہر وہ کام آثار خیر میں شمار ہوتا ہے جو بندے کے علم،اس کی تعلیم،خیر خواہی،امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کے سبب سے وجود میں آتا ہے یا وہ علم جسے وہ اپنے متعلمین میں ودیعت کرتا ہے یا اس کی تحریر کے سبب سے وجود میں آتا ہے جس سے اس کی زندگی میں یا اس کے مرنے کے بعد فائدہ اٹھایا جاتا ہے یا کوئی نیک عمل جسے بندہ سرانجام دیتا ہے مثلاً نماز، صدقہ، یا کوئی بھلی بات جس کی دوسرے لوگ پیروی کریں، یا کسی مسجد کی تعمیر، یا کسی ایسی جگہ کی تعمیر جس سے لوگ استفادہ کرتے ہوں یا اس قسم کے دیگر کام، یہ سب آثار خیر میں شمار ہوتے ہیں جن کو اس کے لیے لکھ لیا جاتا ہے۔اور اسی طرح آثار شر ہیں، جن کو لکھ لیا جاتا ہے۔بنابریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دین اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کا اجر اسے عطا ہوگا اور اس کے بعد جو کوئی بھی اس پر عمل کرے گا اس کا اجر بھی ان کے اجروں میں کمی کرنے کے بغیر اسے ملے گا۔جس کسی نے دین اسلام میں کسی برائی کو رواج دیا اس کا گناہ اس کو ملے گا اور ان لوگوں کا گناہ بھی اس کی گردن پر ہوگا جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے جب کہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔'' (مسلم:1017) اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے اور ہر طریقے اور ذریعے سے اس کی طرف جانے والے راستے کی نشاندہی کرنے کی عظمت واضح ہوجاتی ہے۔برائی کی طرف دعوت دینے اور اس کو رائج کرنے والا سب سے گھٹیا مخلوق، سب سے بڑا مجرم اور سب سے زیادہ گناہوں کا بوجھ اٹھانے والا ہے۔(تفسیر سعدی:2237/2)

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان مرجاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ تمام اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے: صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے نفع اُٹھایا جائے یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے۔'' (مسلم:4223)

(7) قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اے ابن آدم اگر اللہ تعالیٰ تیرے کسی فعل سے غافل ہوتا تو تیرے نشان قدم سے غافل ہوتا جنہیں ہوا مٹا دیتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ تیرے کسی فعل سے غافل نہیں ہے، تیرے جتنے قدم اس کی اطاعت میں اٹھتے ہیں اور جتنے قدم تو اس کی معصیت میں اٹھاتا ہے سب اس کے ہاں لکھے ہوئے ہیں، تم میں سے جس سے ہو سکے وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے قدم اٹھالے۔سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہر وہ نیکی جس کو اس نے جاری کیا اور اپنے بعد

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ گیا۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ گمراہ لوگ جو اپنی گمراہی باقی چھوڑ جائیں۔ (الدرالمنثور:489,488/5)

(8)﴿كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾ ''ہرگز نہیں! جو کچھ وہ کہتا ہے وہ ہم ضرور لکھیں گے اور ہم اس کے عذاب میں اضافہ کریں گے، بہت اضافہ کرنا۔'' (مریم:79)

(9)﴿وَكُلَّ شَيْءٍ﴾ ''اور ہر چیز کو'' یعنی نیتوں اور اعمال کو۔

(10)﴿أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ﴾ ''ہم نے ایک کھلی کتاب میں شمار کر رکھا ہے'' یعنی ہر چیز ہم نے ایک روشن کتاب میں لکھ لی ہے یعنی تمام کائنات اور مخلوقات ایک لکھی ہوئی کتاب میں مندرج ہے جو لوح محفوظ میں سب سے بڑی کتاب ہے، یہاں امام مبین سے ام الکتاب مراد ہے۔ (مختصر ابن کثیر:1655/2)

(11) رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي فِي كِتَابٍ ۖ لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى﴾ ''موسیٰ نے کہا: ''اُس کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے، میرا رب نہ بھولتا ہے اور نہ وہ غلطی کرتا ہے۔'' (طٰہٰ:52)

(12)﴿وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ (52) وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ (53)﴾ ''اور ہر وہ چیز جو انہوں نے کی وہ دفتروں میں درج ہے اور ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔'' (القمر:53،52)

﴿وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ﴾

''اور اُن کے لیے آپ بستی والوں کی مثال بیان کریں جب اُن کے پاس رسول آئے'' (13)

سوال: رسولوں کو جھٹلانے والوں کے واقعات سے عبرت حاصل کرو، اس کی وضاحت ﴿وَاضْرِبْ... الْمُرْسَلُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ﴾ ''اور اُن کے لیے آپ بستی والوں کی مثال بیان کریں'' رسولوں کی دعوت کو جھٹلانے والوں کے سامنے پہلے جھٹلانے والوں کے واقعات بیان کریں۔

(2) بستی والوں کی مثال اہلِ مکہ کو سمجھانے کے لیے دی گئی۔ بستی والوں کے پاس بھی رسول آئے تھے اسی طرح محمد ﷺ بھی رسول ہیں۔ آپ ﷺ نہ تو پہلے رسول ہیں، نہ یہ سلسلۂ رسالت انوکھا ہے۔ رسالت اور نبوت کا سلسلہ قدیم ہے۔ (تفسیر منیر:646/11)

(3) یہ ایسی بستی والوں کی مثال ہے جنہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کر کے انہیں ہلاک کر دیا تھا۔

(4)﴿إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ﴾ ''جب اُن کے پاس رسول آئے'' اس بستی میں اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے جو انہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور دین کو اس کے لیے خالص کرنے کا حکم دیتے ہیں، اور انہیں شرک اور معاصی سے منع کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2239/3)

﴿اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ

''جب ہم نے اُن کے پاس دو رسول بھیجے۔ تو انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا۔ پھر ہم نے تیسرے کے ساتھ اُنہیں قوت دی

فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ﴾

تو اُن سب نے کہا: ''یقیناً ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں'' (14)

سوال: ہم آپ کی طرف بھیجے گئے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِذْ... مُّرْسَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ﴾ ''جب ہم نے اُن کے پاس دو رسول بھیجے۔ تو انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا۔ پھر ہم نے تیسرے کے ساتھ اُنہیں قوت دی'' یعنی دو رسولوں کو جھٹلائے جانے کے بعد تیسرے رسول کے ذریعے ان دونوں کو تقویت پہنچائی۔

(2) رب العزت نے ان پر خاص رحمت کی ان پرپے در پے رسول بھیجے۔

(3) ﴿فَقَالُوْٓا﴾ ''تو اُن سب نے کہا'' رسولوں نے قوم سے کہا۔

(4) ﴿اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ﴾ ''یقیناً ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں'' رسولوں نے قوم کو واضح کیا کہ ہمیں تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ (5) رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''اُن کے رسولوں نے کہا کہ کیا اُس اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی شک ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے؟ وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے گناہوں کو معاف کردے اور تمہیں ایک مدتِ مقرر تک مہلت دے۔ انہوں نے کہا کہ تم اور کچھ نہیں مگر ہمارے جیسے انسان ہی ہو، تم چاہتے ہو کہ ان سے ہمیں روک دو، جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے چنانچہ تم ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لاؤ۔'' (ابراہیم: 10)

﴿قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ

''اُنہوں نے کہا: ''تم ہمارے ہی جیسے انسان ہو اور رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ﴾

"تم محض جھوٹ بولتے ہو" (15)

سوال: بستی کے لوگوں نے رسولوں کی آمد پر کیسے ردِ عمل کا اظہار کیا، اس کی وضاحت ﴿قَالُوْا ... تَكْذِبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالُوْا﴾ "انہوں نے کہا" قوم نے کہا۔

(2) ﴿مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ "تم ہمارے ہی جیسے انسان ہو" انہوں نے رسولوں کو ایسا جواب دیا جو ہر دور میں رسولوں کی دعوت کو جھٹلانے کے لئے مشہور ہے۔ بستی والوں نے کہا: (i) کہ تم تو ہماری طرح کے معمولی انسان ہو۔ (ii) انہوں نے کہا کہ رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی۔ (iii) انہوں نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔

(3) بستی والوں نے کہا: خاص طور پر تمہیں کیوں وحی کے لئے منتخب کیا گیا اور دوسرے انسانوں کو چھوڑ دیا گیا؟ ان کا خیال تھا کہ رسول انسانوں میں سے نہیں ہوتے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ﴾ "تو اُس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا، انہوں نے کہا: "یہ نہیں ہے مگر تمہارے جیسا ایک آدمی، جو چاہتا ہے کہ تمہارے اوپر برتری حاصل کر لے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ضرور فرشتے نازل کرتا، ہم نے اس کو اپنے پہلے باپ دادا میں نہیں سنا۔" (المؤمنون:24)

(4) ﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا (٩٤) قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (٩٥) قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا (٩٦)﴾ "اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آ گئی تو انہیں کسی چیز نے نہیں روکا کہ وہ ایمان لائیں اس کے سوا کہ انہوں نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چل رہے ہوتے تو ضرور ہم آسمان سے اُن پر کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔ آپ کہہ دیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔ یقیناً وہ ہمیشہ سے اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔" (بنی اسرائیل:94-96)

(5) ہر دور میں لوگ انسان کے رسول بن جانے کو فضیلت کی بات نہیں سمجھتے اس لیے مطمئن نہیں ہوتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿وَمَآ اَنۡزَلَ الرَّحۡمٰنُ مِنۡ شَیۡءٍ﴾ ''اور رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی'' یعنی رحمٰن نے کوئی وحی نازل نہیں کی، کسی کو رسول بنا کر نہیں بھیجا۔

(7)﴿اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَكۡذِبُوۡنَ﴾ ''تم محض جھوٹ بولتے ہو'' یعنی تم رسالت کے بارے میں جھوٹ بولتے ہو۔

﴿قَالُوۡا رَبُّنَا یَعۡلَمُ اِنَّاۤ اِلَیۡكُمۡ لَمُرۡسَلُوۡنَ﴾

''انہوں نے کہا: ''ہمارا رب جانتا ہے کہ بلاشبہ ہم ضرور تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں'' (16)

سوال: ہمارا رب خوب جانتا ہے، اس کی وضاحت ﴿قَالُوۡا ... لَمُرۡسَلُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَالُوۡا﴾ ''انہوں نے کہا'' تینوں رسولوں نے جواب دیا۔

(2)﴿رَبُّنَا یَعۡلَمُ اِنَّاۤ اِلَیۡكُمۡ لَمُرۡسَلُوۡنَ﴾ ''ہمارا رب جانتا ہے کہ بلاشبہ ہم ضرور تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں'' رسولوں نے انتہائی اطمینان اور اعتماد سے جواب دیا: ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿قُلۡ كَفٰی بِاللّٰهِ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَكُمۡ شَهِیۡدًا ۚ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡبَاطِلِ وَ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو لوگ باطل پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا، وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔'' (العنکبوت: 52)

(3) یعنی اگر ہم جھوٹ بولتے تو وہ ہم سے سخت انتقام لیتا لیکن وہ ہماری عزت افزائی کرنے والا ہے اور ہمیں تم پر غلبہ عطا کرنے والا ہے۔ تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کس کا انجام بہتر اور رشک آفریں ہوتا ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1656/2)

﴿وَ مَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ﴾

''اور ہم پر ذمہ داری نہیں ہے مگر صاف صاف پہنچا دینا'' (17)

سوال: رسولوں کا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام واضح طور پر پہنچا دینا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا ... الۡمُبِیۡنُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا عَلَیۡنَاۤ﴾ ''اور ہم پر ذمہ داری نہیں ہے'' رسولوں نے اپنی ذمہ داری، اپنا کام واضح کرتے ہوئے کہا۔ (2)﴿اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ﴾ ''مگر صاف صاف پہنچا دینا'' ہمارا کام تو واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا پیغام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچا دینا ہے۔ہم اللہ تعالیٰ کا پیغام تمہیں سنا دیں گے،تو ہمارا فرض تو ادا ہو گیا۔اگر تم اطاعت کرو گے تو دنیا و آخرت کی سعادتیں سمیٹ لو گے اور سرکشی کرو گے تو اس کا نتیجہ بھی تمہارے سامنے آجائے گا۔

﴿قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ

''بستی والوں نے کہا:''بلاشبہ ہم نے تمہیں منحوس پایا ہے،یقیناً اگر تم لوگ باز نہ آئے تو ہم ضرور تمہیں سنگسار کر دیں گے اور یقیناً ضرور

مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا''(18)

سوال:انبیاء علیہم السلام کو دی گئی دھمکی کی وضاحت﴿قَالُوْٓا...اَلِيْمٌ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قَالُوْٓا﴾''بستی والوں نے کہا''بستی والوں نے رسولوں سے کہا۔

(2)﴿اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ﴾''بلاشبہ ہم نے تمہیں منحوس پایا ہے''یعنی ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اگر کوئی برا معاملہ ہو تو تمہاری نحوست کی وجہ سے ہوگا۔جب سے تم لوگ آئے ہمیں شر کے سوا کچھ نہیں ملا۔

(3)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''کوئی بیماری متعدی نہیں،بدشگونی کوئی چیز نہیں، الو کی نحوست کوئی چیز نہیں اور صفر کی نحوست کوئی چیز نہیں (بلکہ یہ محض وہم ہیں)۔''(مسلم:5788)

(4)یہ عجیب ترین بات ہے کہ اس شخص کو جو ان کے پاس جلیل ترین نعمت لے کر آئے۔۔۔جس سے اللہ تعالیٰ بندوں کو نوازتا ہے،ان کو وہ بلند ترین اکرام عطا کرے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے اور وہ اسی چیز کے ضرورت مند ہوں۔۔۔یہ کہا جائے کہ وہ شر لے کر آیا ہے جس نے ان کے شر میں اضافہ کر دیا ہے اور وہ اس کو نحوست خیال کریں۔یہ لوگ صرف اور صرف خذلان اور عدم توفیق کی وجہ سے اپنے ساتھی کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں جو دشمن کے ساتھ بھی نہیں کیا جاتا۔(تفسیر سعدی:2240،2239/3)

(5)سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو بھی ایسے ہی منحوس سمجھا گیا۔رب العزت نے فرمایا:﴿فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۭ اَلَآ اِنَّمَا طٰۗىِٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾''تو جب ان پر خوشحالی آتی تو کہتے کہ یہ ہمارے ہی لیے ہے اور اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچتی تو موسیٰ اور ان کی نحوست ٹھہراتے جو اس کے ساتھ تھے۔سن لو!یقیناً ان کی نحوست اللہ تعالیٰ کے پاس ہے لیکن ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔" (الاعراف:131)

(6) سیدنا صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو بھی منحوس قرار دیا گیا: ﴿قَالُوا اطَّيَّرۡنَا بِكَ وَبِمَنۡ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ تُفۡتَنُوۡنَ﴾ "انہوں نے کہا: "ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس سمجھتے ہیں۔" صالح نے کہا: "تمہاری نحوست تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہی سے ہے۔ بلکہ تم لوگ فتنے میں مبتلا کر دیے گئے ہو۔" (النمل:47)

(7) ﴿لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهُوۡا﴾ "یقیناً اگر تم لوگ باز نہ آئے" انہوں نے رسولوں کو دھمکی دیتے ہوئے کہا اگر تم ان باتوں سے باز نہ آئے۔

(8) ﴿لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ﴾ "تو ہم ضرور تمہیں سنگسار کر دیں گے" ہم تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے۔

(9) ﴿وَلَيَمَسَّنَّكُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ﴾ "اور یقیناً ضرور تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا" یا ہم گالیاں دے کر طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کر دیں گے اور تمہیں ہماری جانب سے سخت تکالیف پہنچیں گی۔

﴿قَالُوۡا طَآئِرُكُمۡ مَّعَكُمۡ ؕ اَئِنۡ ذُكِّرۡتُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ﴾

"انہوں نے کہا: "تمہاری نحوست تمہارے ہی ساتھ ہے، کیا اگر تمہیں نصیحت کی جائے؟ بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو" (19)

سوال: انبیاء علیہم السلام نے دھمکی کا جواب دے دیا، اس کی وضاحت ﴿قَالُوۡا ... مُّسۡرِفُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالُوۡا﴾ "انہوں نے کہا" رسولوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

(2) ﴿طَآئِرُكُمۡ مَّعَكُمۡ﴾ "تمہاری نحوست تمہارے ہی ساتھ ہے" تمہاری نحوست تم پر لوٹا دی جائے گی۔

(3) یعنی تمہارا شرک اور نافرمانیاں جو عذاب کا موجب بنے اور اس کے واقع ہونے کا سبب بنتی ہیں، تم پر لوٹا دی جائیں گی۔

(4) ﴿اَئِنۡ ذُكِّرۡتُمۡ﴾ "کیا اگر تمہیں نصیحت کی جائے؟" تمہاری نحوست یعنی برے اعمال کا نتیجہ تمہارے ساتھ ہے۔ کیا اسے نحوست سمجھتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی جائے اور تمہیں خالص توحید کی، عبادت کی دعوت دی جائے۔

(5) ﴿بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ﴾ "بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو" یعنی تم اس حد تک زیادتی کرنے والے ہو کہ نصیحت کے مقابلے میں تکبر، دعوت کے مقابلے میں نفرت میں اضافے کے سوا کچھ نہیں۔ تم حد سے بڑھ رہے ہو اور بے انصافی پر اتر آئے ہو۔

(6) لوگ نصیحتوں کا جواب دھمکیوں، تشدد اور قتل سے دے رہے تھے۔ یہی حد سے نکل جانا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ﴾

''اور شہر کے دور مقام سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا، اُس نے کہا: ''اے میری قوم! رسولوں کی پیروی کرو'' (20)

سوال: نیک شخص نے رسولوں کی شہادت دی، اس کی وضاحت ﴿وَجَآءَ ... الْمُرْسَلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى﴾ ''اور شہر کے دور مقام سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا'' شہر کے دور کے علاقے سے آنے والے نیک شخص کو جب یہ خبر ملی کہ بستی والوں نے رسولوں کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا ہے، تو وہ بھاگتا ہوا رسولوں کی مدد کو آیا۔ اس نے اپنی قوم سے کہا۔

(2) ﴿قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''اُس نے کہا: ''اے میری قوم! رسولوں کی پیروی کرو'' اس نے اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور انہیں رسولوں کی پیروی کا حکم دیا۔

(3) اس نے رسولوں کی رسالت کی شہادت دی اور کہا ان کی تابعداری کرو اور ان کا کہا مانو۔

﴿اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾

''پیروی کرو اُن کی جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ سیدھا راستہ پانے والے ہیں'' (21)

سوال: مخلص رسولوں کی پیروی کرو، نیک آدمی کی خیر خواہی کی وضاحت ﴿اتَّبِعُوْا ... مُّهْتَدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا﴾ ''پیروی کرو اُن کی جو تم سے اجر نہیں مانگتے'' نیک شخص نے کہا: اس شخص کی پیروی کرو جو تم سے اجرت طلب نہیں کرتا، جو تمہارا خیر خواہ ہے۔

(2) ﴿وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ ''اور وہ سیدھا راستہ پانے والے ہیں'' رسول تمہیں اس چیز کی دعوت دیتے ہیں جس میں تمہارے لیے خیر اور برکتیں ہیں۔ جس چیز کا حکم دیتے ہیں اس کے صحیح ہونے پر عقل گواہی دیتی ہے اور جس چیز سے روکتے ہیں اس کے قبیح ہونے پر عقل گواہی دیتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2240/3)

(3) اس نے کہا: رسول خیر خواہ ہیں ان کا کہنا مانو گے تو پھلو پھولو گے۔

(4) شاید اس شخص کی قوم نے نصیحت قبول نہ کی بلکہ الٹا وہ اسے رسولوں کی اتباع اور اخلاص پر ملامت کرنے لگے۔

(تفسیر سعدی: 2240/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

ALNOOR-PUBLICATIONS

النور

النور پبلیکیشنز